آخری عشق

تحریر :عائشہ علی

یہ منظر ہری پور کے مشہور گاؤں ترچٹی کی لال حویلی کا ہے جہاں سید بہرام شاہ لال حویلی اور ترچٹی گاؤں کا سردار اپنے دونوں بیٹوں اور لاڈلی پوتی باطشہ کے ساتھ ناشتے کے ڈیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے اس سے نظر زرہ سائی یڈ پر بنے کچن پر ڈالے تو وہاں حیا بیگم اور امنیہ بیگم ناشتہ بنانے میں مصروف تھی ویسے تو ان کی حویلی میں نوکروں کی کمی نہی تھی پر ان سید زادوں کے اپنے

اصول تھے کھانا حویلی کی عورتیں خود بناتی تھی

باطشہ ناشتہ کر کے اٹھنے لگتی ہے کے دادا جی کی آواز پر رک جاتی اسرار بیٹا جی بابا ہمارا شیر پوتا کب تک واپس آئے گا بابا جی وہ بس ماہ کی آخری تک ان شاءاللہ آجائے گا اچھا ٹھیک ہے باطشہ بھی اپنے ڈھڑکتے دل کو سبھنال کر روم میں چلی جاتی

سیدابان شاہ جس نے چپکے سے من موہنی سی باطشہ کے دل کی سلطنت پر پورے حق سے قبضہ کرر کھا تھا

باطشہ افراز شاہ کی لاڈلی اکلوتی بیٹی ہے جو اٹھارہ سال کی اونچے لمبے قد کی سرخ سفید رنگ گھنگرلے بال کالی خوبصورت بڑی بڑی آنکھیں جن پر جالر جسی پلکیں کٹواں دار لب جو ہلکے پنک رنگ کے رنگے ہوئے ہاتھوں میں ہر ٹائی م

چوڑیاں پاؤں میں پائی ل پہنے خوبصورتی میں اپنے مثال آپ تھی

جس نے خود کو سنج سنج کر صرف اپنے دل کے حکمران کے لیار کھا تھا جو ایسے ایک نظر دیکھنا بھی گوارہ نہی کرتا تھا یہ نہی کے سید ابان شاہ باطشہ سے نفرت کرتا تھا وہ باطشہ کی آنکھوں میں اپنے لیے پسندیدگی دیکھ چکا تھا پر ایسے لگتا تھا کے ان کی عمر میں بہت فرق ہے باطشہ ابھی بچی ہے

محبت بھلا عمر کب دیکھتی اور محبت بھی بھلا کبھی سوچ سمجھ کر ہوئی ی سوچ سمجھ کر تو سودے کریں جاتے محبت میں یہ سب کون دیکھتا ::::::

بہرام شاہ مردان خانہ میں بیٹھے لوگوں کے مسلے مساحل سن رہا تھا کے ایک شخص روتا ہوا آیا

سائیں سرکار میری بیٹی کو ساتھ والے گاؤں کے سردار کا بیٹا اٹھا کے لے گیا ہے سائیں میری عزت خاک میں مل گی مجھے میری بیٹی صیح سلامت چاھے سائیں بڑی مہربانی ہو گی مجھ غریب پر آپ کی

بہرام شاہ کو اس کی بات سن کر بڑا غصہ آیا اس نامراد نے اپنی موت کو خود آواز دی ہے ہمارے گاوں کی عزت کی طرف میلی نظر ڈال کر

خدا بخش تم سکون سے آپنے گھر جاو تمھاری بیٹی عزت کے ساتھ تمھارے گھر ہو گی یہ بہرام شاہ کا وعدہ ھے

بہت بہت شکریہ سائیں سرکار اللہ آپ کو ہمارے سروں پر سدا سلامت رکھیں وہ دعائیں دیتا گھر چلا گیا پیچھے بہرام شاہ نے اپنے گارڈ کو گاڑی نکالنے کا حکم دیا یہ تو طے تھا اس لڑکے کی زندگی کا آج آخری دن تھا جس نے بہرام

:::::شاہ کے گاوں کی طرف غلط نظر ڈالی تھی

یہ منظر پریس کے مشہور بار کا ہے جو نیلی ہری لال پیلی روشینوں سے جگمگا رہا تھا جہاں امیر باپ کی بگڑی اولادیں عیاشی کرنے شراب اور شباب کے مزے لے رہے تھے وہاں وہ بگڑا نوجوان شراب کی بوتل سامنے رکھے لال سرخ آنکھیں جس میں وحشت ہی وحشت ٹپک رہی ہوتی کب سے بیٹھا شراب پیا جا رہا ہوتا امیر ماں باپ کی بگڑی اولاد اپنے پیسے کا گھمنڈ لیے انسان کو جانور سے بھی کم تر سمجھنے والا اوباش لڑکا تھا جس کا کام ہر روز کم سن لڑکی کی عزت سے کھیلنا ہوتا تھا چاہے پھر لڑکی اپنی مرضی سے آتی یا زبردستی لائی جاتی ایسے بس لڑکی سے مطلب ہوتا تھا ابھی وہ بیٹھا ئی ے شکار کی تلاش

میں تھا جو ایسے جلد ہی سامنے سٹیج پر ایک بیس سالہ خوبصوت لڑکی نظر
آئی جس نے شوٹ ٹاپ جینز پہن رکھی تھی
یہ نوجوان چلتا ہوا اس کے سامنے آیا اور ڈانس کی پشکش کی جیسے لڑکی نے
مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا دونوں نشے میں جھومتے ڈانس فلور پر ڈانس
کرنے لگ جاتے اور کچھ دیر بعد دونوں بانہوں میں بانہیں ڈالے روم میں
چلے جاتے ایک رات اور کالی کرنے جہاں فرشتے ان کے اعمال نامے میں
ایک گہناہ لکھ چکے تھے

اماں سائی یں کیا بنا رہی ہو آپ
باطشہ کچن میں کام کرتی امینہ بیگم کے پاس آکر پوچھتی کشمیری پلاؤ بنا رہی ہو
واہ اماں سائی یں میری پسند کا کھانا بن رہا آج تو ویسے ایک بات تو بتائی یں

اماں یہ کشمیری پلاؤ بس نام سے ہی ہے ورنہ اس سے کشمیر تو نظر نہی آتا اماں
جو اس کی بات دھیان سے سن رہی ہوتی اس کی بات کا مطلب سمجھتی ایسے
گھور کر دیکھتی

اور وہ باطشہ ہی کیا جس پر گھوریوں کا اثر ہو جائے۔۔۔۔

آج لال حویلی کی بیٹی انوشے اپنے بچوں کے ساتھ آ رہی تھی تبھی طرح طرح
کے پکوان پک رہے تھے آخر تین بھائیوں کی اکلوتی بہن جو تھی

حیا بیگم ملازمہ سے ساری صفائی ی کروا کر اب کچن میں آئی ی تھی تا کے امینہ
جو خود سارا کچن کا کام کر رہی تھی اس کے ساتھ مدد کروا سکے

باطشہ جواب ٹوکری سے سیب نکال کر کھا رہی تھی ساتھ شلیف پر چڑھ کر
بیٹھی تھی

حیا بیگم کو دیکھ کر جلدی سے نیچے اتری

تائی ی جی آپ کون سا پلاو بنانے آئی ی اماں سائی یں نے تو کشمیری پلاؤ بنایا
جس میں کشمیر تو نظر نہی آتا مجھے وہ اتنی مصوم بن کر پوچھ رہی تھی کے حیا کو
اس پر پیار آنے لگ گیا وہ تھی بھی ایسی پوری حویلی کی لاڈلی حیا بیگم تو ابان شاہ
سے زیادہ باطشہ کے لاڈ کرتی تھی

پر وہ کہتے ہیں نہ گھر کے لاڈلوں کو بہت دکھ درد بھی برادشت کرنے پڑتے
:::اب دیکھتے باطشہ کی قسمت میں کیا لکھا ہے یہ تو رب ہی جانتا

وہ صبح جب نیند سے بیدار ہوا تو سر ابھی بھی چکرا رہا تھا اس نے آنکھیں بند کر کے کھولی تو دوسری سائیڈ نظر ماری جہاں وہ لڑکی بے لباس مست نیند میں ڈوبی سو رہی تھی

اس نے ایک طنزیہ مسکراہٹ اس کیطرف اچھالی اور والٹ سے چند نوٹ نکالے اور اس کے کپڑوں کے پاس رکھ کر خود فریش ہونے واشرم چلا گیا

ایسا ہی تھا یہ امتثال شاہ انوشے بہرام شاہ کا بیٹا
جس کے لیے لڑکیاں ٹشو پیپر کی طرح تھی
پر نہی جانتا تھا کے اگے چل کر یہ کسی عام سی لڑکی کی محبت میں خود گرفتار ہو جائے گا شاہد یہ محبت ہی ایسے راہ راست پر لے سکے

جب رات ساری سیاہ کر کے صبح گھر گیا تو سامنا اپنے باپ سے ہوا کہاں سے آ

رہے ہو رات گھر کیوں نہی آئے میں دوستوں کے ساتھ تھا وہ جھوٹ بولتا
سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے میں چلا گیا

آپ کے بے جا لاڈ پیار نے ایسے بگاڑ دیا ہے مجھے تو ڈر لگتا نا جانے کن کاموں
میں مشغول ہے یہ حرکتیں اس کی مشکوک لگتی مجھے انوشے اپنے شوہر سے
کہتی

بس کریں انوشہ بیگم آپ تو میرے بیٹے کی پیچھے پڑی رہتی اتنا پیسہ ایسی کے
لیے کمار ہا بیٹی تو بیا کر چلی جائے گی پیچھے سب ایسی کا ھے

ہاں بس ایسی بات کا تو غرور آپ کی اولاد کو نا جانے کل کیا گل کھلائے

.....

عشاہ اپنے کمرے میں پڑھائی ی کر رہی تھی وہ اور باطشہ ایک ہی یونی میں

پڑھتی تھی دونوں گرجویشن کر رہی تھی البتہ باطشہ پڑھائی ی میں ذہن تھی
ویسے تو عشاہ بھی اچھی تھی پڑھائی ی میں پر باطشہ سے کم

ابھی عشاہ پڑھ ہی رہی تھی کے انوشے کمرے میں آئی ی عشاہ بیٹے تیار ہو
جائی یں آج ہم لال حویلی جائی یں گے

واہ اماں سائی یں کتنا مزا آئے گا ماموسائی یں بڑی ممانی چھوٹی ممانی اور میری
تاشی سے مل کر وہ تو حویلی کے نام پر ہی کھل گی تھی اور اٹھ کر خوشی خوشی
تیار ہونے لگ جاتی

یہ منظر اٹلی کے شہر وینس شہر میں بنے خوبصورت چھوٹے مگر خوبصورتی میں

اپنی مثال آپ ہی بنے فلیٹ کا منظر ہے جو باہر سے ایسے لگتا جیسے سارا شیشے کا بنا ہے لکین اگر اندر سے دیکھا جائے تو یہ شیشے سے بنا گھر سے باہر کی جانب ہر چیز دیکھی جاسکتی پر باہر سے اندر کچھ نظر نہی آتا تھا

اس خوبصورت فلیٹ میں ٹوٹل پانچ روم بنے ہوئے ایک اوپن کچن اور ہر کمرے کا اٹیچ باتھروم تھا

فلیٹ کی ایک ایک چیز اپنے مالک کی پسندیدگی کی خواہ تھی جو خود بھی اپنی خوبصورتی میں آپ تھا

اگر اگے کی اور جائے تو وہاں اندر روم میں انٹر ہوتے ہی دیکھنے والے کی آنکھیں ستائی ش سے بھری رہ جاتی ہر طرف سیفدی ہی سیفدی ہر چیز سفید رنگ کی تھی بیڈ شیٹ پردے جہاں تک کے دیواروں پر کلر بھی سفید رنگ کر کرر کھا تھا

جہاں وہ آئی ینے کے سامنے کھڑا اپنی تیاری کا جائی زہ لے رہا تھا ایسے آج ہی پاکستان کے لیے نکلنا تھا ایک گھنٹے بعد اس کی فلائی ٹ تھی ....

یہ کوئی ی اور نہی بلکے سید ابان شاہ تھا جس نے ابھی سکائے بلیو پینٹ پر سفید شرٹ جس کے اپری دو بٹن کھولے چھوڑ رکھے تھے گلے میں قیمتی چین پہن رکھی تھی ہاتھ میں برینڈڈ گھڑی اور پاوں میں سیفد جو گرز پہن رکھیں تھے یہ شہزادہ جب باہر نکلتا تھا لڑکیاں تو کیا لڑکے بھی مڑ مڑ کر اک بار تو ضرور دیکھتے تھے ایسے پر ایسے تو جیسے اپنے کام کے علاوہ کسی چیز میں دلچسبی نہی تھی بس کام کام اور کام

تیاری کرنے کے بعد اس نے اپنے سکیرٹی کو کال کی جب تک ڈرائی یور گاڑی میں سامان رکھ چکا تھا .....

باطشہ کمفرٹ اوڑھے نیند میں مست سو رہی تھی جب ایسے محسوس ہوا کوئی ی اس کے روم میں آیا ہے پر ایسے لگا خواب میں دیکھ رہی جبی سو رہی ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کے اس سے کمفرٹ کسی نے کھینچ کر اتارا وہ ہڑ بڑا کر اٹھ گی سامنے دیکھا تو عشاہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی عشو کی بچی توں کب آئی ی وہ ایک ہی جست میں بیڈ سے چھلانگ لگا کر عشاہ کے گلے لگ گی جیسے برسوں بعد ملی ہو دونوں

پھو پھو بھی آئی ی ہے کیا ہاں میں ماما اور بھائی ی آئے ممانی نے تجھے بلانے کے لیے بھجا چلو سب نچے کھانے کے ڈیبل پر انتظار کر رہے

وہ فریش ہونے واش روم جاتی کچھ دیر بعد کپڑے بدل کر سر پر ڈوپٹہ اوڑھے دونوں نچے ڈائی نگ ڈیبل پر آتی جہاں سب کھانا کھا رہے ہوتے باطشہ تو بھاگ کر انوشے کے گلے لگ جاتی

پھو پھو کیسی ہیں آپ اب کی بار بہت دنوں بعد آئی ی آپ آج روک کے جانا مجھے بہت ساری باتیں کرنی آپ سے

باطشہ بچے پھو پھو کو کھانا کھانے دو ساری باتیں ابھی کر لینی کیا بہرام شاہ بولتے تو باطشہ ہلکا سے مسکرا کر اپنی کرسی پر بیٹھ جاتی اور باقی سب بھی کھانا کھانے لگ جاتے

کھانے سے فارغ ہو کر باطشہ تو عشاہ کو لیے روم میں چلی جاتی مرد لوگ مردان خانے چلے جاتے اور حیا بیگم اور امینہ انوشے سے گپیں ہانکنے لگ جاتی

ابان شاہ نے اپنے آنے کی اطلاع کسی کو نہی دی تھی اس کا ارداسب کو
سرپرائی زدینے کا تھا

صبح سب لوگ ڈائی نگ ڈیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے کے ابان شاہ نے
سب کو سلام کیا سب ہی نے دروازے کی طرف دیکھا تو وہ خوبصورت
شہزادہ پوری شان سے اندر ے آتا دیکھائی ی دیا

سب سے پہلے بہرام شاہ کے گلے لگا دادا جی کیسے ہیں ہے میں بالکل ٹھیک
میرے شیر کے آنے سے دادا اور بھی جوان ہو گیا
اور اس کی پیٹھ پر تھپکی دی

پھر وہ سب سے باری باری ملا آخر میں اپنی ماں سے مل کر وہ اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا

باطشہ نے عشاہ کو کل اپنے پاس روک لیا تھا انوشے بیگم امتثال شاہ کے ساتھ واپس چلی گی تھی عشاہ اور باطشہ ابھی ناشتے کے ڈیبل پر نہی تھی تبھی ان کو ابان شاہ کے آنے کی خبر نہی ہوئی ی....

ابان شاہ اپنے کمرے میں گیا تو سب کچھ ویسے کا ویسے ہی تھا جیسے چھوڑ کر گیا تھا ایسا لگ رہا تھا کسی نے بھی اس کے کمرے میں قدم نہی رکھا کمرے میں آنے کی اجازت تو کسی کو بھی نہی تھی پر صفائی ی کرنے کے لیے رانی (ملازمہ) آتی تھی

اس کمرے کا بھی تھیم سفید رنگ کا ہی تھا اس کا ارادہ کچھ دیر سونے کا تھا اس

کے بعد فریش ہو وہ آفس کو نکل جاتا

ایسے جوتوں سمیت الٹا لیٹ گیا

اور آنکھیں بند کر لی کچھ دیر بعد نیند کی دیوی اس پر مہربان ہو گی اور گہری نیند میں سو گیا

دوسری طرف باطشہ اور عشاہ کو بھی حیا بیگم کے بلاوے پر نچے آنا پڑا باطشہ اس وقعت گھیر دار شلوار جس پر شوٹ لال رنگ کی کرتی پہنے سر پر کالے رنگ کا ڈوبٹہ اوڑھے آنکھوں میں کاجل کی لائی ن کھنچے کوئی ی مصوم سی گڑیا لگ رہی تھی وہ چہکاتی ہوئی ی دادا جی کے گلے لگی

اور فرمائی شی پٹارا کھول دیا سید بہرام شاہ کی تو جان تھی اپنی گڑیا میں بشک وہ ابان شاہ سے بہت پیار کرتے تھے پر باطشہ سے کم کیوں کے یہ امینہ اور افرروز

شاہ کو شادی کے دس سال بعد پیدا ہوئی ی تھی تبھی اس میں سب کی جان تھی

داداجان ہمیں شہر جانا ہے شاپنگ کے لیے اماں سائی یں نہی مان رہی پلیز داداسائی یں ہمیں جانے کی اجازت چاھے اب تو عشاہ بھی ہمارے ساتھ ہے

کس کی اتنی ہمت جو ہماری لاڈلی گڑیا کو انکار کریں ابھی اس کے داداسائی یں ہیں اس کی حفاظت کے لیے اس کی ہر فرمائی ش کے لیے باطشہ خوش ہو کر داداسائی یں کو شکریہ بولتی

اتنے میں سوٹ بوٹ میں تیار ابان شاہ بھی سیڑھیوں سے اترتے نچے آتے ایک نظر داداپوتی کی طرف ڈال کر ڈائی نگ ڈیبل پر بیٹھ جاتا باطشہ تو ایسے دیکھ کر ہی ٹکٹکی باندھے نظریں اسی کی طرف رکھے ہوئے آس پاس کا ہوش

ہوتی کے تبھی امینہ بیگم کی آواز آتی تاشی کدھر گم ہو جاؤ

ابان بیٹے کے لیے جوس لے کر آؤ

اور وہ دل کو سنبھالتی کچن کی

.....اور بڑھ جاتی

امتثال شاہ آج اپنے دوستوں کے ساتھ ایک کیفٹریا میں بیٹھا ہوتا

وہ اور اس کے آور ادوست باتیں کرنے میں مشغول تھے کے اتنے میں ایک

لڑکی جو اندر انٹر ہوتی دیکھائی دیتی اس نے سفید سمپل سے فراک پہن

رکھی ہوتی جس پر بڑی سی چادر اوڑھ رکھی ہوتی ساتھ اس کی دوست بھی
ہوتی دونوں دور ایک ڈیبل پر بیٹھ جاتی اور آڈر دیتی امتثال شاہ طنزیہ ان
کیطرف دیکھتا اور مسکرا دیتا

کچھ سوچ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھتی اپنے دوستوں سے معزرت کرتا ان
لڑکیوں کی طرف جاتا اور ان کے پاس پہنچ کر جان بوجھ کر گرنے کی اکٹنگ
کرتا وہ لڑکی جس نے چادر اوڑھ رکھی ہوتی جلدی سے کھڑی ہوتی اور پوچھتی
آپ کو لگی تو نہی اور پکڑ کر سامنے رکھی کرسی پر بیٹھنے کو کہتی وہ بیٹھ جاتا وہ لڑکی
ایسے پانی کی بوتل دیتی جیسے پکڑ کر امتثال شاہ پی لیتا

اور اس لڑکی کی طرف دیکھ کر بولتا میں پہلی بار دیکھا آپ کو

وہ لڑکی جواب نہی دیتی اتنے میں ان کا آڈر آجاتا اور وہ کھانے لگ جاتی امتثال

شاہ کو اگنور کیے ہوئے جیسے دیکھ ایسے شدید حیرت کا جھٹکا لگتا ایسا پہلی بار تھا
کے کسی لڑکی نے ایسے اگنور کیا ہو اور لڑکی بھی معمولی سی دیکھنے والی
اب وہ اس کا بدلہ کیسے لیتا یہ تو وقعت ہی بتا سکتا تھا

بدلہ لیتا بھی ہے یا خود ہی بدل جائے گا یہ تو خود ایسے بھی اندازہ نہی تھا
.....وہ اٹھ کر بجائے دوستوں کے پاس جانے کے کیفٹریا سے باہر نکلتا گیا

باطشہ نے یونیورسٹی جانا سٹارٹ کر دیا تھا آج بھی وہ
لیٹ اٹھنے کی وجہ سے بنا ناشتہ کیے ہی آ گی تھی امینہ بیگم نے کافی اسرار کیا پر وہ
باطشہ ہی کیا جس پر کوئی ی بات اثر کر جائے پہلے لیٹ اٹھنا پھر بغیر ناشتہ کیا
جلدی کا شور کیے ادھر ادھر بھاگتی رہتی ہے

پہلا لکچر ہو چکا تھا ساتھ بھوک کی وجہ سے اس کے پیٹ میں بھی درد شروع
ہو چکا تھا وہ کب سے پیٹ کو پکڑے بیٹھی تھی لکچر ختم ہوتے ہی وہ کنٹین
بھاگی تا کے کچھ کھا سکے وہ جلدی جلدی بھاگ رہی تھی کے اس کا پیر مڑا اس
سے پہلے کے گرتی کسی نے اسیے دونوں کندھوں سے مضبوطی سے تھام لیا تھا
وہ جو گرنے کے ڈر سے آنکھیں میچ چکی تھی

جب کافی دیر تک نچے نہی گری تو آہستہ آہستہ ہاتھ ہٹا کر خود کو کسی کی بانہوں
میں دیکھا تو کرنٹ کھا کر اچھلی اور دور جا کھڑی ہوئی ی
دیکھیں محترمہ دیکھ کر چلا کریں اب روز تو میں تھمنے والا نہی آپ کو اور اگر
نچے گر گی تو ہڈی پسلی کا کچومر بن جانا وہ اس کی نازک جان پر چوٹ کرتا بولا
دیکھو مسٹر پہلی بات میری ہڈیوں کا کچور بنے یا سرمہ آپ کو فکر کرنے کی
ضرورت نہی اور دوسری بات میں منت نہی کی کے آؤ میں گرنے لگی مجھے
گرنے سے بچالو

جہاں لڑکی دیکھی آجاتے فلرٹ کرنے وہ تو اس چھوٹی سی دیکھنے والی لڑکی کی قنچی کی طرح چلتی زبان دیکھ کر حیران تھا ابھی جواب میں کچھ بولتا اس سے پہلے ہے باطشہ کنٹین کے اندر انٹر ہو چکی تھی

برگر اور کوک منگوا کر وہ کھانے میں مصروف تھی کے اس کا فون رنگ ہوا دیکھا تو اماں سائی ین لکھا ہوا تھا

اس نے مسکراتے ہوئے فون اٹھایا اور ماں کو کچھ بولنے دینے سے پہلے ہی بول پڑی ہمیں پتہ ہے کیوں فون کیا کتنی بار بولا ہم نے آپکو اماں سائی ین کے ہم بھوکے تھوڑی رہتے کھا لیتے جب بھی بھوک لگتی ابھی بھی دیکھیں برگر کھا رہے ہیں وہ کیمرہ برگر اور کوک پر مار کر دیکھاتی

کتنی بار بولا یہ باہر کی چیزیں نہ کھایا کر نقصان دیتی پر میری سنتی کب یہ لڑکی

باطشہ مسکرا کر سنتی رہتی اچھا اماں سائی ین ہم کلاس میں جا رہے ہمارے کلاس کا ٹائی م اللہ حافظ فلائے کس کرتی فون بیگ میں ڈال کر کلاس روم میں چلی جاتی

ابان شاہ کو آج ایک ضروری میٹنگ اٹینڈ کرنے کراچی جانا تھا جس کے لیے وہ صبح سویرے تیار ہو کر ناشتے کے ڈیبل پر موجود تھا ایسا بہت کم ہوتا تھا کے وہ صبح سب کے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کرتا ہو

ہاں جی میرے شیر کہاں کی تیاری صبح صبح وہ دادا سائی یں آج میری ایک کنڑکٹ کے سلسلے میں کراچی میں میٹنگ ہے بس وہی جا رہا ان شاءاللہ رات

تک واپسی ہو گی اچھا اچھا اللہ کامیاب کریں میرے شیر کو

وہ سنجیدہ سا بیٹھا دوبارہ ناشتہ کرنے لگ جاتا باقی سب بھی ڈائی نگ ڈیبل پر آجاتے

وہ ناشتہ کر کے سب کو اللہ حافظ بولتا گاڑی میں بیٹھ جاتا اور ڈرائی یور کو ایرپوٹ جانے کا بولتا ڈرائی یور سر ہلا کر گاڑی چلانے لگ جاتے

تقریبن بارہ بجے ان کی میٹینگ تھی جو کے بہت اچھی رہی اور کنڑکٹ شاہ انڈسٹری کو مل چکا تھا جس پر پچھلے دو سالوں سے ابان شاہ محنت کر رہا تھا آخر آج ایسے محنت کا صلہ مل چکا تھا وہ گلاسسز لگائے میٹینگ حال سے نکلتا اور گاڑی میں بیٹھ کر اپنے دوست تابش کے پاس ملنے چلا جاتا جو کے کراچی میں ہی رہتا تھا

طابش اور ابان شاہ کی دوستی ایک بزنس مٹینگ میں ہی ہوئی ی تھی جواب ایک دوسرے کی جان جگر بن چکے تھے ابان شاہ تابش کے ساتھ ہوتے بالکل اٹھارہ سال کا نوجوان ہی بن جاتا تھا ابھی بھی وہ تابش کے ساتھ ہنسی مزاق میں مصروف تھا اگر اتنا ہنستے ہوئے باطشہ ایسے دیکھ لیتی تو شاہد صدمے سے ہی مر جاتی کیوں کے باطشہ کی ہسٹری میں ابان شاہ مسٹر کھڑوس اور ظالم دیو ہی تھا جیسے خون پینے کے علاوہ کچھ نہی آتا

تابش بھابھی کی سنا کیسی ہے اور تیری کافی کلاس لگتی بھابھی کے ہاتھوں یا ابھی سکون ہے تابش کی شادی حال ہی میں ہوئی ی تھی تبھی ابان ایسے چھیڑ رہا تھا

بیٹا کر لے مزاق جب تیرا ٹائم آیا جب پوچھوں گا کب تک آزادی سے رہے گا اب کی بار میں حویلی آیا تو دادا جی سے تیری شادی کی سفارش ضرور کرو گا

آخر کب تک کنوارہ رکھنا تجھے

کیوں تجھ سے میری آزادی برداشت نہی ہو رہی نہی ہو رہی تبھی تو بول رہا

توں بھی شادی کا لڈو کھالے

کافی دیر یوں مزاق مستی کرتے ٹائم کا پتہ نہی چلا اب وہ تابش سے اجازت

لیتا واپسی حویلی کے لیے نکل پڑا تھا

حویلی پہنچتے ایسے کافی لیٹ ہو گی تھی دادا سائیں کو فون پر لیٹ آنا کا بول چکا

تھا ایسی لیا اب وہ گھر آیا تو لال حویلی کے مکین اپنے اپنے کمروں میں سکون کر

رہے تھے وہ بھی اپنے کمرے کی طرف چل پڑا ابھی وہ پہلی سیڑھی پر پاوں

رکھتا ہی کے ایسے نسونی چیخ کی آواز آئی ی اس نے مڑ کر آواز کی سمت دیکھا تو

آواز کچن سے آ رہی تھی وہ الٹے پاوں کچن کی طرف گیا

وہاں دیکھا تو باطشہ شلیف کے پاس کھڑی رونے میں مصروف تھی اور چائے والی پیتیلی الٹی چولہے پر پڑی اپنی قسمت کو رو رہی تھی

ابان نے آگے بڑھ کر چولہے کا بٹن اوف کیا اور ایک نظر باطشہ کے جلے ہاتھ کو دیکھا جیسے معاملہ سمجھ رہا ہو اور جب سمجھ آئی تو سر نفی میں ہلاتا باہر کو نکلا جیسے اس لڑکی کا کچھ نہی ہو سکتا

کچھ سکینڈ بعد وہ دوبارہ کچن میں آیا تو باطشہ ابھی بھی رونے کا شغل فرما رہی تھی

وہ اس کی کلائی پکڑ کر باہر لے کر آیا ایسے صوفے پر بیٹھا کر اس کے جلے

ہاتھ پر ٹیوب لگائی ی اور بولا جب کام ہوتے نہی تو کرنے کیوں جاتی ہو

یہ بولتا اوپر اپنے کمرے میں چلا جاتا پچھے باطشہ سوں سوں کرتی رہتی

محنوس ماری کب تیرے کام ختم ہو گے جا دفعہ ہو جا میری نظروں سے پیدا
ہوتے مر کیوں نہی گ ئ ی تو میری زندگی خراب ہو گی تیری وجہ سے
وہ آپنے آنسو پیتی یہی سوچتی رہی کوئ ی ماں اپنی سگی اولاد کے ساتھ ایسے
کیسے کر سکتی پر یہ منحوس کا لفظ تو اس نے ہوش سنبھالتے ہی سنتی آ رہی تھی
اب تو عادی ہو چکی تھی
شاہد کب سے مر جاتی اگر اپنے بابا کا خیال نہ ہوتا تو

کینسر جیسی بیماری میں مبتلا تھا اسیے اپنی بیٹی کا دکھ نظر آتا تھا پر وہ کر بھی کیا سکتا تھا اس کی ماضی میں کی گ ئ ی ایک غلطی نے اس کو نہ صرف اپنوں سے دور کیا بلکے ساری زندگی کے لیے خود کو پچھتاوں کی نظر بھی کر دیا تھا

دوسری طرف امتثال شاہ رات سونے کے لیے جب اپنے بیڈ پر لیٹا تو اس وہ کفٹیریا والی لڑکی آنکھوں کے سامنے آگی اس کا مصوم سا چہرہ آنکھوں میں ناچتی مصومیت کالی بڑی چادر میں وہ شوئ ی موئ ی سی لڑکی وہ جس امتثال شاہ کے حواسوں پر سوار ہو رہی تھی وہ ایک دم اچھل کر بیٹھا یہ مجھے کیا ہو رہا میں کیوں اس عام سی لڑکی کے بارے میں سوچ رہا امتثال شاہ کے اگے پیچھے لڑکیاں گھومتی تھی پر اس لڑکی نے اس کی طرف نظر بھر کر دیکھنا بھی گوارہ نہی کیا تھا وہ اس کی مردانگی کو کہی نہ کہی چوٹ پہنچا گ ئ ی تھی

یہ بات حققت ہے مرد کی انا پر کاری وار ہو تا جب کوئ ی لڑکی ایسے مرد کو)

اگنور کریں جس کے اگے پچھے ہزاروں لڑکیاں مکھیوں کی طرح بھنبناتی ہوں اور ایک عام سی لڑکی اس کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہ کرتی ہو ضروری تو نہی ہر لڑکی دل پھنک ہو کچھ لڑکیاں اپنے آپ کو اپنے محرم کے لیے بھی سنج (سنج کر رکھتی ہیں

کچھ تو بات ہے اس لڑکی میں ایسے ہی ذہن پر سوار نہی ہو رہی چیک تو کرنا پڑے گا وہ کمینی ہنسی ہنستا ہوا خود سے بولا اور منہ پر تکیہ رکھ کر سونے کی کوشش کرنے لگ جاتا

انوشے کی کچھ دوست اس سے ملنے چھوٹی حویلی آئی ہوئی تھی وہ سب ڈرائی نگ روم میں بیٹھی باتیں کرنے میں مشغول تھی کے عشاہ جو یونی سے

آکر بنا کچھ کھائے سو گی تھی وہ اٹھ کر نیچے آتی

.....اماں سائی ین بھو

ابھی وہ مزید کچھ بولتی کے سامنے اتنی عورتوں کو دیکھ خفگی کا شکار ہو جاتی وہ

ایسے

بنا فریش ہوئے بغیر ڈوپٹے کے کھڑی تھی

ہوش آتے وہ بنا سلام کیے اوپر کی اور بھاگ جاتی انوشے تمھاری بیٹی تو ماشاءاللہ بہت پیاری اور جوان ہو گی ہے رافیہ انوشے کی کالج کی دوست بولتی کہی رشتہ طے کیا کے نہی

ابھی تو نہی کیا ابھی تو صرف اٹھارہ سال کی ہے ابھی تو اس کی شادی کا نہی سوچا

ویسے بھی پہلے امتثال بیٹے کی شادی ہو گی اس کے بعد عشو کا بھی سوچ لیں گے

اتنی دیر میں ملازمہ کھانے کا بولتی اور سب کھانا کھانے ڈائی نگ ڈیبل پر چلی جاتی

ابھی کچھ دیر پہلے ہی انوشے شاہ کی دوستیں اپنے گھروں کو گ ئی ی تھی ملازمہ سے بول کر انوشے ساری صفائی ی دوبارہ کروا رہی تھی کے اتنے میں

اس کا فون رنگ ہوا

ہیلو پھو پھو کسی ہیں آپ

میں ٹھیک تاشی بات کرنے سے پہلے سلام بولتے

سوری پھوپھو اسلام وعلیکم

وعلیکم سلام☺--

پھوپھو عشو کدھر ہے کب سے فون کر رہی میرا فون نہی اٹھا رہی میری بات کروادیں عشو سے اچھا روکوں میں کرواتی بات جی اچھا

عشو بچہ آپ تاشی کی کال کیو نہی سن رہی اس نے میرے فون پر کال کی

سوری اماں سائی یں فون سائی لنٹ پر تھا

اور پھر فون لے کر بات کرنا شروع ہو جاتی جہاں ان کی نہ ختم ہونے والی گفتگو شروع ہو چکی تھی

.....انوشے دوبارہ ملازمہ کی طرف بزی ہو گی

بہرام شاہ اس ٹائم مردان خانہ میں بیٹھا تھا اس سے ملنے دوسرے گاوں کا سردار وریام شاہ آیا ہوا تھا بشک دو گاوں کے دو سردار تھے ...

پر دونوں میں بالکل اپنوں سے بڑھ کر پیار تھا کسی ایک پر مشکل آتی تو دونوں گاوں کے لوگ اور سردار مل کر اس مشکل کا سامنا کرتے تھے ..

اس لیے ان کے دشمن بھی اس سے پنگا لینے کا سوچنے سے پہلے سو بار سوچتے تھے ویارم شاہ بہرام شاہ کا چچازاد تھا اس وقعت ان کا موضوع وہ لڑکا تھا : وہ بہرام شاہ کے گاوں کے مزدور کی بیٹی کو اٹھا کر لے گیا تھا اس کی بیٹی تو بہرام شاہ نے صیح سلامت لادی تھی پر وہ لڑکا اس کا کچھ پتہ نہی تھا ایسے زمین

.. کھا گی یا آسمان نگل گیا

اس کے گھر والے وریام شاہ کے پاس آئے تھے کے ہمیں ہمارا بیٹا واپس کروا دیں اس سے غلطی ہو گی دوبارہ وہ ایسی حرکت نہی کریں گا وریام شاہ نے پہلے پہل تو ان کی بات ہوا میں اڑا لکین اج اس لڑکے کی ماں آئی ی تھی ..

اس کا ایک ہی بیٹا تھا چار بیٹوں کے بعد اس نے بہت ترلے منتیں کی جبھی آج مجبور ہو کر وریام شاہ بہرام شاہ کے پاس ماجود تھا ساری بات سن کر بہرام شاہ نے کہا اس نے جو حرکت کی اس کی سزا تو لازمی ملے گی پر ایک شرط پر معافی مل سکتی اور وہ شرط یہ ہے کے ایسے رانی سے شادی کرنی ہو گی .....

کیوں کے بشک وہ بچی پاک دامن ہے پر یہ بات ہم جانتے باقی لوگ نہی اس لیے جیسے ایسے داغ دار کیا ویسے داغ صاف کرنا ہو گا .....

میری بات منظور ہو تو اگلے ہفتے نکاح کے لیے میرے گاوں بارات لے آنا بھلا اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی وریام شاہ اجازت لیتا اپنے گاوں واپس جا چکا

تھا..

اور بہرام شاہ ملازم کو حقہ گرم کرنے کا بول کر آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا

.....

حسالہ کو آج کالج سے لیٹ ہو گی تھی اور وہ کب سے سٹاپ پر کھڑی بس یا رکشے کا انتظار کر رہی تھی پر آج کچھ بھی نہی آ رہا تھا نہ کوئی ی بس نہ رکشہ کالج تین میل دور تھا وہ حسالہ جیسی نازوک گڑیا جیسے چل کر جانا آسان نہی تھا پر مرتی کیا نہ کرتی مجبور ہو کر پیدل ہے چل پڑی وہ کافی دیر سے چل رہی تھی پر کالج ابھی کافی دور تھا اب تو اس کا سانس پھولنے لگ گیا تھا حجاب کی وجہ سے مسلسل پسینہ بہہ بہہ کر سارا حجاب گیلا ہو چکا تھا وہ ایک جگہ روک کر بیگ سے پانی کی بوتل نکال کر ایک ہی سانس میں آدھی پی چکی تھی....

اس سے پہلے کے وہ بوتل دوبارہ بیگ میں رکھتی اس کے سامنے کالے رنگ
آکر رکی وہ خوف سے سہم گی تھی اس سے پہلے کے وہ بھاگتی BMW کی
اس میں سے امتثال شاہ اپنے بھرپور وجاہت کے ساتھ باہر نکلا جس نے
بروان کلر کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی کندھے کی ایک سائیڈ پر کالے
رنگ کی شال ڈال رکھی تھی وہ حسالہ کے سامنے آیا تو ایک نظر میں ہی پہچان
گیا تھا وہی تو تھی جس نے اس مغرور انساں کی راتوں کی نیند اڑا رکھی تھی ابھی
بھی وہ خوف سے بڑی بڑی آنکھیں نکالیں ایسے دیکھ رہی تھی
یہ منظر سامنے والے کو کتنا بہا رہا تھا کوئی ی اس ٹائی م امتثال شاہ سے پوچھتا

کہاں جانا بیٹھوں میں چھوڑ دو

وہ ٹس سے مس نہی ہوتی وہ خو کو اگنور کیے جانے پر غصہ سے تپ جاتا پر اس
نازوک گڑیا کی حالت اس لائی ق نہی تھی ابھی کے وہ اس کا غصہ سہہ سکتی

اس لیے تحمل سے بات کرنے کی کوشش کی

چلو میں چھوڑ دیتا ہو کہاں جانا صرف انسانیات کے ناتے بول رہا ڈرو نہی اتنی بھی خوبصورت نہی ہو کے تم پر دل ہارا جائے (وہ الگ بات تھی دل تو جس دن سے پہلی بار دیکھا تب ہی ہار چکا تھا)

کالج بھی جانا ضروری تھا اس لیے وہ بنا بحث کیے گاڑی میں بیٹھ کی اور امتثال شاہ فرنٹ سیٹ کر دروازہ کھول کر بیٹھ گیا اور ان کے بیٹھتے ہی ڈارئی یور زن سے گاڑی بھگا کر لیا گیا پندرہ منٹ بعد وہ کالج کے گیٹ کے سامنے تھی وہ گاڑی سے نچے اتری اور بنا کچھ بولے اندر کی اور بڑھ گی

مقابل کے غصے کو مزید ہوا دیں کر جب تک وہ کالج گیٹ سے اندر نہی گ ئی ی امتثال شاہ کی گاڑی وہی رو کی رہی اس کے اندر جاتے وہ بھی گاڑی

واپس موڑا اپنے کام کی اور بڑھ گیا

بہرام شاہ کے وعدے کے مطابق ایک ہفتے بعد ویارم شاہ کے گاوں سے بارات آچکی تھی رانی کو دلہن بنا کر عزت سے بیاد یا گیا تھا پہلے توز وایار (جس نے بہرام شاہ کے گاوں کی لڑکی کو زبدستی اغوا کیا تھا) بہرام شاہ نے آپنے آدمیوں سے خوب خاطر توازہ کی پھر اس سے وعدہ لیا کے رانی کو کبھی کوئی ی دکھ نہی ملنا چاھے ورنہ دوبارہ معافی کے قابل نہی رہوں گے

اس کے ساتھ اتنا برا ہو چکا تھا اب رانی تو کیا وہ کبھی کسی اور کو بھی دکھ دینا کا سوچے گا بھی نہی

اگر سر برا بہرام شاہ جیسا ہو تو کوئی ی لڑکی بنا کچھ غلط کیے کی کبھی سزا نہ بھگتے

ہمارے ہاں ایسا ہی تو ہوتا غلطی چاہے لڑکے کی ہو پر اس کی سزا لڑکی کو بھگتنا پڑتی ساری عمر پتہ نہی ہمارا معاشرہ لڑکی پر یقین کیوں نہی کرتا ہمشہ غلطی لڑکی کی تو نہی ہو سکتی کبھی مرد بھی حد سے بڑھ جاتا پر وہ مرد اسے کیا پوچھ گوچھ ہو گی سوالوں کے کھڑے میں تو لڑکی کھڑی ہوتی ....

رانی عزت سے رخصت ہو چکی تھی اپنے سسرال اور بہرام شاہ نے خود شرکت کی تھی شادی میں رانی کے ماں باپ تو دعائیں دیں دیں کر نہی تھک رہے تھے

آخر بہرام شاہ نے ان کی پھول جیسی بیٹی کو رولنے سے جو بچا لیا تھا نہی تو نا جانے رانی کی قسمت کیسی ہوتی .....

باطشہ نے یونی سے گھر آکر فریش ہوئی ی نماز پڑھی اور کھانا کھانے نچے چلی گی وہ سیڑھیاں اتر ہی رہی تھی کے دوسری طرف سے ابان شاہ جلدی جلدی سیڑھیاں چڑھ رہا تھا دونوں کی ٹکر لگتی اور باطشہ کا پیر سیلپ ہوتا وہ نچے گرنے ہی لگتی کے ابان ایسے مضبوطی سے تھام لیتا ہے وہ سہم کر بے خودی میں اس کے سینے لگ جاتی دل کی ڈھر کنیں تو دونوں طرف دھک دھک کر رہی ہوتی

پر ابان شاہ جلد ہی خود پر کنڑول کر لیتا اور بولتا دیکھ کر نہی چل سکتی ہمشہ ہوائی ی گھوڑے پر سوار رہتی ہو

وہ جو اس کی پرفیوم کی مہک میں گم اس کے سینے سے لگی اور ہی دنیا میں پہنچی ہوتی اس کی بات سن کر ہوش میں آتی اور بولتی ہمیں تو جلدی نہی اگر ہم نہی دیکھا تو آپ تو دیکھ سکتے تھے

وہ غصے سے لب بھنچ جاتا اور بولتا کتنی بار بولا میرے منہ نہ لگا کرو پھر بار بار

سامنے آجاتی ہو کبھی کبھی تو مجھے لگتا تم یہ سب ناٹک جان بوجھ کر کرتی ہو اور
وہ تو حیران رے جاتی اس کی الزام سن کر

اور چھوٹی سی ناک پھولا کر بولتی ہمیں بھی شوق نہی مسٹر کھڑوس پلس جلاد
کے راستے میں آنے کا کسی خوشفھمی میں مت پڑے مسٹر کھڑوس::::

ابھی وہ دونوں لڑ ہی رہے تھے کے داداسائی یں کی گرجدار آواز سن کر
دونوں اپنی اپنی جگہ سیدھے کھڑے ہو جاتے

تم دونوں کا بلی چوہے کا کھیل بند کیوں نہی ہوتا جب دیکھوں ایک دوسرے
کو نوچنے کی کوشش میں لگے رہتے ہو ابان شاہ آپ تو بڑے سمجدار ہو یہ تو بچی
ہے آپ ہی سمجداری دیکھایا کریں وہ کچھ بہی بولے بنا اوپر چلا جاتا اور باطشہ
داداسائی یں کے پاس جاتی اور بولتی سوری داداسائی یں ابان سائی یں کی

.... غلطی نہی ہم ہی دیکھ کر نہی چل رہے تھے

ہمشہ کی طرح آج بھی الزام اپنے سر لے لیا تھا وہ خود جو مرضی بولتی ایسے پر کسی کو بھی اپنے سائیں کے خلاف بولنے نہی دیتی تھی

ابان شاہ کمرے میں آکر غصے سے کوٹ بیڈ پر پھنکا اور فریش ہونے واشروم چلا گیا اندر جا کر ٹھنڈے پانی کے چھنٹے مارنے لگ جاتا ہے ایسا عمل خود کا غصہ کنڑول کرنے کے لیے کرتا تھا

پندرہ منٹ بعد جب وہ آئینے کے سامنے آیا تو خود کو کافی حد تک پر سکون کر چکا تھا

وہ باطشہ کو شروع سے ہی پسند نہی کرتا تھا جب یہ پیدا ہوئی ی تب سے دس

سال کا تھا اس کی پیدائی ش کے دس سال بعد کوئی ی بچہ لال حویلی میں پیدا ہوا تھا وہ بھی لڑکی تو سب کی جان بسنے لگ گی تھی اس ننھی پری میں پر اس بچ ابان شاہ کو یوں محسوس ہونے لگا جیسے باطشہ کے آنے کے بعد اس سے حویلی والے پیار نہی کرتے ایسے ساری غلطی بس ننھی پری کی لگتی تھی جو اس عمر تک پہنچ کر بھی اپنے دل سے خلش مٹا نہی پا رہا تھا جو اس کے پیار میں حصے دار بنی تھی.....

حیا بیگم اور امینہ رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی باطشہ اپنی پڑھائی ی کر رہی تھی جب کے مرد حضرات مردان کھانے میں تھے لال حویلی کے سارے مرد کھانے کے ٹائی م ہی زنان خانے آتے تھے

ابان شاہ کسی پاٹنر کی طرف دعوت پے گیا تھا ویسے تو ایسے یہ سب کرنا فضول لگتا تھا پر کبھی کبھار انسان اپنے فائی دے کے لیے وہ کام بھی کر جاتا ہے جس کا اس نے عام حالات میں سوچا نہی ہوتا

باطشہ بھی نچے آچکی تھی اور آتے ہی کچن میں کھڑی حیا بیگم کے گلے میں بانہیں ڈال کر پوچھی تائی ی سائی یں کھانے میں کیا بنار ہی آج مٹن کڑائی ی کباب سفید چاول اور راہتہ ساتھ کڑی بنائی ی

واہ مطلب آج تو کھانے میں مزا ہی آجانا کڑی چاول نام سنتے اس کے منہ میں پانی بھر آتا تھا

بس کریں بھابھی اس کے نکھرے نہی اٹھایا کریں خود سے تو اٹھ کے پانی نہی پی سکتی اور فامائی ش سن لو مہارانی کی

باطشہ ہونٹ پھیلا کر آنکھوں میں نہ آنے والے آنسو پونچنے لگ جاتی ارے امنیہ کتنی بار کہاں میری بچی کو کچھ نہ کہا کر اس کی فرمائی شیں پوری نہی کرنی تو کس کی کرنی ایک ہی تو گڑیا ہماری اور باطشہ ماں کو زبان دیکھا کر تائی ی کے گلے لگ جاتی.....

امتثال شاہ آج پھر کلب میں بیٹھا حرام مشروب بھی رہا تھا ساتھ اس کے اس جیسے لفنگے دوست بھی تھے جو لڑکیوں کو تاڑنے اور اپنی حواس بجھانے کے چکر میں تھے

وہ سب باتوں میں بزی تھے کے اتنے میں ایک لڑکی جس نے بیہودہ لباس پہن رکھا تھا ہاتھ میں شراب کا گلاس پکڑ رکھا تھا پاوں میں اونچی پنسل ہیل

پہنی ٹک ٹک کرتی امتثال شاہ کے پاس آتی اور اس کے سامنے جھک کر اس
کے کان کے پاس اپنے لب رکھتی اور بولتی ہائے ہینڈسم یو آر سو سویٹ

کیا تم میرے ساتھ رات کے حسین پل بیتانا چاؤ گے امتثال شاہ جو اس کی
خوبصورتی میں گم تھا اچانک اس کی آنکھوں کے سامنے کالی چادر میں لپٹی دو
آنکھیں لہراتی اور وہ ایک دم کھڑا ہو جاتا اس کا جی گبھرانے لگ جاتا اس ماحول
سے وہ خود بھی اپنی کفیت نہی سمجھ پا رہا ہوتا کے اس کے ساتھ ہو کیا رہا

اس کا ایک دوست بلال اس کے پاس آتا اور بولا شاہ تم ٹھیک تو ہو کیا ہوا
اچانک سے کچھ نہی مجھے میری طبیت ٹھیک نہی لگ رہی میں گھر جا رہا فریش
میں بیٹھ کر گاڑی گھر کے BMW فیل کروں گا وہ بنا جواب سنے اپنی
راستے موڑ لیتا

گھر آکر وہ سیدھا روم میں جاتا اور گرنے کے انداز میں بیڈ پر لیٹ جاتا اور
آنکھیں بند کر لیتا دل تھا کے بے چین ہوا پڑا تھا

ایسا تو نہی تھا کے وہ پہلی بار کلب گیا یا پہلی بار کسی لڑکی سے ایسی گفتگو ہوئی ی نا
جانے کتنی لڑکیاں اس کے بستر کی زینت بن چکی تھی کبھی ایسی حالت نہی
ہوئی ی جیسے آج تھی

فلحال وہ کچھ نہی سوچنا چاہتا تھا اس لیے پر سکون ہونے کے لیے نیند کا آنا
ضروری تھا

اور پھر کہتے ہیں نہ کے نیند تو سولی پر بھی آجاتی یہ تو پھر مخملی بستر پر تھا کیسے نہ
..... نیند مہربان ہوتی

یہ منظر لا حویلی کے مردان خانہ کا تھا جہاں ایک بہت بڑی پنجایت اکھٹی ہوئی ی تھی

جس میں سرداری کیسی زمیدار انساں کو سونپی جانی تھی جیسا کے اب تک ترچیٹی گاؤں کا سرداراب تک سید بہرام شاہ تھا جس کے ہوتے کبھی کسی غریب کے ساتھ نہ انصافی نہی ہوئی ی تھی نہ کبھی کسی کو کبھی اپنے سردار سے کسی قسم کی شکایت ہوئی ی تھی اس لیے پورے گاوں اور پنجایت میں اکھٹے ہوئے بڑے بزرگوں نے فیصلہ سید ابان شاہ کے حق میں دیا تھا

سرداری کا اعلان تو پنجایت میں ہو چکا تھا پر رسم کل کے دن کے لیے رکھی گی تھی

حویلی میں سب لوگ بہت خوش تھے خاص کر دادا جی جن کی دلی خواہش تھی کے ان کے بعد اگلے سردار سید ابان شاہ ہی بنے کیوں کے ان کو ابان شاہ میں اپنی پرچھائی نظر آتی اور ان کو یقین تھا کے ابان شاہ سرداری کے اصولوں کو اچھے سے نبھا سکتے ہیں....

ابان شاہ آفس میں بیٹھا ضروری فائل دیکھ رہا تھا کے اس کے فون پر رنگ ہوئی فون اٹھا کر دیکھا تو تابش کی کال تھی

ہیلو سید ابان شاہ سے بات ہو سکتی ہے مصروف بندہ ہے ظاہر سے بات اجازت بھی تو لینی پڑتی ہم غریبوں کو وہ اپنی عادت کے مطابق کچھ بھی سنے بغیر بولنا شروع ہو تھا

خیر آج کیسے یاد کر لیا ہمیں تابش حسین نے ابان شاہ اس کی باتوں کو نظر انداز

کریں بنا اپنا سوال داغ دیتا بس یار فری تھا سوچا آج اپنے جگر کے ٹوٹے کو
تھوڑا تنگ کر لیا جائے۔۔۔

اچھا جی لگتا بھا بھی میکے میں ہے تبھی جناب کو آج ہماری یاد آئی ی اس کی بات
سن کر تابش زور کا قہقہ لگاتا سیر یس لی یار بالکل صیح اندازہ لگایا توں نے

ابان شاہ کو ایسے فرینک ہو کر اگر کوئی ی آفس ور کر دیکھ لیتا تو وہ بچارہ
صدمے سے ہی مر جاتا کے ان کا بوس کسی سے ہنس کر بات بھی کر سکتا ہے

اچھا یار میں کال اس لیے کی وہ سنجیدہ ہوتے بات کا آغاز کرتا
وہ ملک شہریار کے ساتھ مٹینگ کب رکھنی ہے
اس کیس کو جلدی حل کریں تا کے اس کو کسی ٹھکانے لگائے۔۔

ابھی ایک دو دن میں حویلی بزی ہوں فری ہو کر اس کی نہیا بھی پار لگاتے

ابان شاہ بولتا

اچھا ٹھیک ہے لکین اس بار ہمیں احتیاط زیادہ کرنی ہو گی پچھلی بار کی طرح

کوئی ی گر بڑ نہ ہو فکر نہ کر جگر دے ٹوٹے تابش حسین نے اس بار پکا کام کیا

ملک شہر یار تو کیا اس بار اس کا باپ بھی نہی بچ سکتا

سید ابان شاہ اور تابش حسین)

نے اپنی خود کی ایک ٹیم ورک تیار کر رکھی تھی ایسے لوگوں کو پکڑنے کے

لیے جو ملک کے غدار تھے جوان لڑکیوں کو اغوا کرنا ان پر تشدد کرنا اور باہر

کے ممالک میں اسمگلگ کرنا ان سب کاموں میں ملوث ہوتے تھے اور اجکل

ان کا ٹارگٹ ملک شہر یار تھا جو بظاہر تو بزنس مین تھا پر اندر ہی اندر کالے

(دھندوں میں بھی ملوث تھا جس کا بہت جلدی کام تمام ہونے والا تھا

آج کا دن لال حویلی کے مکینوں کے لیے خوشیوں کا دن تھا کیوں کے آج اس گھر کا اکلوتا چشم وچراغ سرداری کے عودے پر فائز ہو رہا تھا

سید ابان شاہ سیڑھوں سے نچے اتر رہا تھا کے حیا بیگم کی نظر اپنے پیٹے پر بڑی تو منہ سے ماشاءاللہ نکل آیا جس نے براون کلر کا کاٹن کا سوٹ ہاتھ میں خوبصورت سلور کلر کی گھڑی اور پاوں میں پشاوری چپل پہن رکھی تھی کالے گھنے بال جو ہمشہ کی طرح جل سے سیٹ کر رکھے تھے ساتھ براون کلر کی شال دائیں کندھے پر ڈال رکھی تھی وہ اپنی پوری وجاہت کے ساتھ شان سے نچے اترتا آرہا تھا

حیا بیگم کے علاوہ بھی کوئی ی تھا جس نے اپنے کھڑوس پلس جلاد کو دیکھ کر

دل میں واری صدقے ہو رہی تھی جس کو دیکھتے ہی وہ معصوم سی لڑکی اپنے
دل کو کانوں میں ڈھڑکتا محسوس کر رہی تھی

سیدابان شاہ مسکراتا ہوا اپنی ماں کے پاس آیا ان کا ہاتھ پکڑ کر عقدت سے چوم
کر باری باری دونوں آنکھوں سے لگایا حیا بیگم تو نم آنکھوں سے بیٹے کو تکتی جا
رہی تھی

پھر اپنی چھوٹی امی کے پاس آیا امینہ بیگم نے مسکرا کر پیار دیا اور ڈھیروں
دعائیں لیتا وہ
مردان خانہ چلا گیا جہاں دادا سائیں ایسی کا انتظار کر رہا تھا

ابان شاہ اور دادا سائیں ایک گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے جہاں سرداری کی
رسم تھی اور پیچھے دو گاڑیاں گاڈز کی بھی روانہ ہو چکی تھی

کچھ دیر بعد وہ پنڈال میں پہنچ چکے تھے وہاں پورا گاوں اور معزز بزرگان ان کا ہی انتظار کر رہے تھے پہلے دادا سائیں گاڑی سے اترے اور پھر دوسری ::: سائیڈ سے وہ خوبصورت شہزادہ اترا

ان کے پہنچتے ہی رسم کا آغاز ہو چکا تھا سردار بہرام شاہ نے اپنی پگڑی اتاری اور وہی پگڑی ابان شاہ کے سر پر سجادی گ ئی تھی اور ایک خوبصورت سی شال ابان شاہ کے کندھے پر اوڑھی گی ابان شاہ دادا سائیں کے گلے لگا دادا جی نے ایسے ڈھیروں دعا دی اس کے بعد ابان شاہ سب سے مخطیب ہوا

میں سید ابان شاہ والد سید اسرار شاہ آج حلف دیتا ہوں کے جیسے آج تک اس گاؤں کے ہر انسان کی حفاظت اور ضرورت کا خیال میرے دادا سائیں یعنی کے سید بہرام شاہ نے رکھا بالکل ویسا ہی میں رکھو کا میرے گاوں کا بچہ بچہ اپنا

روشن مستقبل سنوارے گا اس کی شروعات میں گاوں کے اسکول سے
کروں گا جو مٹیرک سے اب کالج میں تبدل ہو گا جس سے میری وہ بہنیں جو
اگے پڑھنا چاھتی پر کسی نہ کسی روکاوٹ سے پڑھ نہ سکتی ہو وہ اپنی تعلیم جاری
رکھ سکے کالج کا کام جلد ہی شروع ہو جائے گا

اور سب کو سلام کرتا داداسائیں کے ساتھ جا کر بیٹھ جاتا جہاں داداسائیں
ایسے سرداری کے معمالات ڈسکس کرنے لگ جاتے

گاوں والے بھی آہستہ آہستہ اپنے گھروں کو چلے جاتے وہ بہت خوش تھے جو
ان کو سیدابان شاہ جیسا سردار ملا جس نے سردار بنتے ہی ان کی بچیوں کی
::خواہش پوری کردی تھی

حسالہ روز کی طرح آج بھی فجر میں اٹھ چکی تھی وضو بنا کر نماز کے لیے کھڑی ہوئی ی نماز پڑھ کر جیسے ہی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو آنسو نکلنا شروع ہو چکے تھے

اے اللہ توں جانتا ہے میرا آپ یہاں بابا کے علاوہ کوئی ی نہی ہے ماں ہے جس کو اپنے علاو کبھی کوئی ی نظر نہی آیا میرے بابا کو صحت تندرستی دیں

اے اللہ میرے بابا کا سایہ میرے سر پر قائم رکھ توں توسب کی سنتا ہے میری بھی فریاد سن لے میرے مالک اور ساتھ ھے پھوٹ پھوٹ کے بچے کی طرح رو پڑی

بیٹیوں کے لیے باپ ایک ایسا گھنے سایہ دار والا درخت ہے جس کی چھاوں) میں بیٹی اپنا ہر دکھ درد بھول جاتی ہے

بیٹے تو پاس ہو کر بھی ماں باپ کا خیال نہی رکھتے جب کے بیٹیاں دور ہو کر
:::: بھی ماں باپ کا خیال کرنا نہی بھولتیں

ہمت شفقت چاہت قربانی

(یکجا لکھوں تو بابا جانی

وہ دعا مانگ کر مصلہ اٹھا کر الماری میں رکھتی اور پھر بابا کو بھی وضو کروانے کی
غرض سے ان کے کمرے کی اور بڑھ جاتی ہے

جا کر دیکھتی تو بابا اٹھے ہوتے وہ ان کے لیے واشروم سے ٹپ میں پانی ڈال کر
لے آتی پھر خود وضو کرواتی اور وہ نماز ادا کرنے لگ جاتے

اتنی دیر میں حسالہ ان کے لیے ہلکا پھلکا ناشتہ بنانے کچن میں چلی جاتی ناشتہ بنا

کر ٹرے میں رکھ کے بابا کے روم میں آتی ان کو ناشتہ کرواتی خود بھی کرتی اور پھر جلدی جلدی باقی کام نپٹاتی ہے کیوں کے آج بابا کو لے کر ڈاکٹر کے ہاں جانا تھا

تقر بن دس بجے وہ ڈاکٹر کے کیبن میں بیٹھی تھی بابا کا چیک اپ ہو چکا تھا بلیڈ ٹیسٹ بھی ہو چکا تھا آدھے گھنٹے بعد رپورٹ ملنی تھی

ابھی وہ اپنے بابا کے لیے جوس لینے کنٹین میں جا رہی تھی کے اچانک کسی سے ٹکرا گی سامنے والے کے ہاتھ سے فائی ل نچے گر کر پیپر بکھر چکے تھے حسالہ سوری بولتی ساری پیپر اکھٹے کر کے بہرام شاہ کو پکڑانے اٹھتی تو جیسے بہرام شاہ کی نظر حسالہ پر پڑتی تو برسوں بعد ایسے اپنا بیٹا ابرار شاہ کی یاد آتی اس بیچ حسالہ وہاں سے جا چکی ہوتی وہ بھی سر جھٹکتے اندر کی اور بڑھ جاتے ہ

رپیورٹ آچکی تھی

دیکھیں بیٹا میں پہلے بھی یہ بات کی تھی اگر کینسر کا شروع میں مکمل علاج ہو جائے تو ابرار صاحب ممکل ٹھیک ہو جائی یں کے رپیورٹ سے یہ پتہ چل رہا کنیسر ابھی فرسٹ سٹیج پر ہے

جتنی جلدی ہو سکے علاج شروع کرواے

کتنا خرچہ آئے گا آپ بتادیں مجھے

لاکھ وہ تو اتنی رقم سن کر پریشان ہو چکی تھی کیسے بندوبست کرے گی 30

پر اس نے عہد کر لیا تھا چاھے کیسے بھی کرنا پڑے وہ بابا کا علاج کروائے گی

::::

تاشی اٹھ چل کچن میں چلتے آج اپنے ان خوبصورت ہاتھوں ہاتھوں سے کچھ بناتے ہیں عیشا جو انوشے شاہ کے ساتھ لال حویلی آئی ی ہوئی ی اب باطشہ کے روم میں بیٹھی ایسے کچھ بنانے پر اکسار ہی تھی (وہ الگ بات تھی بنانا آتا کچھ بھی نہی تھا)

عشو کی بچی رولا تو ایسے ڈال رکھا جیسے تم شیف ہو ہر چیز بنانے کا تجربہ ہے ہاں تو منا نہی تجربہ پر بہن گوگل کس دن کام آنا موبائی ل سے دیکھ کر کچھ بھی بنا سکتے آج کے دور میں

توں چل رہی کے نہی ہاں جیسے ہمارے نہ کرنے سے توں ہمیں چھوڑ دیں گی

انہہہ عیشا ہسنے لگ جاتی وہ دونوں کچن میں اچکی تھی اب سوچ رہی تھی کے کیا

بنایا جائے۔۔

ایسا کرتے پاستہ بنا لیتے لائی ٹ سے کھانا ہو گا اور جلدی بن بھی جائے گا میں

ریسپی دیکھتی اور توں فریج کھول کر سامان چیک کر

بس پھر دونوں شروع ہو چکی تھی پاستہ بنانے جہاں کام کم اور بگاڑ زیادہ ہو رہا

تھا

آدھے گھنٹے بعد پاستہ تو بن گیا پر کچن دیکھنے لا حق نہی تھا سامنے شلیف پر کٹی

سبزیاں گری پڑی کچھ نچے زمین کو سلام دے رہی تھی ایک طرف گوشت

کیچپ کے ریپر بکھرے پڑے تھے تو سنک میں گندھے برتنوں سے بھرا ٹب

اپنی بے حرمتی پر خاموش آنسو بہا رہا تھا وہ دونوں اس چیز س بے خبر اپنی

بنائی ی گی ڈش انجوائے کر رہی تھیں دونوں اتنی دیر میں امینہ بیگم کچن میں

آئی ی اور کچن کی حالت دیکھ کر چکرا چکی تھی

افف اتنا گندھ ایسے کون کام کرتا ہے ارے اماں سائی یں آپ پاستہ تو چیک کریں کیسا بنا کچن بھی صاف ہو جائے گا

جیسے گندھ ڈالا دونوں نے ویسے صاف بھی دونوں کرو گی اور خبر دار اگر کسی ملازمہ کو بولا تھا وہ دونوں کو حق دحق چھوڑ کر جا چکی تھی پیچھے وہ کچن کی حالت پر غور کر کے مرنے والی ہو چکی تھیں:::::::

زندگی نے ہر اس چیز سے ترسایا✍🏻

💔😢جس کی میں نے شدید خواہش کی تھی

وہ کب سے ہسپتال کے بنچ پر بیٹھی اپنی بے بسی پر روئی ی جا رہی تھی اس کی

زندگی تو صرف اپنے باپ کے ارد گرد ہی گومتی تھی اس کے بس میں ہو تو
اپنی سانسیں بیچ کر اپنے بابا کا علاج کروالیں اتنی رقم کہاں سے لائے کون
دے گا اتنے پیسے وہ کبھی سے یہ ہی سوچی جا رہی تھی اس کی ماں کو کوئی ی فکر
نہی تھی کے اس کا شوہر کس حال میں ہے ایسے صرف اپنے آپ سے پیار تھا
جب وہ کافی دیر رو رو کر تھک گی تو آنکھیں ہتھلی سی رگڑتی اٹھ کھڑی
ہوئی ی کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی تھا تا کے اپنے باپ کا علاج کروا سکے

وہ اپنے باپ کو لیے ہسپتال سے نکل کر رکشے کا انتظار کر رہی تھی کے جبھی
کھڑی ہوئی ی پر وہ اپنی ہی پریشانی میں تھی اس BMW وہاں ایک گاڑی
نے دھیان ہی نہی دیا اتنے میں ان کے سامنے رکشہ آیا وہ باپ بیٹی اس میں
.. سوار ہو کر گھر روانہ ہو گے

دوسری طرف امثال کو آج اپنے کسی قریبی دوست کے ساتھ اس ہسپتال

میں آنا ہوا جب وہ اپنی گاڑی سے نکل رہا تھا تبھی اچانک سے اس کی نظر سامنے کھڑی لڑکی پر جاتی جیسے دیکھ ایسے اپنے اندر ایک سکون سا اترتا محسوس ہوتا پر وہ آج ایسے کافی پریشان اور روئی روئی سی لگتی پر اس لڑکی کا دھیان اس طرف نہی ہوتا تھوڑی دیر بعد وہ کسی آدمی کے ساتھ رکشے پر سوار ہو جاتی

پر سوار ہوتے وقعت اس کے ہاتھ میں پکڑی فائل سے کچھ پیپر زمین پر گر جاتے امتثال شاہ کی نظر وہی تھی جبھی ایسے پیپر گرتے نظر آتے اس سے پہلے کے وہ وہاں تک پہنچ پاتا وہ جا چکی تھی اس نے پیپر اٹھا کر جیسے ہی سیدھے کیا رپورٹ پڑھ کر ایسے ساری بات سمجھ آ چکی تھی

اس کی شطیانی دماغ میں جلد ہی ایک ترکیب آئی بس اس پر اب عمل کرنا تھا وہ مسکراتا ہوا اندر کی اور بڑھ گیا :::::

وہ کالے رنگ کے کپڑے پہلے ہاتھوں پر کالے ہی دستانے پہن رکھے تھے منہ کو ماسک سے کور کیے دور سے دیکھنے میں بالکل کوئی ی سائے ہی نظر آتے تھے وہ ٹوٹل چھ لوگ تھے جو فارم ہاوس کی دیواریں پھلانگ کر اندر جا چکے تھے دو لوگ جھنوں نے سلنسر لگے پسٹل ہاتھ میں پکڑ رکھیں تھے پہلے اندر داخل ہوتے اس پاس نظر دوڑا کر کسی کے نے ہونے کی نشاد ہدی کر کے باقیوں چاروں کو بھی اشارہ کر کے اندر بلا لیتے وہ سب احیتاط سے ایک ایک روم کھول کر چک کرتے جاتے اور اگے کی اور بڑھ جاتے پر ابھی تک ان کے مطلب کا کچھ نہی ملا تھا اب چار لوگ اوپر کی اور بڑھ چکے تھے جب کے وہ دو جوان کے لیڈر تھے وہ نچے کمرے کی پچھلی طرف بنے سٹور کی طرح بنے کمرے کی جانب چل پڑھے تھے

جب وہ سٹور کا دروازہ توڑ کر اندھر داخل ہوئے تو حیران رہے گے کیوں کے وہ باہر سے کمرے نظر آتا تھا پر اندر سڑھیاں نچے طے خانے کی طرف جارہی تھی

جو اس ٹیم کا کولیڈ کر رہا تھا باقیوں کو بھی کان میں لگا رکھی ڈائی یوس AS سے اس طرف بلا چکے تھے اب تک تو سارا رستہ صاف ملا تھا پر اگے خطرہ بھی ہو سکتا تھا وہ جیسے ہی نچے اترے ان کو وہاں پہرہ دیتے گارڈنے پکڑ لیا تھا نے ایک کو پچھے A.S پر وہ نہی جانتے تھے موت ان کے سر پر کھڑی ہے سے پکڑ کر اس کی گردن کو مڑور ڑ ڈالا جس سے کڑچ کی آواز سے اس کی گردن ٹوٹ کر لٹک گی اسے زمین پر پھنک کر دوسرے کو سلنسر لگے پسٹل سے آبدی نیند سلا کر اگے کی اور بڑھ گے جہاں ایک کمرے سے رونے کی آوازیں آرہی تھی وہ دو دو لوگ الگ الگ پوزیشن سبھنال کر اگے بڑھ رہے گے تھے

جیسے ہی ان لوگ نے رونے والے کمرے کے دروازے میں بنے سوراخ سے جھانک کر دیکھ تو تابش کے اندر غصے کا اشتعال بڑھ چکا تھا وہ دروازے کو ایک ہی وار میں توڑ کر اندر پہنچ چکے تھے اندر پہرہ دیتے گارڈز کو سوچنے سمجھنے کا موقع دیا بنے گولیوں سے بھون چکے تھے اور سب لڑکیوں کو جو پندرہ سال سے بیس سال کے درمیان تھی باحفاظت نکلنے میں کامیاب ہو چکی تھی

زویار یس سر؟ ان سب لڑکیوں سے ان کے گھروں کا پہ معلوم کر کے ان کو ان کے گھروں میں باحفاظت پہنچا کر آؤ

اوکے سر

تابش حسین یس سر

تم مجھے ملک شہریار کو زندہ سلامت شام تک لا کر دو گے
او کے سر اور باقیوں کو ان کے حصے کا کام سمجا کر
باہر کی طرف بڑھ گے باقی سب بھی اس کے پیچھے چلے گے A.S

فلیش بیک

وہ آفس میں لیب پر ای میلز چیک کر رہا تھا جب اس کا فون رنگ ہوا نمبر دیکھا تو ملک شہریار کے پیچھے لگا رکھیں بندے کا تھا فون او کے کرتے جو اطلاع ملی وہ اس کا غصہ بڑھا چکی تھی ملک نے 50 لڑکیاں اغوا کروا کر اپنے فام ہاوس میں قید کر رکھی تھی جن کی دو دن بعد بولی لگنی تھی

ابان شاہ نے سب کام چھوڑ اپنی باقی ٹیم کو اپنے مخصوص اڈے پر بلایا اور پھر ملک کے فام ہاوس پر چھاپہ مار کر آپریشن کامیاب کر لیا تھا::::

باطشہ لکچر سن کر فری ہوتی باہر نکل آئی ی تھی چونکے سردی کا موسم تھا ہلکی ہلکی دھوپ نکلنی ہوئی ی تھی وہ گروانڈ میں گھاس پر شوز اتار کر بیٹھ گی اور نوٹس بنانے لگ چکی تھی عیشا آج پھر چھوٹی پر تھی اور کوئی ی دوست نہی تھی اس لیے آج اکیلی ہی تھی ابھی اسیے نوٹس بناتے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے کے ایسے لگا کوئی ی پاس کھڑا ہے اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اس دن والا لڑکا تھا جس سے ٹکرا گی تھی

کیا میں یہاں بیٹھ سکتا

نہی بلکل بھی نہی جواب جھٹ ہی آیا

وہ اس طرح کے جواب کی توقع نہی کر رہا تھا وہ پھر بھی بیٹھ چکا تھا

کتنے ڈھیٹ انسان ہو میرے منع کرنے کے باوجود بیٹھ گے ہو

کبھی کبھی کسی جگہ پر ڈھیٹ ہونا ہی پڑتا ہے محترمہ

ویسے آج آپ اکیلی بیٹھی آپ کی پاٹنر نہی آئی ی کیوں آپ کو کوئی ی کام ان سے یا ہر وہ لڑکی وہ اکیلی نظر آتی اس سے جا کر یہ سوال کرتے ہو باطشہ کے

ایسے سوال پر وہ منہ کھولے حیران رہے گیا تھا

کیا میں آپ کو فلرٹی لگتا ہو شکل سے مجھے تو آپ شکل سے مصوم بھی نہی لگتے

تم اتنا کیسے بول لیتی ہو

اپنے منہ سے باطشہ جھٹ بولی وہ نفی میں سر ہلا گیا جیسے کہا رہا وہ تم سے

سیدھے جواب کی امید رکھنا غلط ہے

جاو مجھے کام کرنے دو XYZ اب بیٹھے کیا کر رہے ہو مسٹر

وہ تو اپنے اتنی عزت افزائی پر ابھی تک حیران تھا جس سے کبھی کسی نے اونچی آواز میں بات نہی کی تھی یہ چھٹانک بھر کی لڑکی پانچ منٹ میں اس کے اچھی خاصی کر چکی تھی

وہ مزید کچھ کہے بنا اٹھ کر چلا گیا پچھے وہ منہ بنا کر دوبارہ نوٹس بنانے لگ چکی تھی

وہ زوایار خانزادہ تھا اس یونی میں پڑھتا تھا ایسے عیشاہ شاہ مصوم سی بہت پیاری لگتی تھی ان کی کبھی بات نہی ہوئی ی تھی پر وہ اجکل لڑکیوں سے مختلف لگتی تھی ایسے ہر کسی سے نہ فری ہوتی تھی نہ باقی لڑکیوں کی طرح فیشن ایبل تھی

اس نے کبھی ایسے کسی لڑکے سے بات کرتے نہی دیکھا تھا یہی وجہ تھی کے وہ

مصوم لڑکی (زوایار کے مطابق مصوم) اس کے دل میں اپنی مصومیات کی چھاپ چھوڑ چکی تھی روز ایسے دیکھ کر ہی سکون محسوس کر لیتا بات کرنے کی کبھی نوبت ہی نہی آئی ی تھی کیوں کی زوایار ان مردوں میں سے تھا جیسے ہر عورت کی عزت کرنا بخوبی آتا تھا پھر چاھے عورت اپنے گھر کی وہ جا باہر کی ایسی لیے وہ عیشا شاہ سے بات نہی کرتا تھا کے ک ئی ی وہ بنا بات کے بدنام نہ ہو جائے۔۔۔۔۔

ویسے بھی وہ مرد غیرت مند نہی ہوتا جو اپنی گھر کی عورتوں کی تو عزت کرتا ہو پر باہر جگہ جگہ منہ مارتا ہو ایک غیر مند مرد کی نظر سب لڑکیوں کی عزت کرنا لازم ہے۔۔۔۔

حسالہ اپنے باپ کو لے کر گھر پہنچ چکی تھی گھر آکر اس نے اپنے اور اپنے باپ کے لیے کھانا بنایا اور ٹرے میں رکھ کر بابا کے کمرے کی اور بڑھ گی ابھی وہ دروازہ کھولنے ہی لگی تھی کے اندر سے اس کی ماں کی زور زور سے بولنے کی آواز آرہی تھی وہ وہی دروازے کے پاس روک گی اور باتیں سننے لگی

اس کی ماں اس کے باپ سے کہے رہی تھی کے مجھے تم سے طلاق چاھے میں نہی رہے سکتی تمھارے جیسے معذور کے ساتھ

میں نے تو تم سے شادی پیسوں کی وجہ سے کی تھی پر تمھارے باپ نے تمھیں عاق کر کے گھر سے نکال دیا

اس سے پہلے کے میں گھر چھوڑ کے جاتی مجھے ماں بننے کی خبر ملی تو مجھے لگا ابھی چانس ہیں تمھارا حصہ واپس ملنے کا اگر میں بیٹا پیدا کر لیتی تو ہو سکتا وہ بڈھا بہرام شاہ پوتے کا سن کر ہمیں حویلی واپس بلا لے گا پر جہاں بھی میری قسمت نے ساتھ نہی دیا اور وہ منحوس پیدا ہو گی

مجھے پتہ تھا تم شاہ لوگ اتنی جلدی اپنی عزت کو طلاق نہی دیتے سو مجھے انتظار کرنا پڑا اپر اب بس اب میں آزادی چاہتی

مجھے تم سے طلاق چاھے میں ملک شہریار سے شادی کرنا چاہتی وہ تو کالج لائف سے میرا دیوانہ تھا میرے عقل پر پردے پڑھ گے تے جو تم جیسے اپاہج سے شادی کر لی

باہر وہ کھڑی اپنی ماں کی سفاکیت پر حیران تھی کوئی ی عورت اپنے آپ کو اتنا کیسا گرا سکتی جب تک ابرار شاہ ٹھیک تھے پیسے کی ریل پیل تھی وہ عورت خوش تھی اب چند سالوں سے ایک حادثے میں ابرار شاہ کی ایک ٹانگ کی نس مسلی جا چکی تھی جس کی وجہ وہ چلنے پھیرنے سے معذور تھے تو یہ لالچی عورت نے اپنے رنگ دیکھانے شروع کر دیے

یہ سوچے بنا کے وہ اس وقعت کس مشکل کھڑی سے گزر رہے

شاہد آج قسمت ابرار شاہ کو اس کی ماضی میں کی گئی غلطی سے چھٹکارہ دلوانا چاہ رہی تھی ایسی لیے وہ اپنی بیوی کا یہ روپ دیکھ کر مزید چپ نہی رہے سکا اور بول اٹھے

تمھیں طلاق چاھے مجھ سے ٹھیک ہے میں تمھاری یہ خواہش بھی پوری کر دیتا ہو

میں سید ابرار شاہ اپنے ہوش حواس میں تمھیں طلاق دیتا ہوں

... طلاق دیتا ہوں

... طلاق دیتا ہوں

اس گھر سے میری بیٹی کو چھوڑ کر جو کچھ لے کر جانا چاہتی ہو لے جاؤ پر اس کے بعد مجھے یا میری بیٹی کو کبھی اپنی شکل مت دیکھنا

وہ اپنی مستی میں تھی اس وقعت ایسے لگ رہا تھا وہ آزاد ہو چکی ہے اب ملک شہریار کے ساتھ اپنی مرضی سے زندگی جیے گی پر وہ بھول چکی تھی کسی کا دل دکھا کر چالیں چل کر کوئی ی کتنی دیر خوش رہے سکتا ہے

حسالہ روتے ہوئے کھانے کی ٹرے دوبارہ کچن میں لا کر رکھ چکی تھی کیوں کے بھوک تو مٹ چکی تھی شاہد باپ بیٹی دونوں کی وہ جیسی بھی تھی اس کی ماں تھی بشک ساری زندگی ماں کے پیار کو ترستی رہی پر ایک گھر میں تو تینوں تھے

ماں تو اپنے بچوں کے لیے اپنی ساری خوشیاں خود پر حرام کر لیتی یہ کیسی ماں تھی جس نے اپنی خوشی کے لیے نہ جان سے بڑھ کر پیار کرنے والے شوہر کا خیال کیا نہ جواں بیٹی کا

بیٹی کی شادی کرنے کی عمر میں خود طلاق لے کر شادی کرنے جا رہی تھی وہ روتے روتے کب سو گی ایسے پتہ نہی چلا

دوسری طرف ابرار شاہ کو ایسا لگا جیسے زندگی میں گویا سکون آ گیا وہ وہ خود اس بے بنیاد رشتے سے تنگ آ چکے تھے کیا وہ نہی جانتے تھے ان کی بیوی کی مشکوک حرکتوں کے بارے میں

وہ تو اس رات ہی جان چکے تھے جب وہ جی گھبرانے پر کھڑکی کھول کر تازہ ہوا کھا رہے تھے کے گھر کے سامنے بڑی کرولا سے اترتی اپنی بیوی کو جو مسکرا مسکرا کر کسی انجان بندے کو بائے بول رہی تھی ابرار شاہ تو یہ دیکھ کر سن ہی ہو چکے تھے

پر وہ اپنی بیٹی کے لیے یہ زہر پیے ہوئے تھے

آخر کب تک یہ غصہ اندر ہی دبا کر رکھتے آخر آج آتش فشا باہر نکل ہی گیا اور گھر بکھر گیا تھا

بہرام شاہ مردان خانے میں بیٹھا

چائے پی رہے تھے کے ان کے بڑے

بیٹے اسرار شاہ مردان خانے میں داخل ہوئے

وہ اکر ایک سائیڈ رکھے صوفے پر بیٹھ چکے تھے بہرام شاہ نے ایک نظر اپنے بیٹے کی طرف دیکھا اور دوبارہ چائے پینے لگ گے وہ وقفے وقفے سے نظر بیٹے پر ڈال لیتے جو آج پریشان سے دیکھائی دے رہے تھے

آخر بہرام شاہ نے پوچھ ہی لیا کیا بات ہے برخودار کوئی پریشانی ہے تو اپنے

باپ سے بیان کرو ابا جاں آج جب میں
شہر سے واپس گاؤں کے لیے نکل رہا تھا تو میں نے ابرار شاہ کو دیکھا ایک
رکشے میں بہت بیمار لگ رہے تھے دیکھنے میں لگتا ہی نہی وہ ہمارا وہی ابرار شاہ
ہے جس کی دہشت سے کوئی ی اس کے اگے بول نہی پاتا تھا

پتہ نہی کیا کیا اس لالچی عورت نے میرے بھائی ی کے ساتھ سن کر تو بہرام
شاہ کا کلیجہ بھی پھٹنے کو آگیا تھا پر وہ خود پر قابو پاہ گیا
ہمیں کیا لگے وہ جس حال میں بھی ہو یہ زندگی اس نے خود چنی تھی اب وہ
اپنی حالت کا خود زمیدار ہے
پر بابا سائی یں اس نے ساری زندگی ہمارے بغیر گزار دی ھے اب اس کی
غلطی کی معافی دے دیں ایسے اس سے پہلے کے دیر ہو جائے وہ اتنی بات کر
کے اٹھ کر اندر چلے گے پیچھے بہرام شاہ کو سوچوں میں ڈال کر

دوسری طرف جیسے ہی ملک شہریار کو پتہ چلا کے اس اغوا کی گ ئی ی سب لڑکیاں اس کی قید سے چھڑا لی گ ئی ی ہے وہ غصے سے پاگل ہو چکا تھا کیوں کے وہ اسمگلگ کے لیے کل دئی بی بھیجی جانی تھی جن کی قیمت پہلے ہی وصول کر چکا تھا یہ اب اس کی خیر نہی تھی کیوں کے اتنی جلدی نہ لڑکیاں مل سکتی تھی نہ پیسے کیوں کے ان پیسوں سے تو اس نے کلب کھول لیا تھا وہ بھی باہر سے کلب ہی نظر آتا ہے پر اس کے نچے بنے طے خانے میں کالے دھندے کیے جاتے تھے

اس نے اپنے خاص بندے کو کال لگائی ی

اوے شیدے کہاں مرے ہوئے ہو فام ہاوس سے جو لڑکیاں غائی ب

ہوئی ی پتہ کرو کس نے اپنی موت کو آواز دی ہے

اور دوسری بات کل شام تک مجھے پچاس لڑکیاں چاھے جیسے بھی کرو وہ تھمارا کام

اور کام کے بنا اپنی شکل نہ دیکھانا مجھے

غصہ سے ڈر سے اس کا برا حال ہو چکا تھا اور اب ایسے سکون چاھے تھا جو

.... شراب اور شباب سے ملنا تھا

بشک حرام چیز میں لذت بہت ہوتی پر چند لحموں کی پر گنہاہ بہت بڑا بن جاتا)

نادان انساں سمجتا ہی نہی دنیا کی رنگینوں میں کھو کر آخرت کو بھلا چکا ہے جو

(کے گھسے ٹ کا سودا ہے

سید بہرام شاہ نے جب سے ابرار شاہ کے بارے سنا تھا وہ اک پل چین سے نہی رہا اتنے سالوں بعد بیٹے کے بارے خبر سنی بھی تو تسلی بخش نہی دل کر رہا تھا ساری رنجشیں بھلا کر بیٹے کو گھر واپس بلا لوں پر دماغ کہ رہا تھا نہی وہ خود اپنے سارے رشتے توڑ کر ایک لڑکی خاطر چلا گیا تھا

کل سے دل اور دماغ کی جھنگ جاری تھی جو بہرام شاہ کے حواسوں پر سوار ہو چکی تھی

ابھی وہ ایسی بارے سوچ رہا تھا جو بہرام شاہ فیصلے کرتے وقعت اتنا ٹائم کبھی نہی لیتا تھا اج اولاد کے لیے فیصلہ لینا انھیں مشکل لگ رہا تھا

اتنے میں ابان شاہ روم میں آیا

کیا بات ہے دادا سائی یں طبیت ٹھیک ہے آپ کی کل سے پریشان ہیں آپ کوئی ی بات ہے تو مجھے بتائے

داداسائی یں کو کچھ سمجھ نہی آرہی تھی اس لیے انھوں نے ساری بات ابان شاہ کے سامنے رکھی ساری بات سن کر ابان شاہ کچھ پل چپ رہے

اور پھر بولے داداسائی یں مجھے لگتا ہمیں چاچو سے ملنا چاھے ہو سکتا وہ سچ میں ٹھیک نہ ہو اور جیسا باباسائی یں نے بتایا ان کے ساتھ لڑکی بھی تھی تو آپ کو نہی لگتا بہرام شاہ کی پوتی اس وقعت یوں رکشوں بیسوں میں دھکے کھارہی ایک بار چاچو سے ملتے پھر ہی ساری صورتحال کا پتہ چلیں گا آپ چاچو کو معاف کردیں

اللہ بھی تو ہمارے ان گنت گنہاوں کی باوجود ہمارے ایک پکار ایک آنسو پر ہمارے غطا معاف کردیتا پھر ہم انساں اتنا ظرف کیوں نہی اپنے اندر پیدا کرتے۔

ٹھیک ہے پتر میں خود تھک گیا ہوں جوان بیٹے کی جوادئی ی سہتے سہتے خود پر
خول چڑھار کھا تھا پر وہ میرے لاڈلا بیٹا تھا جیسے میں بھی ضد سے دور کر دیا

داداسائی یں پریشان نہی ہو میں چاچو کے بارے سب پتہ کرواتا ہوں پر ایک
..دو دن تک ہم سب ان کو لینے جائے گے ابھی آپ آرام کریں شب بخیر

حسالہ دو دن سے کالج بھی نہی جارہی تھی میں کی اتنی تلخ سچائی ی سن کر ہو
ہمت ہار بیٹھی تھی کل سے رو رو کر خود کو ہلکان کر لیا تھا پر سچائی ی سے رخ
موڑ لینا بھی کہاں کی عقل مندی ہے ابرار شاہ تو چپ تھے بالکل چپ جس
عورت کے لیے گھر بار اپنے سارے رشتے توڑ دیے اس نے یہ صلا دیا اس کی

بے لوث محبت کا پر ایسے تو ابھی جینا تھا ابھی لاڈلی کے لیے اس کے سوا اس کا
اور ہے ہی کون ماضی کے کچھ پنے نظروں کے سامنے لہرائے تھے

???ماضی

ابرار شاہ کا یونیورسٹی میں آخری سال تھا ملک شہریار بھی اسی کا کلاس میٹ تھا
اور حنا بھی

آج ان کا آخری دن تھا یونی میں اور ابرار شاہ جو حنا سے پہلے دن سے ہی فدا ہو
چکے تھے پر کبھی اظہار نہی کیا تھا کیوں کے ان کو لگتا تھا محبت محرم بن کر ملے
تو ہی اچھا ہے
آج انھوں نے حنا کو پرپوز کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا کیوں کے وہ حنا سے جلد
شادی کرنا چاھتا تھا

دوسری طرف حنا کو بھی پتہ تھا کے یہ سید زادہ ایسے پسند کرتا ہے کیوں کے اسے دیکھتے جو ابرار شاہ کی آنکھوں میں چمک آتی تھی وہ اس سے چھپی ہوئی ی تو نہی تھی حنا کو ابرار شاہ سے کبھی پیار تو تھا ہی نہی پر اس کی دولت کے لالچ میں پڑ چکی دوسری طرف شہریار بھی حنا کو پسند کرتا تھا کیوں کے وہ روپے پیسوں میں ابرار شاہ سے کمتر تھا اس لیے حنا کو ابرار شاہ بیسٹ لگا

اس لیے جب ابرار شاہ نے سب کے سامنے پرپوز کیا تو اس نے جھٹ ہاں کر دی اور تھوڑے دنوں بعد ان دونوں نے کورٹ میرج کر لی کیوں کے ابرار شاہ کو پتہ تھا اس کا باپ ابرار شاہ کبھی خاندان سے باہر شادی کی اجازت نہی دے گا

اور شادی کے کچھ ماہ بعد حنا جس نے دولت اور لال حویلی پر راج کرنے کی نیت سے شادی کی تھی وہ پورا ہوتا نظر نہی آ رہا تھا تو ابرار شاہ سے ضد لگا کر بیٹھ

گی کے ایسے اپنے گھر لے کر جائے سب کو پتہ چلنا چاھے میں آپکی بیوی ہوں
آخر اک دن ابرار شاہ ایسے حویلی لے آیا

دوپہر میں سب کھانے کے ڈیبل پر جمع تھے جب ابرار شاہ حنا کو لے کر حویلی
داخل ہوئے۔۔

سب سوالیوں نظروں سے ان کو دیکھ رہے تھے جب کے حنا تو حویلی دیکھ کر
رالیں ٹپکانا شروع ہو چکی تھی اتنی شاندار حویلی اس نے کب دیکھی تھی اس
نے اپنی زندگی میں

ابرار شاہ یہ لڑکی کون ہے اور تمھارے ساتھ کیا کر رہے ہے
بہرام شاہ کی رعب دار آواز ہال میں گونجی

بابا سائیں یہ حنا ہے میری بیوی میرے ساتھ پڑھتی تھی ہم نے کچھ ماہ پہلے شادی کر لی تھی

ابرار شاہ نے ڈرتے ہوئے ساری سچائی بتائی جیسے سن کر

بہرام شاہ آگ بگولہ ہو گے

تو تم اتنے بڑے ہو گے کے اپنے فصیلے خود کر سکوں

جب اتنا کچھ کر لیا تو یہاں کیوں آئے ہو تھمارا اس حویلی اور یہاں کے لوگوں سے کوئی واسطہ نہی ہے نکل جاو یہاں سے

پر بابا سائیں بڑے اداسائیں نے بھی پسند کی شادی کی پھر وہ کیوں یہاں رہتے

ہاں انھوں نے پسند کی شادی کی پر چوری نہی سب گاوں والوں کے سامنے

پوری عزت سے بیاکے لائے دونوں گھروں کی رضامندی سے چوری نہی

اگر تمھیں رہنا تو رہوں پر یہ لڑکی یہاں نہی رہے گی کیوں کے میں اپنی آنے
والی نسل خراب نہی کرنا چاھتا
ٹھیک ہے باباسائی یں اگر حنا کے لیے اس گھر میں جگہ نہی تو میرا کیا کام یہ
:::::بول کر وہ حنا کا ہاتھ پکڑ لال حویلی کی چوکھٹ عبور کر گے

عیشا اور باطشہ دونوں لکچر لے کر کنٹین کی طرف جا رہی تھی کے زوایار نے
کے سامنے آگیا
باطشہ تو ایسے دیکھ کر نظریں کوفت سے پھیر گی جبکے عیشاہ اس اچانک انٹری پر
چیخ مارتے مارتے رہے گی
کیا کام ہے کیوں ٹپک پڑے ہو آج پھر جبک وہ تو ایسا کھڑا XYZ ہیلو مسٹر

تھا جیسے سن ہی نہ رہا وہ اس کی نظریں تو دیدار یار میں مصروف تھی خود پر
نظروں کی تپش محسوس کر کے عیشاہ کا چہرہ بلش کر رہا تھا اور وہ چہرے پر نہ
آتے بالو کی لٹ کو بار بار کان کے پیچھے کر رہی تھی ایسے نہی پتہ تھا اس کے
ایسا کرنے سے کسی کے دل کے تار بج رہے تھے
اوہیلو مسٹر باطشہ نے پھر اس کو گھور کر بولی تو وہ نظروں کا زوایہ پھیر کر سامنے
کھڑی آفت کو دیکھنے لگ گیا
آرام سے بات نہی کر سکتی ہو ہر ٹائی م کڑوے کریلے چبائے رکھتی ہو ویسے
بھی میں تم سے نہی کسی اور سے بات کرنے آیا تھا اس نے نظروں کے حصار
میں عیشاہ کا چہرہ رکھ کر بات کی
کچھ کچھ سمج تو باطشہ بھی گ ئی ی تھی کیوں کے وہ بھی تو اجکل ایسے ہی حالات
.سے گزر رہی تھی
اچھا جی کس سے بات کرنی تھی زرا ہمیں بھی تو پتہ چلے ہمارے علاوہ اور کون
کھڑا یہاں جس بات کرنی آپکو

تو محترمہ کسی خوش فہمی میں نہی رہیں میں وہ سامنے کھڑے اپنے دوست کی بات کر رہا اس نے سامنے کی اور ہاتھ ہلا کر اشارہ کیا تو باطشہ نے وہاں دیکھا جہاں دو اور لڑکے کھڑے تھے وہ خجل ہوتی نظریں جہاں وہاں کرنے گھمانے لگ گی جبک زوایار ایک مسکراتی نظر عشاہ پر ڈالتا سامنے کھڑے لڑکوں کی طرف بڑھ گیا

:::::اور وہ دونوں کنٹین میں چلی گی

حسالہ کی کالج سے کافی چھٹیاں ہو چکی تھی آج وہ بابا کے بار بار کہنے پر کالج آئی ی تھی یہاں پر بھی اس کا دل بابا میں ہی اٹکا ہوا تھا ویسے تو دیکھ بال کرنے کے یے لڑکا آتا تھا پر حسالہ کچھ ذیادہ ہی حساس ہو رہی تھی اجکل ابرار شاہ کو لے کر صبح سے دو بار فون کر کے گھر بابا کا پوچھ چکی تھی ابھی بھی وہ سوچوں

میں گم تھی جب اس کی دوست زائی شہ اس کے پاس آئی ی

کیسی ہو حسالہ اور انکل کی طبیت کیسی ہے اب میں ٹھیک ہوں بابا بھی ٹھیک ہے بس

کیا بات ہے یار تم پریشان ہو سب ٹھیک تو ہے زائی شہ کے پوچھنے پر وہ اس کے کندھے پر سر رکھ کر بلک بلک کر رو دی تھی زائی شہ تو اس کے ایسے رونے پر بوکھلا ہی گ ئی ی تھی کیوں کے حسالہ تو بڑے مضبوط کردار کی لڑکی تھی ضروری کیوئی ی بڑی بات تھی جبھی ایسے بچوں کی طرح رو رہی جب اچھی طرح اندر کا غبار نکال چکی تو آنسو صاف کرتی سیدھی ہو کر بیٹھ گی

اب بتا کیا بات ہے میری طری بیسٹ فرینڈ ہوں مجھ سے اب کچھ مت چھپانا ورنہ میں ناراض ہو جاوں گی زائی شہ کی بات سن کر حسالہ ہلکا سے مسکاتی اور پھر ایسے ماں کی طلاق سے لے کر بابا کی بیماری اور آپریشن کے پیسوں تک ساری بات بتا دیتی زائی شہ کو سن کر بہت افسوس ہوتا پر وہ بھی کیا کر سکتی تھی

تم پریشان نہی ہو اللہ سے اچھے کی امید رکھ اللہ کوئی ی نہ کوئی ی سبب ضرور بنائے گا وہ اپنے بندوں کو مشکل میں اکیلا نہی چھوڑتا بیشک

اچھا میں گھر کے لیے نکلتی باقی لکچر کے نوٹس بنا دینا میں بابا کو جا کر کھانا بنا کے دینا اور میرے سر میں کافی درد ہو رہا

اچھا ٹھیک ہے تم جا ور یسٹ کرنا اور پریشانی کو سر پے سوار نہ کرنا سب اچھا ہو گا سوری میں تیرے لیے کچھ نہی کر سکی زائی شہ کہتی

کوئی ی بات نہی تم میرا حوصلہ بڑھ دیتی یہی کافی مجھے

اچھا دوست بھی اللہ کی طرف سے نعمت ہے اور وہ نعمت تم ہو زائی شہ بخاری حسالہ مسکرا کر بولتی اور کالج کا گیٹ کراس کر جاتی

وہ گھر آ کر سب سے پہلے نماز پڑھتی بابا کے لیے معمول کے مطابق دعا کرتی اور اٹھ کر کچن کی اور بڑھ جاتی بابا کے لیے اور اپنے لیے کھانا بنا کر

ٹرے میں رکھ کر کمرے میں جاتی بابا کھانا کھالیں چلیں اٹھ جائیں
وہ مسکرا کر اپنے جگر کے گوشے کی طرف دیکھتا جو اتنی چھوٹی سے عمر میں اتنی سمجدار ہو گی تھی
ابھی وہ کھانا کھا کر برتن کچن میں لا کر رکھتی ہی ہے کے دروازے کی بل بجتی وہ دروازے کھولتی تو سامنے اتنے لوگوں کو کھڑا دیکھ حیران رہے جاتی بیٹا اندر آنے کو نہی بولوں گی
جی جی آئیں وہ ان کو راستہ دیتی سائیدپر ہو جاتی وہ سب اندر بڑھ جاتے پیچھے وہ دروازہ بند کر کے بابا کو لینے کمرے میں جاتی
اور کچھ دیر بعد بابا کو لے کر لاونج میں آتی ابرار شاہ تو سامنے بیٹھے لوگوں کو دیکھ کر سکتے میں چلے جاتے
کچھ ایسا ہی حال ان سب کا بھی تھا اپنے لاڈلے کو اس حال میں دیکھ کر

:::::

اتنے سالوں بعد اپنے سامنے باپ کو دیکھ کر ابرار شاہ تو سکتے میں ہی چلے گے تھے خوشی اور غم کے ملے جلے آنسو آنکھوں سے کب نکل کر گالوں کو بھگو گے پتہ ہی نہی چلا پتہ تھا تو بس اتنا کے وہ نرم گرم سایہ جس کی ٹھنڈک کے لیے برسوں جلا وہ سامنے تھا منٹ کی دیر کیا بنا وہ باپ کی اور بڑھ گیا بہرام شاہ بھی سب غصہ گلہ بھلائے بیٹے کو سینے میں بھینچ گے تھے ابرار شاہ تو باپ کے گلے لگے ہے کسی چھوٹے بچے کی طرح ڈھاڑے مار مار کر روئے ساتھ باقی آیا ::: شاہ خاندان بھی اس ملن پر خدا کا شکر ادا کر رہے تھے

اچھا بھئی ہمیں بھی ملنے دیں اپنے چھوٹے سے یا اج بس دونوں باپ بیٹا ہی ملتے رہو گے افروز شاہ ماحول کو خوشگوار کرنے کے لیے بات کرتے اور یا کر بھائی ی کے گلے لگ جاتا یوں سب باری باری ابرار شاہ سے ملتے جن میں کچھ

چہرے تو سناٹا ہوتے اور کچھ انجان اسی بیچ حسالہ کو تو سب بھول ہی چکی تھے
جو باپ کے کچھ فاصلے پر کھڑی صورت حال کا جائی زہ لے رہے تھی عیشا اور
باطشہ کے پیپر سٹارٹ ہو چکے تھے وہ نہی ساتھ آئی ی تھی امتثال شاہ کو
دوستوں سے فرصت نہی تھی
ابان شاہ کو اچانک میٹنگ کے لیے اسلام باد جانا پڑھ گیا تھا ایسی لیے ابھی گھر
کے بڑے لوگ ہی آئے تھے

بہرام شاہ کی نظر سامنے کھڑی سترہ سالہ لڑکی پر جاتی جس نے کالے رنگ
کی کرتی شلوار پہن کر سر پر کالے رنگ کا ہی ڈوپٹہ سلیقے سے اوڑھ رکھا ہوتا
جو ہو بہو ابرار شاہ کی ڈٹو کاپی تھی بہرام شاہ جان چکے تھے وہ ان کی پوتی ہے
اس لیے اگر بڑھ کر ایسے سینے سے لگا کر سر پر پیار دیتے اور پھر ابرار شاہ حسالہ
سے سب کا تعارف کرواتے
برسوں بعد اپنے باپ کے چہرے پر اتنی خوشی دیکھ کر وہ کچھ لحموں کے لیے

ہر پریشانی بھول جاتی چونکے دوپہر کا ٹائم تھا اس لیے وہ سب کے لیے
..... کھانے پینے کی غرض سے کچن کی طرف بڑھ گی

ابان شاہ میٹنگ روم سے باہر ہی نکلا تھا کے اس کے سیل پر رنگ ہوئی ی نمبر
تھا ZK دیکھا تو

کال یس کرتے ہیں جو خبر ایسے ملی وہ اس کے غصے کا پیر گراف بڑھا چکی تھی
ٹھیک ہے تم ان کا پیچھا کرو اور لوکیشن مجھے سینڈ کرو باقی میں ااور تا بش دیکھتے
ہیں

کال بند ہوتے ہی کچھ نمبر ملا کر فون کان کو لگایا اور جیسے سامنے والے نے فون

اٹھایا ایسے اپنے باقی لوگوں کے ساتھ مخصوص اڈے پر جلد پہنچنے کو کہا اور ائی یر پوٹ کی جانب روانہ ہو گیا

کے اڈے پر موجود تھے گول میز کے B .S اگلے ایک گھنٹے بعد وہ سب چاروں اطرف کرسیاں رکھی ہوئی ی تھی وہ پانچوں کرسیوں پر براجمان کی انٹری ہوئی ی اور ان کی میٹنگ شروع ہو چکی تھی Boss تھے جب تابش حیسن تم اور زوایار ایک ساتھ ملک کے اڈوں پر جاؤں کے اگر صورت حال قابو سے باہر ہوتی نظر آئے تو فورن سلیم اور فرحان سے رابطہ کرنا ہمیں کسی بھی حال میں یہ ڈیل روکنی ہے اس کے لیے اگر ملک شہریار کو ہونا چاھے Scussful اٹھانا بھی پڑے تو سوچنا مت مشن

کچھ اور ضروری ہدایت کے بعد وہ اپنی ہوڈی اٹھائے باہر کی جانب بڑھ جاتا اور باقی سب اپنے اپنے مشن پر نکل جاتے

دوسری طرف حنا ابرار شاہ سے طلاق لے کر ملک شہریار کے پاس پہنچ چکی تھی وہ جو شراب پینے میں مصروف تھا جب وہ پیچھے سے اس کے گلے میں بانہیں ڈالیں اگے کو جھک کر اس کے لبوں پر جھکتی ملک ایسے کھینچ کر گودی میں بیٹھاتا اور پوچھتا کیا بات ہے آج اس ناچیز پر بڑا پیار نچھاور کیا جارہا وہ بولتی بات ہی ایسی آپ بھی سنوں گے تو پیار لٹائے بنا رے نہی پاو گے

اچھا اگر ایسی بات ہے تو جلدی بتاو پھر بات یہ ہے کے میں اس قید خانے سے چھٹکارا حاصل کر لیا ہے میں ابرار سے طلاق لے لی ہے اب ہمیں شادی کرنے میں کوئی ی مسلہ نہی ہے اچھا تو یہ بات ہے ہاں جی

کیا آپ کو خوشی نہی ہوئی ی میری بات سن کر ہوئی ی ہے نہ بہت خوشی ہوئی ی پر آپ کو دیکھ کر تو نہی لگتا نہی میں تو خوش ہو اب تمھارے ساتھ اچھا ٹائی م گزرا کریں گا بنا کیسی ڈر کے بول تو حنا بیگم کو رہا تھا پر آنکھوں میں شطیانی چمک لیے دل میں اپنے پلان کو پورا ہوتا دیکھ رہا تھا

اگے کیا ہونا تھا ان سب باتوں سے انجان حنا بیگم خوشی کے نشے میں مست تھی .....

ابان شاہ گھر پہنچ کر فریش ہو کر اب شیشے کے اگے بال سنوار رہا تھا جب ملازمہ نے کھانے کا بولا اوکے میں آرہا ہوں اچھا صاحب جی

جب وہ ڈاینگ ڈیبل پر آیا تو اور کوئی ی موجود نہی تھا جب کے کچن سے اچھی خشبو باہر تک آرہی تھی جس سے اس کی بھوک اور بھی چمک گ ئی ی تھی

اتنے میں باطشہ ملازمہ کے ساتھ کھانا ڈیبل پر لگانے لگ گی باقی سب کدھر ہیں وہ چھوٹے چاچو کے گھر گ ئے ہیں سب

اچھا اچھا ذہن سے نکل گی تھی یہ بات اور پیلٹ نکال کر چاول ڈالنے لگ گیا
چاول کی پہلی باٹ لیتے ہی بنانے والی کی تعریف کرنے کا دل ہوا پر اپنی انا کے
چلتے بول نہی پایا جب کے پتہ چل گیا تھا کھانا کس نے بنایا جب کے وہ بچاری
اپنی تعریف سننے کی آس دل میں لیے بیٹھی رہے گی
ابان شاہ اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا پر بظاہر ایسے بیٹھا تھا جیسے
کھانے کے علاوہ کوئی ی کام نہ ہو

افففف اتنی دیر لگا کر کھڑوس پلس جلاد کی پسند کی ڈیشز بنائی ی کھائی ی جا رہا
پر مجال ہے جو تعریف کر دیں ہاں کریں گا بھی کیسے خود کو کسی ریاست کا
شہزادہ جو تصور کرتا کھڑوس کنجوس نہ ہو تو

ابان شاہ کے لیے اب ہنسی دبانا مشکل ہو گیا تھا پر اس لڑکی کے سامنے رعب

کم نہ ہو اس لیے اٹھ کر اوپر چلا گیا اور جاتے جاتے کافی کی فرمائش کر کے گیا
وہ جلتی بھنتی آدھا ادھورہ کھانا کھا کر چلی گی

تھوڑی دیر بعد کافی بنا کر اس کے روم کے سامنے کھڑی تھی
دروازہ ناک کر کے اندر انٹر ہوئی تو دیکھا وہ سامنے بیڈ پر بیٹھا لیب ٹاپ پر
کچھ لکھنے میں مصروف تھا
آپکی کافی لاؤ یا ڈیبل رکھ دو

وہ کافی ڈیبل پر رکھ کر انہی قدموں پر واپس لوٹ گی اور باہر آ کر کب سے روکا
ہوا سانس خارج کیا اور نچے کی اور بڑھ گی,,,,,,,,

بابا سائیں مجھے معاف کر دیں آپکا حکم نہ مان کا جو نقصاں میں اپنا اتنے سال

کیا پل پل میں اپنے جوش میں ک ئی ے گے فیصلے پر مرا ہوا ور آج اتنے
سالوں بعد وہی کھڑا ہوں یا سے سفر شروع کیا تھا چھوڑ گی مجھے وہ ایسے دولت
سے پیار تھا بس بابا سائی یں دیکھوں میرے ہاتھ خالی رہے گے شاہد یہ سزا ہی
تھی جو باپ کی بات سے انکار پر ملی وہ جو بولنے پے آیا تو بولتا ہی چلا گیا
اور بہرام شاہ کا تو کلیجہ پھٹ رہا تھا بیٹے کو اس طرح ٹوٹا دیکھ کر کہاں وہ اپنے
کپڑوں پر سلوٹ تک پڑنے نہی دیتا تھا اور آج وہ کیسے ایک بے وفا عورت کے
ہاتھوں ٹوٹ کر بکھر رہا تھا اخر آج بھی نہ گلے لگایا تو میر ا ابرار تو کرچی کرچی
ہو جائے گا

وہ کھڑے ہوتے اور بولتے بس اب ایک دم چپ مر د روتا نہی ہے تیرا باپ
ہے ابھی زندہ جتنا سفر کرنا تھا کر لیا اب تم دونوں باپ بیٹی ابھی ایسی وقعت
حویلی ہمارے ساتھ چلو گے

حیا بیٹی امینہ چلو جاؤ بچی کے ساتھ ضرورت کا سامان پیک کرو ہم سب ساتھ
جائے گے

جی اچھا بابا سائی یں دونوں اٹھ کر حسالہ کے ساتھ پیکنگ کرنے لگ جاتی اور اسرار شاہ جو ابھی تک خاموش تھے اٹھ کر ابرار شاہ کے پاس بیٹھتے اور پوچھتے تم کب سے یوں وہیل چیر پر ہو ایسا کیا ہوا جو تمھاری ایسی حالت ہو گی تو ابرار شاہ بتاتے کیسے حنا نے ایسے اپنے رستے سے ہٹانے کے لیے اکسیڈنٹ کروایا پر جیسے اللہ رکھے ایسے کو چکھے وہ بچ تو گے پر دونوں ٹانگوں کی نسیں مسلی گ ئی ی جس وجہ سے چلنے سے معذور ہو گے اور کچھ عرصے سے سر میں شدید درد کی لہر اٹھنے لگ گی تھی پہلے پہل تو غور نہی کیا پھر ایک دن جب میں نہا کر نکلا تو ناک سے خون نکل رہا تھا سر ایک دم چکرانے لگ گیا ڈاکٹر کے پاس گیا تو اس نے کینسر بتایا

چونکہ یہ ابھی ابتد ہی ہے تو ڈاکٹر بولتے علاج ہو سکتا اگر علاج کروالیا جائے یہ بتا کر وہ چپ ہو جاتے

اتنے میں سب پیکنک ہو جاتی

اسرار شاہ ابرار شاہ کو لے کر الگ گاڑی میں جاتے تا کے شہر کے بڑے مشہور ڈاکٹر سے مشورہ کر سکے اور باقی سب ایک گاڑی میں بیٹھ کر حویلی روانہ ہو جاتے حسالہ کے من میں کافی سوال تھے جواب حویلی جا کر ہی معلوم ہو سکتے تھے.....

عیشاہ اور باطشہ کے پیپر سٹارٹ تھے اس لیے وہ اجکل پڑھائی ی میں مصروف نظر آتی تھی دونوں میڈیکل کی پڑھائی ی کر رہی تھی ڈاکٹر بنانا کتنا مشکل ہوتا وہ ان کو اب پتہ چل رہا تھا ابھی بھی وہ پڑھائی ی کر رہی تھی کے ایسے چائے کی طلب ہوئی ی وہ سر پے ڈوپٹہ اوڑھتی پاوں میں چپل پہن کر نیچے جاتی

ابھی وہ چائے کے لیے پانی چڑھاتی ہے کے ڈرائی نگ روم سے کسی کی آوازیں آتی وہ تجسس سے وہاں کا روخ کرتی تو ایک اپنی ہم عمر لڑکی جو اس کی تائی ی کے پاس بیٹھی ہاتھوں کی انگلیوں کو مسل رہی تھی اس پر نظر پڑھی تو وہ اگے جا کر سب کو سلام کرتی اور اشاروں کناروں سے پوچھنے لگتی کے یہ کون سے تو اس کی ماں امینہ بیگم بتاتی کے اس کے تایا ابرار شاہ کی بیٹی ہے

وہ اس پیاری لڑکی کے پاس جاتی اور ہاتھ اگے کر کے بولتی میرا نام باطشہ ہے ویسے مجھے تاشی بھی بولتے اور میں تمھارے افروز چاچو کی بیٹی ہو اس کے اتنے لمبے تعارف پر جہاں حیا بیگم مسکاتی وہی امینہ بیگم گھور کر دیکھتی پر وہ باطشہ ہی کیا جو اثر کر جائے۔۔

باطشہ بیٹا چائے بنا کر کے لے آئے آج ہم اپنی گڑیا کے ہاتھ کی بنی چائے پینا چاھتے دادا سائی یں بولتے تو باطشہ سر ہلا کر کچن کی اور بڑھ جاتی اور باقی سب

حسالہ سے باتیں کرنے کی کوشش کرتے تاکے وہ سب میں گھل مل جائے

دوسری طرف اسرار شاہ ڈاکٹر کے کیبن میں بیٹھے ہوتے ڈاکٹر ساری

رپورٹس دیکھ کر سیدھے ہو کر بیٹھتے اور بات کا آغاز کرتے

دیکھیں شاہ صاحب ان کی ساری رپورٹس دیکھنے بعد یہ ہی پتہ چل رہا کے ان

کے ٹھیک ہونے کے چانس 80% ہے باقی شفا اللہ کے ہاتھ میں ہے

تو ٹھیک ہے آپ علاج شروع کریں ہمیں اللہ پر یقین ہے وہ ہمیں مایوس نہی

کریں گے ان شاءاللہ

ٹھیک ہے آپ ان کو کل ڈاکٹر یوسف کے پاس لے آئے کل سے شروع

..... کرتے پروسس ان کا جی ٹھیک ہے وہ مصافہ کر کے اٹھ جاتے

اسرار شاہ اور ابرار شاہ حویلی واپس آچکے تھے دونوں مرد خانے میں آئے تو

سامنے بہرام شاہ بیٹھا حقہ پی رہا تھا وہ سامنے رکھی کرسیوں پر بیٹھ گے ملازم نے دونوں کو پانی لا کر لیا اور کچھ دیر بعد اسرار شاہ نے ڈاکٹر کی گ ئی ی ساری باتیں بہرام شاہ کو بتادی جیسے سن اس کے دل کو تھوڑا سکون آیا تھا اسرار شاہ ایسے اندر کمرے میں چھوڑ کر آئی یں تھک گے ہو گے ابرار بیٹا جی بابا سائی یں

اسرار شاہ جیسے ایسے کمرے میں لیٹا کر جاتے حسالہ کمرے میں آتی اور اپنے بابا سے پوچھتی بابا آپ اتنے اونچے خاندان سے تھے پھر بھی ایسی زندگی جی رہے تھے ہم کاش بابا آپ نے دادا جی کی بات شروع سے مان لی ہوتی تو آج حالات ایسے نہ ہوتے

بیٹا جو غلطی میں نے محبت میں آندھے ہو کر کی اس کی سزا بیس سال کاٹی ہے اپنوں کا دل دکھا کر سکون مجھے بھی نہ مل سکا پر آج میں خوش ہوں میرا پورا خاندان میرے ساتھ ہے بھول جاو تم بھی سب اپنی پڑھائی ی پر دھیان دو

اب سب ٹھیک ہی ہو گا جی بابا

آپ آرام کریں میں نچے تائی ی جی کے پاس جاتی ہوں اور ابرار شاہ مسکا کر

.....ہاں میں سر ہلتے وہ ان پر کمبل اوڑھ کر نچے کی اور بڑھ جاتی

نچے حسالہ کی دونوں تائی یں ایک ساتھ بیٹھی باتوں میں مصروف تھی وہ بھی

ان کے پاس جا کر بیٹھ گی حسالہ بیٹا آپ تیار رہنا کل میرے ساتھ شہر چلنا ہے

آپ کی کپڑے اور ضرورت کی تمام چیزیں لے کر آئے گے

پر تائی ی جی میرے پاس سب کچھ ہے مجھے نہی چاھے کچھ

بس بس میں بول دیا ہے اب کوئی ی انکار یا بہانہ نہ سنوں باطشہ بیٹی کی آج

پیپر ختم ہو جائے گے پھر کل ہم چلتے

جی تائی ی جی جیسے آپ کی مرضی وہ سر جھکا کر جواب دیتی کل سے اب تک

کسی نے ایسے دھتکارہ نہی تھا سب اس سے پیار اور محبت سے پیش آرہے تھے

وہ ان کو موزانہ اپنی ماں سے کرتی تو ان کو اونچے درجے پر پاتی ابھی بھی وہ یہی سوچ رہی تھی ایسے آئے چند گھنٹے ہوئے اور سب کو اس کی فیکر ہے کاش ماں آپ بھی ان جیسی ہوتی ایک آنسو بند توڑ کر اس کے ہاتھ کی ہتھلی کی پُشت پر ..... گرا تھا جیسے وہ بے دردی سے مسل گی تھی

باطشہ اور عیشاہ کا آج آخری دن تھا یونی میں وہ ابھی ابھی پیپر دے کر نکلی تھی باہر گاڑی کا انتظار کر رہی تھی کچھ ہی دیر بعد باطشہ کو لینے ڈرائی یور آچکا تھا جب کے عیشاہ کو ابھی بھی انتظار کرنا تھا باطشہ اس کو بائے ' بولتی جا چکی تھی جب کے وہ بار بار گھڑی پر ٹائم ٹھیک کر رہی تھی اب وہ فون کرنے لگی تھی کے اس کے پاس ایک بائی ک کھڑی ہوئی ی جس سے دو لڑکے اترے منہ پان کھا کھا کر لال خون جیسا بنا رکھا تھا

عیشاہ کے پاس آکر کھڑے ہو گے

اور آوازیں کسنے لگ گے

ہائے بلبل کس کا انتظار ہو رہا کہوں تو ہم چھوڑ دیں ویسے رب نے بڑے پیار سے بنایا تمھیں

عیشاہ تو رونے والی ہو چکی تھی وہ اگے بڑھنے لگی جب دونوں نے اس کا راستہ روک لیا

نہ بلبل ایسے تو نہی جانے دیں گے پہلے ہمیں دیدار تو کرواتی جاؤ وہ خباثت سے ہنستے اس کا حجاب اترنے لگے ابھی ایک نے ہاتھ اگے بڑھایا ہی تھا کے اس کا ہاتھ کسی نے اس مظبوطی سے پکڑا کے ایسے لگا جیسے ابھی کے ابھی ہاتھ ٹوٹ کر گر جائے گا وہ جو ڈر کر پیچھے سرک رہی تھی زوایار کو سامنے دیکھ ایسے سکون سا اترتا محسوس ہوا

کیوں بے تمھارے گھر ماں بہن نہی ہے کیا وہ باہر نہی نکلتی کیا ان کو بھی لوگ ایسے پریشان کرتے تم جیسے چند گھٹیا لوگوں کی وجہ سے مرد بدنام ہے یہ بول کر پھر دونوں کو خوب دھویا اور آخر میں پولیس کے حوالے کر کے اب عیشاہ کی جانب آیا دوبارہ اگر گھر سے کوئی ی جلدی نہ آئے تو یونی کے اندر انتظار کرنا باہر مجھے نظر نہ آنا ہر بار میں بچانے نہی آؤں گا وہ یہ بول کر جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا.....

آج وہ تینوں شہر شاپنگ کے لیے آئی یں تھی باطشہ حسالہ اور حیا بیگم امینہ بیگم گھر ہی تھی

ڈرائی یوران کو چھوڑ کر جا چکا تھا وہ مال کے اندر داخل ہوتی تو حسالہ تو اتنا بڑا مال اور خوبصورت لباس کو یوں حسرت سے دیکھ رہی تھی کبھی سوچا بھی نہی تھا زندگی یوں بھی بدل جائے گی کیا سوچ رہی ہو حسالہ باطشہ اس کے پاس آکر

بولتی وہ ہڑ بڑا جاتی اور بولتی کتنا پیارا مال ہے نہ اور بڑا بھی بہت ہے ہاں سو تو ہے باطشہ بولتی اور دونوں حیا بیگم کے پاس چلی جاتی

وہ ایک دوکان پر بیٹھی کپڑے سلیکٹ کر رہی تھی باطشہ نے خوب شاپنگ کر لی تھی جب کے حسالہ تو قمیتں دیکھ دیکھ کر حیرت کے غوطے کھا رہی تھی اس کے نہ نہ کرتے بھی تائی ی جی نے اچھی خاصی شاپنگ کروادیں تھی اب وہ لیڈی کی دوکان میں جاتی وہاں سے کچھ پرنسل چیزیں لیتی جب کے حسالہ کو یہ سب دیکھ کافی شرم محسوس ہو رہی تھی اکیلی ہوتی تو الگ بات تھی جوان کے ساتھ اور اوپر سے زیادہ فرینک بھی نہی تھی بس ایسی لیے وہ ایسے ہو رہی تھی اس کے برعکس باطشہ تو خوشی خوشی سب لے رہی تھی

حیا بیگم اپنے اور امینہ کے لیے شاپنگ کر رہی تھی کچھ گرم کپڑے اور کچھ شالیں خریدی تھی شام ہونے کو آچکی تھی اور ان کی شاپنگ الحمدللہ کر کے ختم ہوئی ی

تائی ی سائی یں چلیں کچھ کھالیں

حسالہ آپ بتائے کیا کھاو گی آج حسالہ کی مرضی کا کھاتے ہیں حیا بیگم بولتی

تائی ی جی پیزا اور کوک حسالہ بولتی تو وہ سب پیزا کھانے چل پڑتی

آڈر دیں کر وہ انتظار کر رہی ہوتی کے اتنے میں باطشہ کی نظر دوازہ کھول کر

اندر آتے امتثال شاہ پر پڑتی وہ فورن سے پہلے کھڑی ہو کر امتثال کو آواز دیتی

امتثال بھائی ی

وہ نسوانی آواز سن کر پلٹتا تو سامنے باطشہ کھڑی مسکرا کر ہاتھ ہلا کر پاس آنے کا

اشارں کرتی وہ ان کے پاس آتا تو ممانی کو سلام کرتا اور پوچھتا آپ لوگ کیسے

یہاں تو حیا بیگم ابرار شاہ کو گھر لے کر آنے کے ساتھ حسالہ کی شاپنگ تک

ساری بات بتاتا اچھا

کچھ دیر بعد وہ واپس اپنے دوست کے ڈیبل پر چلا جاتا جس سے وہ ملنے آیا تھا

حسالہ کو کافی تھکن لگ رہی تھی تو وہ فریش ہونے واشرام گ ئی ی ہوئی ی
تھی اس لیے امتثال شاہ دیکھ نہی سکا :::::

ابان شاہ کو آج ایک فیصلے کے لیے جرگے میں جانا تھا اس لیے وہ تیار ہو کر نچے آیا تو سب دیکھتے ماشاءاللہ بولتے جس نے بلیک شلوار قمیض پر بلیک ہی شال دائی یں کندھے پر اوڑھ رکھی تھی بالوں کو جل سے اچھے سے سیٹ کر رکھے تھے بلاشبہ وہ ایک وجاھت سے بھرپور نوجواں مرد تھا جس کی چاھ ہر لڑکی کر سکتی ہے وہ ایسے لڑکیوں میں کوئی ی لچسبی نہ تھی وہ اپنی دینا میں ہی مگن رہنے والا انساں تھا

تھوڑی دیر بعد وہ بہرام شاہ کے ساتھ جرگے میں پہنچ چکا تھا

سب ان کو دیکھتے ہی اٹھ کر سلام کرتے وہ سب کے سلام کا جواب دیں کر
بڑی شان سے جا کر سر برائی ی کرسی پر بیٹھ جاتا اور کاروائی ی شروع ہوتی

سردار سائی یں اس نے میرے کھتوں کا پانی چوری کر کے رات اپنے
کھتوں کو سراب کر لیا میں پہلے ہی غریب بندہ منت مزدوری کرتا تھوڑی سی
زمین ہے پر یہ ہر بار ایسا ہی کرتا
میرے بار بار منع کرنے پر اب مجھے دھمکیاں دینا شروع ہو گیا سائی یں مجھے
اس سے اپنی جان کو خطرہ ہے وہ ہاتھ جوڑ کر اپنی بات کرتا ابان شاہ جو غور سے
اس کی باتیں سن رہ ہوتا وہ اب جس پر الزام تھا ایسے بولنے کا موقع دیتا
سردار سائی یں یہ بہتان لگا رہا مجھ پر میں کبھی پانی چوری نہی کیا نہ کوئی ی
دھمکی دی یہ سب جھوٹ ہے

ابان شاہ کو پتہ چل چکا تھا یہ شخص جھوٹ بول رہا اس نے جرگے سے دو لوگوں کو ان کے کھیت چک کرنے بھیجا تو اس بات پر انظریں چرا گیا تھا جھوٹ پکڑنے کے ڈر سے اب وہ بول بھی نہی پا رہا تھا

تقر بن ایک گھنٹے بعد وہ دو لوگ واپس آئے انھوں نے بتایا ریشد کے کھتوں کے اندر بنے مٹی کے نالے میں درمیان میں سوراخ کر کے پلاسٹک کا پیمپ لگایا گیا ہے جس سے پانی کراس ہوتا اور وہ ظفر کے کھتوں میں جاتا چونکے ریشد نے رات پانی لگایا تھا پر وہ سارا پانی ظفر کے کھتوں میں نظر آ رہا اس کا صاف مطلب ہے ظفر نے پانی کی چوری کی ہے

سب باتیں سن کر ابان شاہ ظفر کو ریشد کا نقصان پورا کرنے اور آئندہ ایسی حرکت پر یاد دھمکی دینا پر گاوں سے دربدر کی سزا دیکھ کر معافی مانگنے کا بولتا اور اٹھ کر گاڑی میں بیٹھ کر واپس حویلی چل پڑتا

پیچھے گاوں کے لوگ اپنے سردار کے انصاف پر ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں
کرتے:::::

دوسری طرف حنا اور ملک شہریار دن رات ایک ساتھ پائے جاتے آج بھی وہ
بیڈ روم میں ایک ساتھ لیٹے ہوئے تھے ہم یوا خر کب تک ملتے رہے گے
اب ہمیں نکاح کر لینا چاھے پہلے آپ بولتے تھے ابرار شاہ سے تھماری طلاق
ہوتے ہم نکاح کر لیں گے اب تو چھ ماہ گزر چکے اس بات کو کب کریں گے
نکاح
کر لیں گے میری جان نکاح بھی ویسے بھی تمھیں بھی ضرورت کی ہر چیز مل
رہی مجھے بھی تو شادی جیسے جھجنٹ میں ضروری پڑنا اب بچے تو ہمیں چاھے

نہی جو ہم نکاح کریں وہ بولا تو حنا میڈم کے ہوش ہی اڑا چکا تھا

کیا مطلب آپ کا اس بات کا

ارے ارے میری جاں مزاق کر رہا تھا سیریس ہی ہو گی تم تو

ایک ڈیل کرنی اور اس کے بعد ہم اپنے نکاح کی تقریب کریں گے اب خوش

جی ہاں بہت خوش

اور وہ اس کے لبوں پر جھک گیا جس کا وہ بھرپور ساتھ دینے لگی کچھ دیر بعد وہ

ہٹا تو بولا آج میرے کچھ دوست آرہے ہیں دبئی سے اچھے سے تیار ہو جانا

اور خوشی میں اس کی آنکھوں میں چھپی خباثت دیکھ ہی نہ سکی وہ نہی جانتی تھی

اج رات کے بعد اس کی پوری دنیا ہی بدل جائے گی

جس حرام راشتے کے لیے وہ اپنے محرم کو دھوکہ دیتی رہتی وہ آج سرے عام

اس کی عزت نیلام کریں گا کاش اگر جان جاتی تو کبھی بھی ایسی غلطی نہ کرتی

ابرار شاہ کا علاج شروع ہو چکا تھا علاج کے تین سیٹپ تھے ابھی پہلا ہی شروع ہوا تھا جس کو پندرہ دن گزر چکے اج وہ کچھ ٹیسٹ کروانے لباٹیری آئے ہوئے تھے ٹیسٹ کی رپورٹ کل ملنی تھی اس لیے وہ اب کل تک انتظار تھا اس کے بعد ہے کچھ کہاں جا سکتا تھا

ابان شاہ باہر لندن کے ڈاکٹروں سے بھی رابطے میں تھا ابرار شاہ کی دونوں ٹانگوں کے اکیسرے وغیرہ ای میل کر چکا تھا اب وہ یہاں سے جواب کا ان تظار تھا سب کو یقین تھا وہ جلد بھی اپنے پاوں پر کھڑا ہو جائے گا حسالہ تو رب سے ہر نماز میں اپنے بابا کی خریت کی دعا کرتی تھی ابھی وہ نماز پڑھ کر دعا مانگ رہی تھی جب باطشہ اس کے کمرے میں آئی ی

وہ دعا مانگ کر اٹھ گی تو باطشہ نچے بلانے آئی ی تھی کیوں کے آج انوشے شاہ

لال حویلی اپنے بچوں کے ساتھ آئی ی تھی

حسالہ نچے ہماری اکلوتی پھوپھو جانی آئی ی اماں سائی یں نے آپ کو نچے بلا یا

وہ اپنا ڈوپٹہ ٹھیک کرتی نچے چل پڑی

: تین ماہ بعد

ابرار شاہ کا علاج ممکل ہو چکا تھا وہ فا ئنل چیک اپ کے لیے ڈاکٹر یوسف کے پاس آئے ہوئے تھے ڈاکٹر نے تفصیلی چیک اپ کرنے کے بعد کچھ ٹیسٹ لکھ کر دیے تھے جن کی رپورٹ ہفتے بعد آنی تھی

شاہ صاحب آپ تو ماشاءاللہ بہت جلدی ریکور کر رہے ہیں مجھے پوری امید ہے آنے والی رپورٹس بھی مثبت آئے گی

ابرار شاہ ڈاکٹر کی بات سن کر مسکا دیتے اور کچھ ضروری ہدایت کے بعد ڈاکٹر سے اجازت لیتے وہ ہوسپٹل سے باہر نکل آتے

آج وہ افروز شاہ کے ساتھ آئے تھے افروز کو کچھ ضروری کام تھا اس لیے وہ ابرار شاہ کو ابان شاہ کے آفس لے کر کے جا رہے تھے ایسی بہنے وہ بھی آفس کا وزٹ کر لیں گے وہ گاڑی پارک کر کے ابرار شاہ کو ساتھ لیا شاہ انڈسٹیری کے داخلی دوازے سے اندر جاتے تو ور کر جو افروز شاہ کو جانتے تھے وہ سلام کرتے

وہ سلام کا جواب دیتے لفٹ کی اور بڑھ جاتے کیوں کے ابان شاہ کا آفس چوتھے فلور پے تھا کچھ دیر بعد وہ آفس کے دروازے کے سامنے کھڑے ہوتے دروزہ نوک کرتے

Yas Coming ..

اندر سے ابان شاہ کی مصروف سے آواز آتی جیسے ہی وہ اندر جاتے ابان شاہ اپنے دونوں چاچو کو ایک ساتھ دیکھ کر اپنی کرسی چھوڑ کر ان کے سامنے آتا اور بولتا

کیا سرپرائی زدیا آ، ج تو میرے دونوں چاچو نے ایک ساتھ یہ سن کر افروز شاہ کا قہقہ گونجتا آفس میں وہ تینوں سامنے رکھے سفید رنگ کے صوفے پر بیٹھ جاتے

ابان شاہ آفس بوائے کو کال کر کے کھانے پینے کا لانے کو بول کر ان کی طرف متوجہ ہوتا

آج خیر تھی آپ دونوں اس ٹائی م افس میں ہاں مجھے تم سے شیر ازی کے ساتھ ڈیل کے مطلق ڈسکس کرنی تھی اور بھائی ی صاحب کو آج چیک اپ کروانا تھا اس لیے ساتھ ہی آگے

اچھاتوڈاکٹرنے کیا کہااب

ڈاکٹرنے توسب صیح بتایااب کچھ ٹیسٹ کروائے ہفتے بعد رپورٹس آئے گی پھر سب کلیر ہو گا::

اتنے میں آفس بوائے کھانے پینے کا ساماں لے کر اندر آتااوران کے سامنے سیٹ کر کے چلا جاتا

پھر وہ کھانے کے ساتھ ساتھ باتیں بھی جاری رکھتے.....

دوسری طرف حویلی کے میکینوں کو دیکھا جائے تو باطشہ کا رزلٹ آچکا تھااس نے سکینڈ پوزیشن لی تھی جب کے عیشاہ پاس ہی ہوئی ی تھی اجکل وہ فارغ ہی تھی دونوں باطشہ تو کھانے پکانے کی نت ن ئی ی ترکیبیں دیکھتی رہتی

تھی اور ٹرائی ی بھی ساتھ ساتھ کرتی تھی اب تو اس کے ہاتھوں میں کافی ذاہقہ بھی آگیا تھا

آج بھی وہ دم بریانی بنا رہی تھی جس کے لیے دوپہر سے کچن میں گھسی ہوئی ی تھی بریانی کے ساتھ کباب اور راہتہ بھی تیار کر رکھا تھا اور کچھ رول بنا کر تلنے کے رکھ چھوڑے تھے سب کام سے فارغ ہو کر اب وہ فریش ہونے آپنے کمرے میں جاتی ہے تا کے پھر خود کھانا سرو کر سکے

سب لوگ ڈائی نگ ڈیبل پر کھانے کا انتظار کر رہے تھے یا یوں سمجھ رہے باطشہ کا انتظار ہو رہا تھا کیوں کے وہ سختی سے منع کر کے گ ئی ی تھی کے کھانا وہی سرو کریں گی کھانے کی خوشبو سے ڈائی نگ ڈیبل پر بیٹھے سبھی افراد کی بھوک چمک پڑھی تھی اس سے پہلے کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا باطشہ کچن سے ڈیشیز لاتی نظر آئی ی ساتھ ملازمہ بھی تھی سارا کھانا رکھنے کے بعد وہ بھی دادا سائیں کی پلیٹ میں کھانا ڈالتی دوسری پلیٹ میں کباب اور رول رکھ کر دادا

سائیں کے پاس رکھتی

لگتا آج کا سارا کھانا ہمارے لاڈلی نے بنایا تبھی خود سرو کر رہی بہرام شاہ بولتے تو باطشہ زور شور سے سر ہاں میں ہلاتی اس کی تیزی دیکھ کر باقی لوگ بھی مسکرا دیتے

کھانے سے فارغ ہو کر سب اپنے اپنے کمروں میں چلے جاتے آرام کرنے اور ..... ملازمہ برتن اٹھا کر کچن میں لے جاتی

حسالہ نے بھی خود کو حویلی کے لوگوں کے مطابق ڈھال لیا تھا اور اب اچھا کھانا پینا اچھا پہناوا کرتی تھی جس سے اس کی خوبصورتی میں اور بھی اضافہ ہو

چکا تھا

دادا جی سے اجازت لے کر اس نے دوبارہ سے کالج جانا شروع کر دیا تھا زاہشہ تو اس کے لیے دل سے خوش تھی کے چلو اس مصوم سی لڑکی کی زندگی میں بھی اچھے دن آئے۔۔

یہ دن بھی باقی دنوں کی طرح عام سا دن تھا جب وہ کالج سے نکل کر باہر ڈرائی یور کا انتظار کر رہی تھی (داداسائی یں نے حسالہ کو کالج پک اینڈ ڈراپ کے لیے اپنے بھروسے مند بندے کو گاڑی دے رکھی تھی)

اس کو کھڑی ہوئی ی کچھ ہی دیر ہوئی ی تھی کے اس کا عین سامنے ایک کالے رنگ کی بڑی سی گاڑی رو کی اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو سامنے وہ بگڑا ہوا ہینڈ سم لڑکا آنکھوں پر چشمہ لگائے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا وہ ایک نظر دیکھ کر رخ موڑ چکی تھی

جبکے دوسری جانب اتنے عرصے بعد اس دشمناں جاں کو اپنے سامنے دیکھ کر امتثال شاہ کی رگ رگ میں ایک سکون سا اترا تا محسوس ہو رہا تھا اتنے دنوں کی بے چینی کی ئی ی دور جا سوئی ی تھی اب بھی وہ یک ٹک بس حسالہ خوف سے آنکھیں بند کر چکی تھی اس کی پیشانی پر پسینے کی بوندیں چمکنے لگ گی

خود سے اتنا خوف زدہ ہوتے دیکھ امتثال شاہ تو حیرت میں گم تھا کہاں لڑکیاں خود چل کر اس کے پاس آتی تھی اور کہاں سے پہلی لڑکی تھی جو اس سے خوف زردہ ہو رہی تھی

اتنے میں حسالہ کو دور سے اپنی گاڑی آتی نظر آئی ی وہ دوڑ کر جلدی سے دروازہ کھول کر گرنے کے انداز میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ جاتی ہے اور پانی کی بوتل نکال کر ایک ہی سانس میں سارا پانی پی جاتی ہے

اور دور کھڑا امتثال شاہ بس دیکھ کر رہے جاتا گاڑی میں بیٹھا ڈرائی یور دیکھ کر

وہ ٹھکٹا

یہ تولال حویلی کا بندہ ہے حسالہ اس کے ساتھ کیا کر رہی

کیا حسالہ لال حویلی رہتی یا بات کچھ اور پتہ تو کرنا پڑے گا

:::::اور سر پر ہاتھ مارتا گاڑی کے اندر بیٹھ کر گاڑی بھگا کر لے جاتا

بہرام شاہ مردان خانے میں بیٹھا ہوتا جب اسرار شاہ آفس سے واپس آتے

اور بہرام شاہ کے پاس جا کر سلام کرتے

بہرام شاہ سلام کا جواب دیتے اور بیٹھنے کا بولتے وہ بیٹھ جاتا پاس رکھی کرسی پر

تو بہرام شاہ بات کا آغازہ کرتے کے ہمیں لگتا اب ہمیں بچوں کی شادی کر

دینی چاھے باطشہ کی پڑھائی ی بھی ممکل ہو چکی ہے اور ابان شاہ بھی خیر سے

پچیس کا ہو گیا ہے تو کیا خیال ہے

جیسے آپکو مناسب لگے باباسائیں پہلے کبھی آپ کے کسی فیصلے سے انکار کیا جو اب ہو گا

تو ٹھیک ہے ابان شاہ سے بات کر کے بتائیں ہمیں باطشہ بیٹی سے ہم خود بات کریں گے جی باباسائیں ٹھیک جاؤ افس سے تھکے ہارے آئے ہو آرام کرو اور اسرار شاہ اٹھ کر اندر بڑھ جاتے

لان میں بیٹھے مسز اسرار اور اسرار شاہ چائے پی رہے ہوتے جب اسرار شاہ بہرام شاہ کی بات حیا بیگم کو بتاتے وہ تو سن کر ہی خوش ہو جاتی کیوں کے انھوں نے تو شروع سے ہی باطشہ کو ابان شاہ کے لیے سوچا ہوا تھا پر وہ ابان سے دس سال چھوٹی تھی اس لیے کبھی بات نہ کر سکی

شاہ سائیں میں بہت خوش ہوں باباسائیں کے فیصلے سے باطشہ گھر کی بچی

ہے اور دیکھنا میرے ابان شاہ کو اپنی شراتوں سے بدل کر رکھ دیں گی

وہ تو سب ٹھیک ہے پر کیا آپ کے سپوت مان جائے گے وہ تو باطشہ سے ویسے بہت چڑ کھاتا

ایسے میں منالوں گی مجھے اپنے بیٹے پر اور اپنی تربیت پر پورا یقین ہے یہ بول کر وہ چائے پینے لگ جاتی.....

ابان شاہ ابھی ابھی حویلی واپس آیا تھا اتے وہ اپنے کمرے میں جا چکا تھا کھانا اج کسی دوست کے ساتھ باہر ہی کھا کر آیا تھا اس لیے اب وہ فریش ہونا کمرے میں جا چکا تھا ابھی وہ نہا کر ٹاول سے بال سوکھتا آئی ینے کے سامنے کھڑا باڈی اسپرے کر رہا تھا جب حیا بیگم کمرے میں آئی ی وہ ماں کو دیکھتے ہی شرٹ

پہن کر ماں کے پاس آتا ہے مام آپ خود کیوں آئی ی مجھے بلا لیا ہوتا کیوں میں اپنے بیٹے کے کمرے میں نہی آسکتی کیا میرا وہ مطلب نہی تھا مام جانتی ہوں اچھا بتائی یں ایسی کیا بات ہے جس کے لیے آپ کو خود چل کر میرے پاس آنا ہوا

بات یہ ہے کے ہم اپنے بیٹے کے لیے چاند جیسی دلہن لانے کا سوچ رہے ابان شاہ جو بڑی توجہ سے بات سن رہا ہوتا اخر میں بدمزا ہو جاتا

مام مجھے شادی نہی کرنی اور کیوں نہی کرنی وجہ بھی بتادیں بس مجھے ابھی شادی نہی کرنی بس کریں شاہ ابھی بھی کوئی ی کسر ہے خیر سے پچیس کے ہو گے ہیں آپ اور بابا سائی یں کا ہی فیصلہ ہے یہ وہ چاہتے ہیں کے آپ کی اور باطشہ بیٹی کی شادی کر دی جائے۔۔

باطشہ کے نام پر وہ اچھل ہی پڑتا کیا کہا مام وہ باطشہ نونیور میں اس بتمیز لڑکی سے کبھی شادی نہی کروں گا

بات کرنے کی تمیز نہی اس لڑکی میں بس کریں شاہ کسے اس بچی کے بارے
بول رہے ہیں آپ کیا یہ تربیت کی میں نے آپکی وہ چپ کر کے سنتا رہتا

مام میں باطشہ سے شادی نہی کرنی مت بھولوں شاہ یہ بابا سائیں کا فیصلہ ہے
جس میں انکار کی کوئی ی گنجاش نہی اور دوسری بات میں اور آپ کے بابا
سائیں بھی یہ ہی چاھتے ہیں
وہ یہ بول کر کمرے سے نکل جاتی پیچھے وہ غصے سے ڈیبل کو لات مار کر
آئی ینے کے سامنے کھڑا ہو جاتا اور غصے سے آنکھیں میچ کر کھولتا پر غصہ کم
نہی ہوتا وہ آئی ینے کے سامنے پڑی ساری چیزیں ہاتھ مار کر نیچے فرش پر گرا
:::::: دیتا جس سے کنچ بکھر کر پورے فرش پر پھیل جاتا

امتثال شاہ گھر واپس آتا ہے تو اس کے ذہن میں یہ ہی بات چل رہی ہوتی وہ لڑکی جو ہولیے سے مڈل کلاس کی لگتی تھی وہ ایسے برینڈڈ کپڑے پہنے اتنی بڑی گاڑی میں آتی جاتی ایسا بھی کیا بدلاو آیا ہے کہ ئی ی اس لڑکی کی شادی تو نہی ہو گی

نہی نہی اتنی جلدی شادی کیسے میں بھی پتہ نہی کیا کیا سوچ رہا وہ کمرے میں جہاں وہاں چکر کاٹ رہا تھا اگر کوئی ی لڑکی اسے ایسے دیکھ لیتی تو حسالہ کی خوشقسمتی پر ناز کرتی

ایسے خیال آتا وہ عیشاہ کے روم کے اور بڑھ جاتا روم نوک کر کے وہ اندر جاتا تو عیشاہ چہرے پر بلیک ماکس لگائے بیٹھی ہوتی

اب وہ ماکس ایسے تھا کے ایسے لگائے بولنا نہی ہوتا ورنہ سیکن ڈھیلی پڑ جاتی اور

لڑکیاں اتنا رسک کیوں لیں اس لیے جب وہ اس سے پوچھتا کے لال حویلی میں کیا کوئی ی تاشی کے علاوہ بھی لڑکی ہے تو عیشاہ چپ رہتی ہے وہ پھر پوچھتا پر وہ اشاروں میں بتاتی حسالہ کے بارے پر امتثال کو اشارے کی سمج نہی آتی وہ غصے سے عیشاہ کا ماکس کھنچتا جس سے اس کی چیخیں نکلنے لگ جاتی کیوں کے ماکس جگہ جگہ سے اتر چکا تھا اور چہرہ عجیب ہی نظر آرہا تھا ک ئی ی سے کالا تو ک ئی ی سے گورا جیسے دیکھ عیشاہ تو رونے والی ہوئی ی ہوتی اور امتثال تو قہقے لگا لگا کر ہنس رہا تھا

پوری کی پوری چڑیل لگ رہی ہو ایسے لگتا کوئی ی بمب پھوڑ گیا عیشو کے چہرے پر

بھائئئئئئئئی وہ دانت پیستی بولتی اور واشرام چلی جاتی پیچھے وہ عیشاہ کی رونی صورت یاد کرتا ہنس رہا ہوتا

:::::::

رات کو سب بڑے بہرام شاہ کے کمرے میں موجود تھے بہرام شاہ نے سب کو ضروری بات کرنے کے لیے بولایا تھا ابان شاہ بھی کچھ دیر پہلے حویلی لوٹے تھے

جی بابا سائیں سب خریت تھی جو یوں سب کو ایک ساتھ اکھٹا کیا

ہم نے ابان شاہ کی شادی کے مطلق بات کرنے کے لیے سب کو اکھٹا کیا ابان شاہ جو غور سے بات سن رہے تھے شادی کی بات سن کر چونک گیا

ہم نے فیصلہ کیا ہے کے ہم ابان شاہ کی شادی اپنی لاڈلی پوتی باطشہ سے کر دی جائے جہاں سب اس فیصلے سے خوش تھے وہی ابان شاہ غصہ پیتے اٹھ کھڑے ہوئے اور بولیں سوری دادا جی پر میں باطشہ میں کوئی دلچسپی نہی ہے نہ میں اس سے شادی کرنے کا سوچا کبھی

میں نے آپ سے آپ کی رائے نہی پوچھی اپنا فیصلہ سنایا ہے بہرام شاہ غصے سے بولتے::

میں جب ایک بار منع کر دیا مجھے آپ کی پوتی سے شادی نہی کرنی تو دادا جان
بار بار کیوں ایک رٹ لگا رکھی
اور کیوں نہی شادی کرنی ہمیں وجہ بتائے بر خوداراس کی اور میری عمر میں
بہت فرق ہے

اور اس سے کیا مجھے کسی سے شادی کرنی ہی نہی ھے وہ اپنی آئی زل آنکھیں جو
غصے اور برادشت سے سرخ ہو چکی تھی باطشہ پر ڈال کر اپنے کمرے میں چلا گیا

پچھے دادا مٹھیاں بھنچ کر رہے گیا بہو سمجالو اپنے لاڈلے کو اس کی شادی ہو گی تو
باطشہ سے اور میں بھی دیکھتا میرے فصیلے سے کیسے پیچھے ہٹتا ہے کسی کی آج
تک ہمیت نہی ہوئی ی

سید بہرام شاہ کو انکار کرنے کی ہمارے لاڈ پیار نے ایسے سر پر چڑھار کھا ہے ابا جی غصہ نھی کریں میں بات کرتی مجھے یقین وہ اپنی ماں کی بات سے انکار نہی کریں گا

مجھے امید ہے بہو ایسا ہی ہونا چاھے

وہ کمرے میں جا کر ہر چیز اٹھا اٹھا کر پھنک رہا تھا غصہ تھا کے کم ہی نہی ہو رہا تھا

بہت شوق ہے نہ اس باطشہ کو میرے پلے بندھنے کا ٹھیک ہے دادا جان اس کی عقل تو میں ٹھکانے لگاؤ گا سارے فساد کی جڑ یہ لڑکی ہے وہ خود سے باتیں کرتا کوئی ی جنونی ہی لگ رہا تھا...

امتثال شاہ آج لال حویلی آیا ہوا تھا ویسے تو وہ کبھی کبھار ہی یہاں آتا تھا پر اس نے جس بندے کو حسالہ کی نگرانی کے لیے رکھا تھا اس نے کل فون پر جو اطلاع دی تھی بس وہ ہی کنفرم کرنے کے لیے حویلی آیا تھا

ابھی وہ مردان خانے میں اپنے نانا بہرام شاہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا بظاہر تو وہ بہرام شاہ سے بات کر رہا تھا پر اس کی دل مچل رہا تھا حویلی کے اندر جانے کے لیے اخر کچھ دیر بعد وہ اٹھ کر اندر چلا گیا

جہاں اس کا سامنا اسی دشمن جاں سے ہوا جس نے اس کے دل کی دنیا طیش نہش کر رکھی تھی وہ سڑھیوں سے اتراتی ساتھ اپنا ڈوپٹہ سیٹ کرتی ہوئی ی چلی آ رہی تھی

ایسے دیکھتے امتثال شاہ بے خودی میں اگے بڑھ کر اس کے سامنے جا کھڑا ہوتا ہ جو اپنے دھیان چلی آ رہی تھی کے اچانک سے پاوں پھسلتا اور اس سے پہلے

زمین بوس ہوتی کسی نے جلدی سے اگے بڑھ کر بانہوں سے تھام لیا

وہ نظر اٹھا کر دیکھتی تو سامنے کھڑے امتثال شاہ کو دیکھ کر خوف سے کپکپانے لگ جاتی اور بولتی تم یہاں بھی پہنچ گے کتنے ڈھیٹ انساں ہو آپ وہ بنا جواب دے اگے بڑھ جاتا سامنے سے حیا بیگم آتی نظر آتی وہ مسکرا کر ملتی اور پوچھتی

اج کیسے آنا ہوا امتثال شاہ کو سب خریت تو ہے نہ

جی جی سب خریت

ممانی یہ لڑکی کون ہے پہلے تو کبھی نہی دیکھی کیا مہمان آئی ی ہے

ارے نہی بیٹا یہ حسالہ ہے ابرار بھائی ی کی بیٹی یہ لوگ حویلی واپس آگے ہیں

اچھا اچھا چلیں ٹھیک پھر میں بھی ابرار ماموں سے مل کر آتا کہاں ہیں ماموں

اوپر تیسرے روم میں

:::اور وہ ماموں سے ملنے اوپر سڑھیاں چڑھ جاتا

حسالہ جو اپنے بابا کے لیے سوپ بنانے کے لیے نچے آئی ی تھی اپنے سامنے
اس خوبصورت شہزادے کو دیکھ کر گھبرا گی تھی ایسے تو یہی لگ رہا تھا وہ اس
کے پیچھا صرف باہر کی حد تک کرتا ہے پر وہ تو حویلی بھی پہنچ چکا تھا
لکین ایک چیز ہر بڑی میں حسالہ نے بھی نوٹ نہی کی تھی خود میں کے وہ ہمشہ
کی طرح آج اس خوبصورت شہزادے سے ڈری نہی تھی بس تھوڑی
گھبرائی ی تھی

وہ سوپ بنا کر ٹرے میں رکھ کر دوبارہ کمرے میں آئی ی تو دیکھا امتثال شاہ
سامنے اس کے بابا کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھا تھا جو ایسے آج کچھ زیادہ ہی
شریف بنا نظر آرہا تھا (پر وہ یہ نہی جانتی تھی یہ تو حویلی والوں کے سامنے اس
کا روپ ہے باہر تو وہ اپنی مرضی کا خود مالک)
آؤ بیٹی ان سے ملی ہو (ان سے تو کافی بار سڑک پر مل چکی وہ دانت پیستی بولی
) کچھ کیا آپ نے امتثال جو اس کی گوہر افشائی ی سن چکا تھا بولا تو وہ جلدی

سے سیدھی ہوتی پہلو بدل گی

نہی بابا میں تو پہلی بار دیکھا ان کو حسالہ کے سفید جھوٹ پر امتثال شاہ بس دیکھ کر رہے گیا

بیٹا یہ آپ کی انوشے پھوپھو کے بیٹے امتثال شاہ ہیں

اور امتثال بیٹے یہ میری لاڈلی میری جان میری پیاری بیٹی حسالہ ہے ابرار شاہ دونوں کا تعارف کرواتا

بابا آپ باقی باتیں بعد میں کرنا پہلے سوپ پی لیں ٹھنڈا ہو جائے گا چلیں جلدی کریں منہ کھولیں وہ چمچ ابرار شاہ کے منہ کے قریب لاتے ہوئے بولتی

امتثال شاہ تو باپ بیٹی کا پیار دیکھ رہا تھا جب نچے سے ملازمہ کھانے کے لیے بلانے آئی ی تھی

احھاماموں سائی یں مجھے اجازت دیں اب تو معلاقات ہوتی رہے گی وہ حسالہ کو دیکھ کر بولتا اور کمرے سے نکل جاتا

ابان شاہ کمرے میں بیٹھا لیب ٹوپ پر کچھ ضروری ای میل چیک کر رہا تھا
جب اس کی ماں کمرا نوک کرتی اندر آئی ی

ارے مام آپ جی بیٹا جی میں نے سوچا ہمارا بیٹا ناراض ہے

خود جا کر بات کرتی میں نہی مام بھلا میں کیوں ناراض ہونے لگا آپ سے وہ
مسکرا کر ہاں میں سر ہلاتی اور بیڈ پر جا کر بیٹھ جاتی ابان شاہ بھی لیب ٹوپ چھوڑ
جا کر ماں کی گود میں سر رکھ کر لیٹ جاتا اور آنکھیں بند کر لیتا

حیا بیگم پیار سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگ جاتی اور بات کا آغاز
کرتی

ابان شاہ آپ کو پتہ جب آپ اس دنیا میں آئے تھے تو بابا سائی یں نے پورے

گاوں کواور آس پاس کے سبھی گاوں کے لوگوں کی دعوت کی تھی کیوں کے
ان کی حویلی کا چراغ اس دنیا میں آیا تھا
جب آپ تھوڑے بڑے ہوئے تو وہ آپکو اپنے کندھوں پر بیٹھا کر پوری حویلی
کا چکر لگواتے تھے
آپ کے بعد اس حویلی میں کسی بچے کی قلقاریاں نہی گونجی تھی آپ کی ہر
خواہش پوری کی
پھر کچھ سالوں بعد باطشہ بیٹی کی پیدائی ش ہوئی ی تو بابا سائی یں پھر بھی آپ
کے لیے اپنا پیار کم نہی کیا باطشہ کے اندر سب کی جان ہے ایک بیٹی کی ناطے
مجھے وہ بہت عریز ہے
مجھے نہی پتہ آپکو باطشہ کیوں پسند نہی پر مجھے یقین ہے وہ آپکی زندگی کی بہترین
ساتھی ثابت ہو گی

ان سب باتوں کا مقصد یہ ہے کے آپ نے جیسے آج بابا سائی یں سے بتمیزی

سے بات کی مجھے اچھا نہی لگا باطشہ بیٹی ہم سب کی پسند ہے
اگے آپکی مرضی جو فیصلہ آپ کا ہوا ہم مان لیں گے پر بیٹا ایک بار غور کرنا
ضرور میری باتوں پر اتنا کہے کر وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گ ئ ی پیچھے
....ابان شاہ کو فیصلہ کرنے میں چند منٹ ہی لگے تھے

ابان شاہ نے شادی کے لیے ہاں کے دی تھی سب بہت خوش تھے اور
مطمین بھی کیوں کے سب کو لگتا تھا ابان جیسے اکڑ مزاج کا ہے باطشہ اتنی ہی
نٹ کھٹ سی ہے دونوں کی جوڑی مست رہے گی
اب باطشہ سے بھی پوچھنا رے گیا تھا وہ کام دادا جی نے خود سر انجام دینا تھا
ایسی لیے اس نے باطشہ کو اپنے کمرے میں بلوایا تھا

جی دادا سائی یں آپ نے بولایا

ہاں جی یہاں بیٹھوں میرے پاس باطشہ دادا سائیں کے پاس بیڈ پر ٹک کر بیٹھ گی تھی

اور بہرام شاہ بولے اگر ہم اپنے بیٹی سے کچھ مانگیں کے تو انکار تو نہی کریں گی آپ

کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ دادا سائیں میری جان بھی آپ پر قربان آپ حکم تو کریں

دادا سائیں مسکرا دیتے اور بولتے ہمیں اپنی لاڈلی سے یہی امید تھی

ہم سب بڑوں نے مل کر فیصلہ کیا ہے کے آپ کی شادی ابان شاہ سے کی جائے گی

آپ کو اس فیصلے سے اگر انکار ہو تو بنا ڈرے بول سکتی آپ ہمیں آپ کی خوشی بہی عزیز ہے

باطشہ تو اپنے نام کے ساتھ ابان کے جوڑا نام سن کر شوک ہو جاتی بھلا کبھی یوں بھی آسانی سے محبت ملتی

ہاں بن مانگے محبت مل رہی تھی باطشہ افروز شاہ کو
بھلا وہ کیوں ناشکری کرتی

جی داداسائی یں جیسے آپ کی مرضی مجھے کوئی ی اعتراض نہی وہ سر جھکا جاتی جیتی رہو میری بچی سدا سلامت رہو وہ اس کے سر پر پیار دیتے اور وہ اجازت لیتی اپنے کمرے میں چلی جاتی ہے

ڈھڑکتے دل کے ساتھ وہ کمرے میں آتی ہے اور بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹ جاتی خوشی تو اس کے انگ انگ سے جھلک رہی ہوتی وہ جس کے خواب جوانی کی دہلیز پر پاوں رکھتے دیکھتے آرہی وہ یوں اچانک پورے ہوتے ہیں کبھی سوچا نہی تھا

وہ یونانی شہزداہ اس کا ہے

وہ تو ابان شاہ کو سوچ سوچ کر شرما رہی تھی

اس نے جلدی سے وضو بنایا اور شکرانے کے نفل ادا کیے بھلا وہ اس خوش میں اس رب کو کیسے بھول سکتی جس نے اس کی زندگی کی خوشیاں بغیر کسی رکاوٹ کے اس کی جھولی میں ڈال دی تھی

اب وہ اپنی خوشی عیشاہ سے بیاں کرنے لگی تھی اپنا فون اٹھایا اور جھٹ عیشاہ کو کال ملادی.....

حسالہ ابھی ابھی نہا کر نیچے آئی ی تھی اس نے آج یلو کلر کی فراک اور سیفد پاجامہ پہن رکھا تھا میچنگ ڈوپٹہ لیا وہ بہت پیاری لگ رہی تھی وہ کچن میں آئی ی تو حیا بیگم سبزیاں کاٹ رہی تھی

لائی یں تائی ی جی میں کاٹ دیتی آپ کمرے میں جائے آرام کرلیں صبح سے لگی تھک گی ہو گی آپ ارے نہی بیٹی یہ کون سا کام ہے میں کرلوں گی آپ اپنی پڑھائی ی پر دھیان دو کام تو ہوتے رہے گے

وہ واپس جانے کو مڑنے لگی تو تائی ی کی آواز سن کر پلٹی

ایسے کیا دیکھ رہی جاو یہ جوس امتثال بیٹے کو دیں کر آو میں دینا بھول گی وہ لاونج میں بیٹھا ہے

چار و ناچار حسالہ نے جوس والا گلاس ٹرے میں رکھا اور دینے چل پڑھی

نجانے کیوں امتثال شاہ کے سامنے جاتے دل الگ ہی ساز بجانا شروع ہو جاتا تھا یہ احساس سمجھ سے باہر تھا ابھی بھی وہ مرے مرے قدم لیے لاونج میں آتی اور امتثال شاہ کے سامنے ڈیبل پر جوس رکھ کر پلٹنے لگتی جب وہ اس کی کلائی ی تھام لیتا اور اٹھ کر اس کے سامنے آکر کھڑا ہوتا اور نظریں حسالہ کے چہرے پر ٹکا دیتا وہ کنفوز سی نچلا ہونٹ چباتی پاوں کو گھور رہی ہوتی

امتثال شاہ اس کی ایک ایک حرکت کا باریک بنی سے جائزہ لیتا اور بولتا تم
واحد لڑکی ہو جو امتثال شاہ کے دل کی سلطنت پر راج کرنے لگ گی ہو جب
سے تمھیں دیکھا دل کی دنیا رنگین ہوتی چلی جا رہی ہے

بہت لڑکیاں دیکھی پر پر تمھاری جیسی مصومیات کسی میں نہی تھی مجھے نہی
پتہ محبت کیسے کہتے ہیں پر یہ دل تمھاری چاہ لیے پھیرتا ہے۔۔۔
حسالہ تو پتھر کی مورت بنی سب سن رہی ہوتی اور ایک نظر اٹھا کر ایسے
دیکھتی جہاں دل کہتا وہ سچ بول رہا ایمان لے آو اس کی بات پر وہ پھر نظریں
جھکا جاتی اور ہاتھ چھوڑا کر بھاگ جاتی
::: پیچھے وہ ایسی راہ کو دیکھتا رہے جاتا جس راستے وہ جاتی ہے

باطشہ کے ہاں ہوتے ہی دوسرے دن بہرام شاہ نے نکاح کی ڈیٹ فکس کر

دی تھی نکاح چار دن بعد جمعے کو طے پایا گیا جب کے رخصتی دو ماہ بعد کی تھی
(علاج کے سلسلے میں جانا تھا US کیوں کے ابان شاہ کو ابرار شاہ کے ساتھ)

گھر کی عورتوں کو نکاح کی تیاری کرنے کا حکم دیا گیا تھا
ابان شاہ کو تو کوئی دلچسپی نہ تھی پر باطشہ اپنے سارے ارمان پورے کرنا
چاہتی تھی عیشا بھی لال حویلی پہنچ چکی تھی آخر اس کی اکلوتی دوست پلس
کزن کا نکاح تھی کوئی چھوٹی بات تو نہی تھی
ابھی بھی وہ دونوں روم میں بیٹھی اس موضوع پر بات کر رہی تھی عیشا ایسے
ابان کے حوالے سے چھیڑ رہی تھی جبکے باطشہ بس گھور کر ہی رہے جاتی پر وہ
عیشاہ ہی کیا جو بعض آتی اتنے میں حسالہ جو کالج سے ابھی واپس آئی تھی وہ
باطشہ کا روم نوک کرتی
تو وہ دونوں سیدھی ہو کر بیٹھی جاتی حسالہ اندر آ کر ان کے پاس بیڈ کی دوسری
سائی یڈ پر ٹک جاتی عیشاہ آپی آپ اور میں سیم ڈریسنگ کریں

عیشا کو بلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا ٹھیک ھے چندہ اس بار ہم دونوں ایک جیسے کپڑے جوتے پہنے گے اتنی سی بات پر حسالہ خوش ہو جاتی

ارے واہ نکاح ہمارا ہو رہا اور کپڑوں جوتوں کی فکر تم دونوں کو ہو رہی کچھ شرم ہے کے دونوں نے بیچ کھائی ی اور منصوئی ی غصہ کرتی دونوں پر چڑھ دوڑتی

ارے ارے میلا بچہ ناراض ہو گیا

بھئی ی مانا نکاح آپ کا ہو رہا پر وہ کیا ہے نہ کے تھماری سیٹ تو بک ہو گی ہم دونوں بچاری سنگل رہے گی تو ہم بن سنور کر محفل میں جائیں گی تو ہمارے بارے بھی کوئی ی سوچے گا

کیا پتہ ہمیں بھی ہمارے ہیرو مل جائے عیشاہ کی باتیں سن کر جہاں حسالہ شرم سے سر جھکا گی تھی وہی باطشہ تو اس کی اتنی دور کی سوچ پر حیران تھی اور منہ کھولے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عیشاہ کو دیکھ رہی تھی جب عیشاہ نے اگے بڑھ

کراس کا منہ بند کیا

اور وہ ہوش میں آتے ہاتھ میں کشن پکڑے عیشاہ کو مارنا چاہ وہ جلدی سے دروازہ کھول کر باہر بھاگی اب سین یہ تھا آگے آگے عیشاہ اور پیچھے ایک ہاتھ میں کشن پکڑے باطشہ تھی

ابھی وہ ایک دوسرے کو پکڑ پکڑائی ی میں بزی تھی کے باطشہ ایک دم کسی سے ٹکرا جاتی

.....

سات ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا پر حنا سے ملک شہریار نے شادی نہی کی تھی وہ ایسے صرف اپنی وقعت گزاری کے لیے استعمال کرتا تھا اب تو ایسے بھی ایسے رہنے میں مسلہ نہی تھا اس کی ہر ضرورت پوری ہو رہی تھی ملک شہریار نے

ایسے الگ فلیٹ میں رکھا ہوا تھا

اجکل وہ بڑی بڑی پارٹیوں میں ایک ساتھ جاتے تھے جہاں ایسے سب حواس بھری نظروں سے دیکھتے تھے اس کے حسن کی تعریف کرتے تھے

آج بھی ہوا ایک بہت بڑی پارٹی میں انوئی ٹ تھے حنا نے لال رنگ کی باریک ریشمی ساڑھی پہن رکھی تھی جس کا بلاوز نہایت تنگ اور چھوٹا سا تھا جس سے اس کا سارا جسم صاف نظر آرہا تھا پیٹ بھی ننگا ہی تھا بال کھولے چھوڑے پنسل ہیل پہنے وہ میک اپ سے سجی سب پر بجلیاں گراتی ملک شہریار کی بانہوں میں بانہیں ڈالتی ریڈ کارپیٹ پر دھیرے دھیرے چلتی آ رہی تھی

آپ لوگوں نے پڑھا تو ہو گا حرام میں لذت بہت ہوتی لوگ حرام کاموں میں اس قدر ڈوب چکے ہیں کے اللہ کو بھول چکے ہیں

اسلام میں عورت کو پردے کا حکم اس کو قید کرنے کے لیے نہیں بلکہ حوس پرستوں کی نظروں سے محفوظ رہنے کے لیے دیا گیا ہے_!! کچھ لوگ کہتے دل کا صاف ہونا ضروری ہے پردہ کرنے کی کیا ضرورت دل آپ کا صاف ہو گا غیر مرد کا تو نہی

عورت خود اپنا آپ جب غیر مرد کے سامنے ظاہر کریں گے تو مرد تو بہکے گا ہی

ابھی حنا بھی تو وہی کام کر رہی تھی جب ایسے بہودہ لباس پہن کر خود کو ٹرے میں سجا کر پیش کرو گی تو کون نہی ٹرے کو تھمانا چاھے گا::::

امتثال شاہ کے جانے کے بعد حسالہ اپنے روم میں آتی اور پھوٹ پھوٹ کر

رونے لگتی ہے

عورت مرد کو ایک نظر میں پہچان جاتی ہے وہ اس کی عزت کا لٹیرہ ہے یا محافظ اور یہی حال حسالہ کا بھی تھا ایسے ہمشہ کی طرح اس بار امتثال شاہ فلرٹی نہی لگا بلکے اس کا نکلا ایک ایک لفظ اس کی محبت کی گواہی دے رہیں تھے

پر محبت کا انجام وہ اپنی ماں اور باپ کی صورت میں دیکھ چکی تھی اس کا دل کچھ اور کہے رہا تھا اور دماغ کچھ اور

وہ مسلسل امتثال شاہ کی باتوں کو سوچی جا رہی تھی ہاں اس کے دل سے خوف نکل چکا تھا جو پہلے امتثال شاہ کو دیکھتے اس کے اندر بڑھ جاتا تھا شاہد وہ جان چکی تھی کے وہ اس کا اپنا ہی ہے یا شاہد اس کے دل میں بھی امتثال شاہ بس رہا تھا پر وہ پہچان نہی پاہ رہی تھی

وہ سب چھوڑ وضو بنانے واشروم جاتی اور پھر عصر کی نماز ادا کر کے اللہ کے حضور دعا کے لیے ہاتھ بلند کرتی اور بولتی

اے اللہ تُوں تو سب کے دلوں کا حال جانتا یہ کسی مشکل میں پھنس گی جس کی مجھے سمج نہی آ رہی کیسے نکلوں

اے اللہ بچپن سے پہلے ماں کے پیار کو ترسی ہوں میری زندگی میں میرے باپ کے علاوہ کوئی ی نہی تھا پھر میرا خاندان ملا جھنوں نے کھلے دل سے اپنایا مجھے کبھی میرے ماضی کے بارے بات نہی کی اب امتثال شاہ میری زندگی میں آیا ہے

اللہ جو میرے حق میں بہتر ہے اس پر کن فرما میرے مولا یہ بندی تیرے دربار پر اپنی عرضی لے کر آئی ی ہے وہ تھوڑی دیر اور دعا مانگ کر مصلہ اٹھا کر سائی یڈ پر رکھتی اور بیڈ پر لیٹ جاتی اب وہ خود کو پر سکون محسوس کر رہی تھی

اور کچھ دیر بعد ہے وہ نیند کی وادیوں میں کھو چکی تھی

آج وہ سب نکاح کی تیاری کے لیے شاپنگ کرنے شہر آئی یں تھیں سب افروز شاہ ان کو مال کے سامنے اتار کر گاڑی واپس آفس کی طرف لے گیا تھا وہ سب اپنی اپنی پسند کی شاپنگ کر رہی تھی پر باطشہ کو نکاح پر پہنے کو کچھ بھی پسند نہی آرہا تھا جب کے حسالہ اور عیشاہ نے سیم ڈرس لے لیے تھے امینہ اور حیا بیگم بھی اپنے کپڑے پسند کر چکی تھی جب کے جس کو زیادہ ضرورت تھی ایسے کچھ پسند نہی آرہا تھا

ایک دوکان سے دوسری دوکان پر جارہی تھی پر ڈریس پسند نہی آرہا تھا

ابھی وہ جس دوکان کے اندر داخل ہوئی یں تھیں وہاں اعلی سے اعلی کپڑوں کی ورائی ٹی تھی وہ باطشہ ایک ایک سوٹ دیکھتی پھر اگے گزر جاتی

اچانک ہی ایسے ایک ڈریس نظر آتا وہ جلدی سے اس کے پاس جاتی اور نکال

کر دیکھنے لگ جاتی وہ سفید کلر کی خوبصورتی مکیسی تھی جس کے بازوں پر
گولڈن کام ہوا تھا یونیک سٹائی ل سے بناڈوپٹہ جس کی کناری پر گولڈن کلر کی
نگیوں والی پٹی بنی ہوئی ی تھی آخر کار باطشہ کو پسند آگیا تھا وہ پیک کروا کر اب
سب مچینگ جوتے اور جیولری پسند کرنے کے لیے نکل چکی تھی
رات گے ان کی واپسی ہوئی ی سب تیاری کے ساتھ کھانا ہوٹل میں ہے کھا
چکی تھیں سب اس لیے لڑکیاں تو آتی ہے سونے چا چکی تھی جب کے حیا بیگم
اور امینہ بیگم ساری کی گ ئی ی شاپنگ کے بیگ جو ملازمہ اندر رکھ کر جا چکی
تھی اور کا دوبارہ جائی زہ لینے لگ چکی تھی کے ک ئی ی کچھ رہ تو نہی گیا پر
ٹائی م پر کچھ ملنا بھی نہی

ابان شاہ اس شادی سے خوش نہی تھا کیوں کے ایسے لگتا تھا کے باطشہ اس کی
ہمسفر بہلے کے لاحق نہی ہے اس میں ابھی بھی بارہ سالہ بچی موجود ہے جو
شادی جیسا رشتہ نبھا نہی سکے گی پر ایسے یہ شادی کرنی پڑ رہی تھی اپنے دادا

سائیں کی خوشی کے لیے پرابان شاہ نے بھی سوچ رکھا تھا کے وہ باطشہ کو بیوی کے روپ میں کبھی قبول نہی کریں گا پر وہ نہی جانتا تھا وہ اپنے ہی فیصلے ..... سے بہت جلد مکرنے والا ہے

آج ابرار شاہ کی سب میڈکل رپورٹس آچکی تھی جیسے لینے افروز شاہ لینے ہسپتال آیا ہوا تھا اور اب ڈاکٹر جو کب سے ساری رپورٹس پڑھ رہا تھا وہ افروز شاہ سے بولتا

شاہ صاحب مبارک ہو سب رپورٹس کلیر ہے اب کیونکہ کے علاج بیماری کے شروع میں ہے جاری کر دیا گیا تھا اس لیے اس پر جلدی قابو پا لیا گیا اور اس سے بھی ضروری چیز وہ یہ تھی کے ابرار شاہ نے خود بھی بیماری سے چھٹکارہ پانے کی دلی کوشش کی اب نتجہ آپ کے سامنے میں کچھ دوائی یاں

لکھ دیتا ہوا بھی کچھ عرصہ وہ لازمی کھانی ان شاءاللہ پھر ان کی بھی ضرورت نہی پڑے گی

شکریہ ڈاکٹر صاحب اب مجھے اجازت دیں یہ بول کر افروز شاہ ہسپتال سے نکل کر گاڑی میں بیٹھ کر گاوں حویلی کو نکل پڑے

گھر آکر جیسے ہی خبر سب کو سنائی ی سب بہت خوش تھے اور اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے سب سے زیادہ خوش تو حسالہ تھی

وہ تو خوشی سے رونے ہی لگ جاتی جیسے ابرار شاہ اپنے سینے سے لگا کر چپ کرواتے اور بولتے رونا نہی گڑیا اللہ کا شکر ادا کرو جس نے مجھے ن ئی ی زندگی دی

بشک بابا میں شکرانے کے نفل بھی پڑھ کر آتی ابرار شاہ ہاں میں سر ہلاتے اور حسالہ نفل پڑھنے اوپر کمرے میں چلی جاتی اور باقی بڑے سب آپس میں

باتیں کرنے لگ جاتے

وہاں باطشہ اور عیشاہ اپنی ساری چیزیں بیڈ پر پھیلا کر بیٹھی تھی کے ک ئ ی
کچھ لانے والا رہتا تو نہی اور ایک ایک چیز مچینگ کر رہی تھی
ایک تو لڑکیوں کا وہم پتہ نہی کیوں نہی جاتا خود ہی سب چیزیں پسند کر کے
...لے آتیں مگر گھر آکر دوبارہ سب چیزیں نکال کر دیکھنی ضرور ہوتی ہے

امتثال شاہ آج اپنے دوستوں کے ساتھ اپنے فام ہاوس پر بیٹھا تھا جب اس کا
دوست بولا یار یہ شاہ جی اجکل پتہ نہی کہاں مصروف رہتا کافی دن سے
کوئ ی پارٹی نہی کی اور نہ ہی کوئ ی شراب وشباب کا انتظام کیا سب خیر تو
ہے ک ئ ی اچھے بننے کا بھوت تو سوار نہی ہو گیا

امتثال شاہ اس کی بات سن کر بولتا کے بس یار دل بھر گیا ان لڑکیوں سے

تیرے بھائی ی کا یہ میک اپ کی دوکانوں پر اب دل نہی مچلتا

ارے ارے ک ئی ی کوئی ی محبت و حبت کا چکر تو نہی سب ایسے چھیڑنے

لگ جاتے وہ بس مسکراتا رہتا پر کوئی ی جواب نہی دیتا کیوں کے وہ حسالہ کو

اپنے آوارہ دوستوں کے ساتھ ڈسکس کرنے کا کوئی ی ارادہ نہی رکھتا کیوں

کے اس نے سوچ لیا تھا حسالہ کو تو اپنی زندگی میں لا کر ہی رہے گا

اس کے لیے وہ جانتا تھا ایسے پہلے خود کو ثابت کرنا ہو گا کے وہ حسالہ کے لیے

بہترین ہے وہ جانتا تھا بہرام شاہ بشک اس کے بھی نانا سائی یں ہیں پر وہ ایسے

اپنی پوتی کا ہاتھ اس کو نہی تھمادیں گا اس لیے اب وہ اپنے باپ کے ساتھ آفس

جانے کا سوچ رہا تھا کبھی کبھی وہ خود پر بڑا حیران ہوتا تھا اک لڑکی کی خاطر اس

نے خود کو کتنا بدل لیا تھا وہ امتثال شاہ جو لڑکیوں کو ٹشو پیپر سجتا تھا وہ سمجتا تھا

لڑکی تو پیر کی جوتی ہوتی جب چاوں بدل لو

پر ایک معولی سے لڑکی کی محبت نے ایسے بدل دیا تھا

نہی وہ لڑکی معولی تو ہر گز نہی ہو سکتی وہ لڑکی جس کی وجہ سے شاہ ایک اچھا انسان بن رہا تھا بھلا وہ کیسے معولی ہو سکتی وہ تو خاص ہے سراپا محبت امتثال شاہ کی حسالہ

:::::

❦ باطشہ اینڈ ابان شاہ نکاح اسپشل قسط ☺

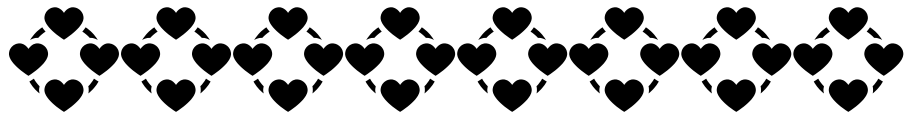

آج کا دن لال حویلی میں رہنے والے میکنوں کے لیے خوشیوں بھرا دن تھا کیوں کے آج حویلی کے اکلوتے چشم وچراغ کا نکاح تھا حویلی کو سجانے کی خاطر ملازموں کی فوج صبح سے یہاں وہاں چکر کاٹ رہی تھی اور اب شام ہونے کو آئی ی تھی اور حویلی کی سجاوٹ بھی ممکل ہو چکی تھی اور نکاح کا

انتظام بھی اچھے سے ہو چکا تھا

حویلی میں سب اپنی اپنی تیاریوں میں بزی تھے لڑکیاں سب ایک کمرے میں تیار ہو رہی تھی اور ابان شاہ اپنے کمرے میں صبح سے تھا ایسے جیسے باہر کیا ہو رہا کیوں ہو رہا اس سے مطلب نہی تھا

وہ ابھی بھی کرسی پر بیٹھا سامنے رکھے لیب ٹوپ پر پر کچھ لکھنے میں مگن تھا

جب اس کے کمرے کا نوک بجا

آجائی یں

اور تابش حسین دانتوں کی نمائی ش کرتا اندر داخل ہوا

ارے ارے یہ میں کسی غلط جگہ تو نہی آگیا

اور تجھے کیوں ایسا لگا اس کی بات سن کر ابان شاہ پوچھتا

مجھے اس لیے لگ رہا کیوں کے دلہے میاں تو ایسے بیٹھے جیسے ان کا نکاح نہی کسی اور کا ہو

ارے بھائی ی مجھے تو لگا تھا میں لیٹ ہو گیا وہاں سید صاحب انتظار کی سولی پر لٹک رہیں ہو گے پر افسوس میری ساری سوچیں غلط نکلی وہ منسوئی ی آنسو ہاتھ کی پوروں سے صاف کرتا ہوا گویا ہوا

جہاں ابان شاہ اس کی باتیں سن کر ہکا بکا ہو رہا تھا دوست ہے یہ عجوبہ وہ سب سوچ ہی سکا

عیشاہ اور حسالہ تیار ہو چکی تھی جبکے باطشہ کو بیوٹیشن تیار کر رہی تھی
عیشاہ تو سلفیاں لینے میں مگن ہو چکی تھی جب کے حسالہ آئی ینے کے سامنے کھڑی حجاب درست کر کے اب ڈوپٹے کو صیح کر رہی تھی جو اس کے بس کا کام نہی لگ رہا تھا

عیشاہ نے جب ایسے ڈوپٹے سے لڑکے دیکھا تو اگے بڑھ کر اس کے ڈوپٹے کو ایک پہلو کو پکڑ کے بازوں کے نچے سے دیائی یں طرف نکال کر پن کیا اور باقی ایک سائیڈ کو سامنے کی اور اچھے سے پھیلا کر سفٹی پن سے چپکا دیا

پرفکٹ عیشاہ یہ بول کر اس کا جائزہ لیتی حسالہ نے آج سفید کلر کا کرتی اور شرارہ پہن رکھا تھا جس پر ہلکا ہلکا سفید موتیوں سے کام ہوا تھا سیم کلر کا ڈوپٹہ لیے ہلکے سے میک اپ کے ساتھ ہاتھوں میں بھر بھر چوڑیاں پہنے وہ بالکل گڑیا ہی لگ رہی تھی

میم یو آر سو سویٹ

میک اپ والی باطشہ کی تعریف کرتی جیسے وہ مسکرا کر وصول کرتی اور سامنے لگے آئی ینے پر نظر ڈالتی جہاں اس کا عکس صاف نظر آرہا تھا اس تو کسی کا بھی دل ڈھر کنے کا سماں تیار کیے ہوئے تھی وہ شرما کر نظریں پھیر جاتی

جب کے عیشاہ مسلسل ایسے چھیڑ رہی تھی اور وہ شرم سے دوہری ہوتی جاتی رہی

نکاح کا انتظام حویلی کے اندر بنے خوبصورت لان میں کیا گیا تھا چونکے رات کا ٹائم تھا اس لیے کی گ ئی ی لائی ٹنگ حویلی کی خوبصورتی کو چار چاند لگا چکی تھی نکاح خواں آ چکا

سٹیج پر درمیاں میں پردے لگا دے گے تھے ایک طرف عورتوں کا انتظام اور دوسری طرف مرد تھے

بہرام شاہ بھی سفید کلف لگے کاٹن کا سوٹ پہنے پاوں میں کھوسہ پہنے سٹیج پر براجمان تھے کے سامنے سے ابان شاہ آتے نظر آئے جس نے سفید رنگ کا

کاٹن کا سوٹ پہن رکھا تھا جس کے کلف مڑے ہوئے تھے ایک ہاتھ میں
گولڈ کلر کی خوبصورت گھڑی پہن رکھی تھی پاوں میں پشاوری چپل اور
دائیں کندھے پر سفید ہی شال اوڑھے وہ بالکل کسی ریاست کا شہزادہ ہی لگ
رہا تھا دادا جی نے دور سے ہی اس کی نظر اتاری وہ تابس کے ہمراہ چلتے ہوئے
سٹیج پر آیا سب کو سلام کر کے صوفے پر بیٹھ گیا

انوشے شاہ رات ہی حویلی آچکی تھی جبکے امتثال شاہ ابھی آئے تھے وہ تو آنے
میں دلچسپی نہی رکھتے تھے پر حسالہ کو دیکھنے کی طلب ایسے کھینچ لائی ی تھی وہ
بھی بلیک کلر کے شلوار قمیض پر بلیک ہی شال اوڑھے بہت ہینڈسم لگ رہا تھا

بہو جائیں باطشہ بیٹی کو لے کر آئے نکاح کا ٹائم ہو چکا
جی بابا سائیں امینہ بیگم یہ بول کر حویلی کے اندر جاتی اور تھوڑی دیر بعد
باطشہ حسالہ اور عیشاہ کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی سٹیج کی طرف آرہی

ہوتی ابان شاہ جو تابش سے باتوں میں مگن تھا لا شعاری طور پر نظر سامنے جاتی تو پلٹنا ہی بھول جاتی

وہ سفید رنگ کی میکسی پہنے جس پر گولڈن سمپل سے کام کیا گیا تھا سر پر ابان کی دلہن والا ڈوپٹہ پہنے جالی کے اندر سے میک اپ اور زیور سے سجی ہاتھوں میں لگی مہندی اور چوڑیوں سے سجی باہنیں وہ کوئی ی اسپرا ہی لگ رہی تھی جس نے ابان شاہ پر جیسے سحر پھونک دیا ہو

کیا ہوا جگر تیری ہی ہے بعد میں فرصت سے دیکھنا ابھی لوگ دیکھ ہے تابش کی آواز سے وہ ہوش کی دنیا میں آیا اور خجل سا ہو تا سر پر ہاتھ پھیر گیا

نظریں تو امتثال شاہ کی اپنی شہر اذی سے نہی ہٹ رہی تھی جو سفید کلر کے شرارے میں خود بھی ایک پری لگ رہی تھی کوئی ی اتنا بھی خوبصورت ہو سکتا ہے امتثال شاہ تو اس میں کھو سا گیا تھا نظریں تو حسالہ کی بھی امتثال شاہ

سے ٹکرائی یں تھی پر وہ جلدی سے خود کو کمپوز کر گی تھی جب سے امتثال شاہ محبت کا اظہار کر کے گیا تھا حسالہ کے دل میں بھی جزبے ابھر رہے تھے جیسے وہ کوئی ی نام نہی دے پا رہی تھی یا دینا ہی نہی چاھتی تھی

وہ تینوں سٹیج پر پہنچ چکی تھی اب نکاح شروع تھا سب سے پہلے ابان شاہ سے پوچھا

ابان شاہ والد اسرار شاہ آپکا نکاح باطشہ افروز بنت افروز شاہ سے حق مہر ایک دس لاکھ طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ھے

جی قبول ہے

مولوی نے تین پر یہ ہی کلمات دہرائے ابان شاہ نے تین پر قبول کر کے باطشہ کو اپنی جیون ساتھ بنا لیا تھا

اب مولوی نے باطشہ کی طرف آیااوراس سے بھی یہی پوچھا

باطشہ افروزبنت افروزشاہ آپکا نکاح ابان شاہ والد اسرار شاہ سے حق مہر دس لاکھ طے پایا کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے

باطشہ کے تو پسینے چھوٹ رہے تھے بشک شادی محبت کی ہو یا گھر والوں کی مرضی سے اپنی زندگی کی ڈور کسی دوسرے کو تھما دینا بڑی ہمت کی بات ہوتی یہ لحمہ ہر لڑکی کے لیے مشکل ہوتا اللہ سب بہن بیٹوں کے نصیب اچھے کریں آمین

بولوں باطشہ بیٹا مولوی صاحب کچھ پوچھ رہے

جی قبول ہے

قبول ہے

قبول ہے

آخر کے الفاظ بولتے اس کی آواز بھرا گی تھی جیسے جالی کے اس پار ابان شاہ نے اچھے سے محسوس کیا تھا:::::

نکاح کے ہوتے ہی پردہ ہٹا دیا گیا تھا ابان شاہ چلتا ہوا باطشہ کے سامنے آیا اور گھونگھٹ اٹھا کر اس کو مبارک باد دیتا جیسے باطشہ نظریں جھکا کر وصول کرتی وہ اس وقعت اپنی خوبصورتی سے ابان شاہ کو ممکل اپنے وس میں کر چکی تھی ابان شاہ ایک بار پھر ڈول چکا تھا اس نے باطشہ کا جائی زالے کر آخر میں اس کی پیشانی پر پہلی مہر ثبت کی اور واپس مڑ گیا جب کے باطشہ تو ابان شاہ کے اس عمل سے ہی سن ہو چکی تھی اس کب امید تھی کے ابان شاہ ایسا بھی کریں گا

کیوں کے وہ جان چکی تھی کے ابان شاہ نے اس سے نکاح کرنے سے پہلے منع کر دیا تھا اور اب یہ سب بھلا وہ حیران نہ ہوتی تو کیا ہوتی

سب کو بزی دیکھ کر امتثال شاہ حسالہ کے قریب آتا اور اس کے کان کے پاس جھک کر بولتا بہت پیاری لگ رہی ہو بہت جلد سامنے بیٹھا کر فرصت سے دیکھوں گا پورے حق سے

اتنا بولتا سامنے کھڑے بہرام شاہ کی طرف چلا جاتا اور حسالہ اس کی اتنی سے باتیں سن کر لال انار جیسی ہو جاتی

...دور کھڑی انوشے شاہ نے یہ منظر بڑے غور سے دیکھا تھا

عیشاہ کمرے میں آکر ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ڈوبٹہ کھول رہی تھی جب اس کے فون پر نوٹفکشن آیا اس نے کھول کر دیکھا تو کسی ان نون نمبر سے میسج

تھا

❤ بہت پیاری لگ رہی تھی آج بالکل پریستان کی پری

مسیج دیکھ کر وہ حیران ہو گی کے کون ہے جس نے میرا نمبر تک پہنچ گیا ہے

اس نے بنا جواب دے نمبر بلاک لسٹ میں ڈال کر چینج کرنے واشرام چلی گی

کچھ دیر بعد وہ باہر نکلی تو اس کے فون پر کال آ رہی تھی

اس نے اگنور کی پر سامنے والا بھی ڈھیٹ تھا بڑی فرصت سے کال کرنے لگا

ہوا تھا اخر تنگ آ کر وہ کال یس کرتی اور بولتی

جب کو کال نہ اٹھا رہا ہو تو سمجھو وہ آپ کو دفعہ ہونے کو بول رہا کال کر کے

پریشان کیوں کر رہے ہو بھ ئی ی کیا مسلہ ہے

دوسری طرف سے کوئی ی آواز نہی آتی تو عیشاہ کا پارہ ہائی ی ہوتا

اگر گونگے ہو تو دوسرں کو کیوں پریشان کر رہے ہو یہاں کوئی ی ڈاکٹر نہی

رہتا جو تمھارا علاج کریں اس لیے دوبارہ فون کرنے سے گریز کریں شکریہ اتنا بول کر فون کٹ کر دیتی

پتہ نہی کون پاگل ہے ایک تو میں پہلے ہی تھک چکی اب یہ دماغ خراب کر رہا وہ بڑبڑاتی سونے کے لیے کمبل اوڑھ چکی تھی

حسالہ ابھی انوشے پھوپھو کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی کیوں کے وہ ابرار شاہ کا اں تظار کر رہی تھی بابا کو دوائی یں کھلا کر پھر ہی چینج کرنے کا ارادا تھا اس کا ابرار شاہ باہر مردان خانے میں مہمانوں کے پاس بیٹھے تھے انھیں س ابھی لیٹ تھی تبھی وہ انوشے پھوپھو کے پاس بیٹھی ان سے باتیں کر رہی تھی انوشے کو امتثال شاہ اور حسالہ کی جوڑی اچھی لگی تھی پر وہ اپنے بیٹے کی حرکتوں سے واقف تھی اس لیے وہ حسالہ کو کسی بھی مشکل میں نہی ڈالنا چاہتی تھی کیوں کے بشک وہ اس کا اکلوتا بیٹا ہے پر یہ بھی اس کے بھائی ی کی بیٹی تھی وہ کیسے اس کی زندگی خراب کر سکتی تھی بیٹے کی خواہش کو پوری کرتے ہوئے

....اس لیے انھوں نے امتثال شاہ سے اس بارے بات کرنے کا سوچ لیا تھا

بہرام شاہ آج بہت خوش تھے ان کی دلی خواہش پوری ہو چکی تھی ان کی یہ خواہش تب کی ہی تھی جب باطشہ نے لال حویلی میں آنکھ کھولی تھی وہ اس دن سے ہی ابان شاہ کی جوڑی باطشہ سے بنا چکے تھے جب کے شاہد قسمت میں بھی یہی لکھا تھا تبھی اتنے سالوں بعد ان کی خواہش پوری ہو گی تھی پر کیا سب ٹھیک ہی رہنا تھا یا بہرام شاہ کے کیے گ ئ ے فیصلے کی قیمت باطشہ افروز شاہ کا چکانی تھی یہ تو آنے والا وقعت ہی بتا سکتا تھا

دوسری طرف سب مہمان جا چکے تھے ابرار شاہ کو افروز شاہ کب کے اندر کمرے میں چھوڑ کر آ چکے تھے اب ملازموں کو ساری صفائ ی کا بول کر افروز شاہ اپنے کمرے میں جاتے یہاں امینہ بیگم ابھی ابھی چینج کر کے آئ ی

تھی

شاہ سائی یں آپ کے کپڑے نکال دیے ہیں آپ فریش ہو جائی یں
افروز شاہ اپنی جان سے پیاری بیوی کو دیکھتے تو سمج جاتے وہ روئی ی تھی
امینہ یہاں میرے پاس آئی یں وہ ان کے پاس آکر بیٹھ جاتی تو افروز شاہ اگے
بڑھ کر اپنی جانی بیوی کو اپنے حصار میں لے لیتا اور بولتا میری مینا اتنے چھوٹے
دل کی تو نہی اور بیٹیوں کو تو ایک نہ ایک دن رخصت ہو کر جانا ہی ہوتا آپ
بھی تو اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر آئی ی تھی ہمارے پاس اور پھر یہ بھی تو
سوچے کے ہماری تاشی تو ہمارے پاس ہی رہے گی ہمارے نظروں کے
سامنے وہ جو خاموش آنسو بہار ہی تھی اب سوں سوں کرتی چپ ہو چکی تھی

شاہ سائی یں بیٹی ایک ہو یا چار فرق نہی پڑتا بس بیٹی کی قسمت سے ڈر لگتا اور
تاشی میری اکلوتی بیٹی ہے یوں تو ابان بیٹے پر مجھے پورا یقین ہے پر پتہ نہی کیوں

مجھے ڈر لگتا رہتا بس اللہ سائیں میری بیٹی کے نصیب اچھے کریں آمین

.....دونوں ایک ساتھ بولتے

باطشہ ابھی ابھی اپنے کمرے میں آئی ی تھی وہ آئی ینے کے سامنے کھڑی اپنی جیولری اتار رہی تھی جب کے خیالوں میں وہ ابان کو ہی سوچ رہی تھی ابھی کچھ دیر پہلے والا سین اس کی نگاہوں سے ہٹ ہی نہی رہا تھا وہ اس جگہ پر اپنی انگلی رکھتی جہاں ابان شاہ نے بوسہ دیا تھا اس کا حساس ابھی بھی محسوس ہو رہا تھا وہ شرماتے ہوئی ی نظریں جھکا چکی تھی جیسے سامنے ابان شاہ کھڑے ہو وہ پتہ نہی کتنی دیر ایسے ہی کھڑی رہتی جب حیا بیگم اس کے کمرے میں آئی ی

باطشہ....جی تائی ی جی

بیٹا یہاں آئے میرے پاس وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی ان کے پاس جا کر بیڈ

پر بیٹھ جاتی ہے

حیا بیگم اس کی پیشانی چوم کر اسے اپنے سینے کے ساتھ لگاتی اور بولتی میں بہت خوش ہوں کے میری بیٹی ہمشہ کے لیے میرے پاس رہے گی میری تو شروع سے خواہش تھی کے تم میری بہو بنوں کیوں کے مجھے تم ابان شاہ کی طرح ہی پیاری ہو اللہ کا شکر ہے جس نے میری دلی خواہش پوری کر دی

ویسے تو مجھے میری تربیت پر پورا یقین ہے پر پھر بھی اگر ابان شاہ تمھارے ساتھ کچھ غلط کریں تو کچھ بھی چھپانا مت مجھے بتانا جیسے اب تک ہر بات کرتی آئی ہو

بشک ہمارا رشتہ اب بدل چکا ہے پر میں ہمشہ تمھیں پہلے کی طرح ہی پیار دوں گی باطشہ جو اس کے سینے پر سر ٹکا کر باتیں سن رہی ہوتی وہ سر اوپر اٹھا کر اپنی

تائی ی کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھوں میں لیتی اور بولتی شکریہ تائی ی جان میں بھی ہمشہ آپکو بیٹی بن کر دیکھاوں گی میں کبھی نہی چاہوں گی کے میری اور ابان کی وجہ سے ہمارے بڑوں کی بیچ تناو پیدا ہو

ان شاءاللہ مجھے پورا بھروسہ ہے میرے دونوں بچوں پر اچھا اب آپ بھی چینج کر کے آرام کرو کافی تھک گی ہو گی میری بیٹی حیا بیگم ایسا بول کر باہر نکل جاتی پیچھے باطشہ اپنا سادہ سا سوٹ نکال کر چینج کرنے ڈریسنگ روم گھس جاتی

..

ابان شاہ اور تابش دونوں ڈیرے پر بیٹھے تھے کچھ دوست اور بھی ساتھ تھے یہ سب ابان شاہ کے نکاح کی خوشی میں دعوت کھانے کے لیے آئے ہوئے

تھے

سب دوست شہر سے تھے اس لیے انھوں نے کسی ہوٹل کے بجائے گاوں میں ہی دعوت کھانے کی فرمائی ش کی تھی

جیسے ابان شاہ نے ہامی بھرتے دعوت کا اہتمام کرنے کو بول دیا تھا چونکے سردیوں کا موسم تھا تو ایسے کیسے ہو سکتا ساگ اور مکی کی روٹی ساتھ نہ ہو

حیدر اور بلاج نے فرمائی ش کر کے یہ دونوں چیزیں دعوت میں بنوائی ی تھی

اب سب دستر خواں پر جمع ہو چکے تھے

گاوں کی یہ ہی خوبصورتی ہے کے وہاں لوگ بڑے مہمان نواز اور کھلے دل والے ہوتے اور ان کی یہ عادت بھی بڑی بھلی لگتی سب لوگ ایک ساتھ نچے دستر خواں پر بیٹھ کر کھانا کھاتے چونکے دیسی کھانوں کی دعوت تھی تو طریقہ بھی دیسی اپنایا گیا تھا

وہ سب لوگ نچے بیٹھ چکے تھے ملازم کھانا لگا چکے تھے دیسی مرغے کا قورمہ
مٹر پلاو ساگ مکی کی روٹی تنوری روٹی اور ساتھ اچار رکھا گیا تھا عرض کے
ماحول اتنے خوبصورت بنا ہوا تھا سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا شاہد زندگی میں
پہلی بار اتنے سکون میں اتنا دیسی کھانا کھایا تھا
کھانے سے فارغ ہو کر سب دوست جا چکے تھے اب بس ابان شاہ اور تابش
ہی تھے ڈیرے پے

ابان جگر ایک بات پوچھوں
تمھیں کب سے اجازت لینے کی ضرورت پڑھ گی ابان شاہ بولتا تو تابش ہلکا سا
مسکراتا اور بولتا بات پر نسل ہے تبھی پوچھا

.ہمم بولوں

تم خوش نہی ہو کیا اس نکاح سے نہی ایسی تو کوئی ی بات نہی

... تمھیں کیوں ایسا لگا

کیوں کے جب سے نکاح ہوا تھمارے چہرے پر وہ خوشی نہی جو ایک دولہے کو ہونی چاھے

ابان شاہ تھوڑی دیر چپ رہے کر پھر بولتا

کے سچ تو یہ ہے میں نے اس رشتے پر حامی صرف دادا سائیں کی خوشی پر بھری اور جس سے میرا رشتہ جوڑا وہ مجھ سے دس سال چھوٹی ھے مجھے اپنی ہم عمر چاھے تھی جو اس رشتے کو سمجنے والی ہو پر اس میں پچپنا ہی بہت ہے

دیکھو جگر مجھے نہی لگتا دس سال بڑا ہونا کوئی ی بڑی بات ہے تم نے ایسے ہی سر پر سوار کر لی بات

اور دوسری بات ہو سکتا اگے چل کر یہ ہی رشتہ تمھارے لیے بہتر ثابت ہو

اور رشتے تو آسمانوں پر بنتے ہیں ہو سکتا کل کو بھابھی تیرا عشق بن جائے آخر میں وہ ابان شاہ کو چھڑنے لگ جاتا جواب میں وہ بس تابش کو گھور کر ہی رہ جاتا

....

وہاب شاہ اور انوشے بیگم دونوں ناشتے کے ڈیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے کے اتنے میں امتثال شاہ تیار ہو اسیڑھیاں اترتا نیچے آنا

اسلام و علیکم

واعلیکم سلام وہ دونو جواب دیتے البتہ حیران تو وہاب شاہ بہت ہو رہا ہوتا آج کدھر کی تیری ہے نواب صاحب کی کیوں کے آفس تو جانا نہی کے چلو باپ کے ساتھ کام میں ہاتھ بٹاد و بس سارا دن اپنے ان آوارہ دوستوں کے ساتھ

لڑکیاں تاڑتے رہتے ہو صبح صبح اتنی عزت افزائی پر وہ بس دل مسوس کر رہے گیا تھا

اس نے اطمنان سے ناشتہ کیااور جوس کا گلاس منہ کو لگالیااس کے بعد نپکین سے ہاتھ صاف کر کے اپنے باپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھااور بولا

شاہ صاحب آج سے یہ بندہ ناچیز آپکے ہر کام میں ہاتھ بٹائے گا کیوں کے اب سے میں بھی آفس جوائن کر رہا

انوشے بیگم تو پریشانی سے اٹھ کر امتثال شاہ کے پاس جاتی اس کی پیشانی چھو کر دیکھتی گال پر ہاتھ پھیرتی اور بولتی بخار تو نہی لگ رہا پھر ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو آج

امتثال شاہ تو بس اپنی ماں کو دیکھ کر رہے جاتے اور بولتا ارے میری ماں سائیں مجھے کچھ نہی ہوا بس میں سوچ لیا بہت الٹے کام کر لیے اب سنجیدہ ہو کر کام کی طرف دھیان دینا چاھے

اچھا جی تو میرا بیٹا سمجدار ہو گیا ہے چلو دیکھتے کب تک چلتا تمھارا یہ سنجیدہ پن وہ اپنی ماں کی بات سن کر بس افسوس ہی کر سکا

اکثر ماں باپ ایسے ہوتے جب اولاد خود سے کچھ کرنے کا سوچتی تو بجائے حوصلہ افزائی ی کرنے کے الٹا طنز کرتے جس سے بچوں کا بچوں پر الٹا اثر پڑتا

...

انوشے شاہ نے سوچ لیا تھا وہ حسالہ اور امتثال شاہ والے معاملے کو طویل نہی دے کی جلد از جلد امتثال شاہ سے بات کرے گی اس بارے اور آج جیسے وہ آفس کے لیے تیار ہوا اس کی تبدیلی اچھی لگ رہی تھی
عیشاہ لال حویلی تین دن روک کر واپس شاہ منشن آچکی تھی صبح وہ ناشتہ پر

موجود نہی تھی ورنہ امتثال شاہ کا آفس جوائی ن کرنے کا سن کر شاہد وہ کو مہ
میں جا چکی ہوتی
کیونکے سب کو یقین کرنا مشکل لگ رہا تھا کے جو امتثال کل تک کام کو سریس
نہی لیتا تھا آج وہ یوں سیدھا آفس جانے کی بات کر رہا پر وہ لوگ کیا جانے وہ
بچارا تو محبت کے ہاتھوں بے بس ہو چکا وہ یہ حسالہ ابرار شاہ کی محبت کی خاطر
کر رہا تھا شام کو وہ جب شاہ منشن واپس آیا تو انوشے بیگم لاونج میں بیٹھی فون
سن رہی تھی وہ بھی سلام کرتا پاس بیٹھ گیا ملازمہ نے پانی لا کر دیا وہ پی کر
گلاس سامنے ڈیبل پر رکھ کر آنکھیں موند کر وہی صوفے پر لیٹ گیا انوشے
بیگم فون سے فارغ ہو کر اس کے پاس آئی ی اور بولی لگتا میرا بیٹا تھک گیا پہلے
دن تھا نہ اس لیے ماما یار آپ کے شوہر نے سارا دن مجھ سے کام کروایا جیسے
پورے سال کا کام آج ہی کرنا تھا کمپوٹر چلا چلا کر اب تو انگلیاں درد کر رہی وہ
رو ہنسا ہو کر بتا رہا تھا اور انوشے بیگم ہنس ہنس کر دوہری ہوتی رہی ماما آپ ہنس
رہی ہیں نہی بیٹا جی وہ ایک دم چپ ہو جاتی کیوں کے امتثال شاہ بس رونے

والا ہو چکا تھا

اچھا تم فریش ہو کر آؤ میں کھانا لگواتی پھر تم سے ضروری بات بھی کرنی ہے

.....اوکے مام وہ یہ بول کر اپنے کمرے میں چلا جاتا

ڈاکٹر جیک کو بھیج چکا تھا ڈاکٹر USA ابرار شاہ کی ساری رپیوٹس ابان شاہ بولا لیا تھا ابرار USA جیک نے ان کو اچھی امید دلائی ی تھی اور اگلے ہفتے شاہ کی ٹانگوں کا آپریشن ہونا تھا جس سے وہ دوبارہ اپنے پاوں پر چل سکتے تھے

.....جا رہے تھے USA اس لیے وہ اور ابان شاہ اگلے ہفتے

بہرام شاہ کی طبیت کچھ ٹھیک نہی تھی اس لیے افروز شاہ ان کو لے کر شہر ہسپتال گے ہوئے تھے ڈاکٹر نے چیک اپ کرنے کے بعد کچھ دوائی یاں لکھ دی تھی

بس بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ طبیت بھی کبھی بگڑتی سھبلتی رہتی ہے ان کو

ممکل ریسٹ کی ضرورت ہے ڈاکٹر راحیل بولتے اور افروز شاہ پرچی لے کر دوائی یاں لینے میڈ کل سٹور جاتے ہیں اور پھر کچھ دیر بعد وہ لوگ گاوں کے لیے نکل جاتے ہیں

جانا تھا دوپہر تین بجے کی فلائ ٹ USA آج ابان شاہ اور ابرار شاہ نے تھی وہ لوگ 11 بجے گاوں سے ائی رپوٹ کے لیے نکل چکے تھے سب گھر والوں کی دعاوں کے سنگ ان لوگوں نے اپنا سفر شروع کیا حسالہ تو مسلسل اپنے بابا کی صحت تندرستی کی دعا کر رہی تھی اس کے لیے تو بابا ہی سب کچھ تھا

ائی یر پوٹ اتر چکے تھے ڈاکٹر جیک کے بھجے گے USA وہ لوگ رات تک آدمی سامنے ابان شاہ کے نام کا بورڈ اٹھا انتظار کر رہا تھا ابان شاہ نے اپنے نام کا بورڈ دیکھا تو اس کی طرف گیا ایسے اپنے نام بتایا اور ڈاکٹر جیک کے بارے بتایا

وہ ان کو لیتا ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا پھر یہ لوگ ٹکیسی میں بیٹھ کر ہوٹل کی طرف روانہ ہو گے چونکے رات کافی ہو چکی تھی اس لیے اب صبح ہی ڈاکٹر سے ملنا تھا اس لیے اب وہ ریسٹ کرنے کے لیے ہوٹل پہنچ چکے تھے

اگلے دن وہ دونوں ڈاکٹر کے سامنے بیٹھے تھے ڈاکٹر نے ابرار شاہ کی دونوں ٹانگوں اور پیروں کا اچھے سے معائنہ کیا اور پھر ابان شاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے

مسٹر شاہ آپ کے لیے خوشی کی خبر ہے بات اتنی بگڑی ہوئی ی نہی ہیں ٹانگوں میں خون کی گردش ہو رہی ہے پیروں میں بھی حرکت ہوتی اس کا مطلب ہے ان کا علاج جلدی ممکل پورا ہو جائے گا ایک دو علاج کے سکشن کے بعد فائی نل ٹریمنٹ شروع کریں گے اس کے لیے دو ماہ یا اس سے کم عرصہ لگ سکتا اور ہماری پوری کوشش ہو گی مسٹر ابرار اپنے پاوں پر چل کر اپنے ملک اپنی فیملی میں جائے.....

حسالہ کو آجکل ہر وقعت بس امتثال شاہ کے خیال ہی رہتے تھے وہ اپنے بدلتے احساس خود نہی سمجھ پاہ رہی تھی امتثال شاہ کی محبت اس کے دل میں اپنی جڑیں گاڑھ رہی تھی

ابھی بھی وہ آئی ینے کے سامنے کھڑی بال بنا رہی تھی پر ذہن میں امتثال شاہ کی باتیں گونج رہی تھی

.....میں تم سے محبت کرتا ہوں

تم واحد لڑکی ہو جو میری دل کی سلطنت پر راج کر رہی ہو

یہ باتیں اس کی ذہن پر سوار ہو چکی تھی دل اس کی محبت پر ایمان لا رہا تھا پر دماغ ان باتوں کو وقتی باتیں ماننے پر مجبور کر رہا تھا دل اور دماغ کی جھنگ

جاری تھی فیصلہ ابھی باقی تھا پتہ نہی اب کب حسالہ دل کی بات سن کر امتثال شاہ کی محبت پر لبیک کہتی ہے یہ تو خود حسالہ بھی نہی جانتی تھی وہ بال بنائے بنا ہی جا کر لیٹ چکی تھی کیوں کے دل میں عیجب سی بے چینی پیدا ہو رہی تھی .....جو سمجھ سے بالا تر تھی

آئے ہوئے تین ہفتے گزر چکے تھے ان تین USA ابان شاہ اور ابرار شاہ کو ہفتوں میں ابرار شاہ کے ہر طرح سے ٹیسٹ ہو چکے تھے جن کی ریپوٹس پوزٹیو آئی ی تھی جو کے خوش کن بات تھی ڈاکٹر جیک کا کہنا تھا کے ریپوٹس کا نارمل ہونا اس لیے لیے بھی اچھا ہے کے آپر شن جلد ہو سکے گا اس طرح ان کو یہاں کم عرصہ قیام کرنا پڑے گا جو کے ابان شاہ کے لیے فائی دے مند تھے پاکستان میں اس کے کافی کام پیڈ نگ پڑے ہوئے تھے

آپر شن اگلے ہفتے تک تھا اس لیے ابھی وہ فلیٹ میں رہائی ش پزیر تھے وہ ڈاکٹر

جیک نے ہی ان کو دے رکھا تھا

ابرار شاہ ابھی ابھی حسالہ سے وڈیو کال پے بات کر کے فری ہوئے تھے حسالہ کافی فکر مند تھی باپ کو لے کر پر ابرار شاہ کے تسلی دینے پر وہ کچھ بہتر ہوئی ی تھی ابرار شاہ نے ایسے پڑھائی ی پر توجہ دینے کا کہا تھا کیوں کے ان کے ساتھ ابان شاہ تھے جو ان کا اچھے سے خیال رکھ رہے تھے اور پھر کچھ دنوں تک وہ بغیر سہارے کے بھی چلنا شروع ہو ہی جاتے ڈاکٹروں نے کافی امید دلائی ی تھی ان کو...

عیشاہ اپنے روم میں سو رہی تھی جب اس کے فون پر کال آنے لگ گی تھی پہلے تو وہ ڈھیٹ پڑی سو رہی پر فون کرنے والا وہ کوئی ی ڈھیٹ بندہ تھا بل آخر فون کان کو لگا کر بولنا ہی پڑا

کیا موت آ گی جو دوسروں کو بلاوجہ تنگ کیا جا رہا ہے کیا تمھارے گھر ماں بہن نہی ہے وہ نان سٹاپ شروع ہو چکی تھی

محترمہ ماں بہن تو ہے پر بیوی کی کمی ہے آخر آپ کی رضامندی ہو تو وہ بھی پوری ہو سکتی سامنے والا بھی بڑا بے شرم انسان تھا عیشاہ فون کان سے ہٹا کر گھورنے لگی جیسے وہ سامنے ہی ہو

او مسٹر کون ہو تم اور کیوں پیچھے پڑے ہو ہاتھ دھو کر میرے دیکھو میں کوئی ایسی ویسی لڑکی نہی اس لیے اپنا فلرٹ کسی اور پر جھاڑو جا کر

میں ہاتھ کے ساتھ ساتھ منہ بھی دھو کر پیچھے ہو آپ کے اور مجھے فلرٹی کہا کر میری پاکیزہ محبت کی توہین نہی کرو

فلحال میں یہ کہنے کے لیے فون کیا نچے گیٹ کے پاس جائے آپ کو تازہ پھول پیش کیے ہمیں امید ہے ان کی خوشبو سے آپ کو اچھا فیل ہو گا عیشاہ اس کی بات سن کر کھڑکی سے نچے لان میں دیکھتی جہاں گارڈ پھول کا گلدستہ لیے اندر کی اور بڑھ رہا ہوتا اس سے پہلے کے وہ پھول کسی اور کے ہاتھ لگتے عیشاہ بھاگ کر نچے جاتی اور پھولوں کا گلدستہ پکڑ کر جلدی سے روم میں لے جاتی وہ سرخ گلاب کے پھولوں سے بنا گلدستہ تھا عیشاہ نے آنکھیں بند کر کے ان کی خوشبو اپنے اندر اتارئی ی

ابھی وہ پھول ہاتھ میں لیے کھڑی تھی جب مسیج کی ببپ ہوئی ی اس نے مسیج کھول کر دیکھا تو لکھا تھا

امید ہے میرے پھول کو میرا یہ سرخ پھولوں کا چھوٹا سے تحفہ پسند آیا ہو گا 😍😍

عیشاہ بنا جواب دے فون رکھ کر ایک بار پھر خوشبو سونگ کر فریش ہونے واشروم چلی جاتی ہے.....

عیشاہ فریش ہو کر نکلتی آئی ینے کے سامنے کھڑی ہو کر بال بناتی پھر کاجل لگاتی کاجل لگانے کے بعد ہونٹوں پر لیپ بام لگا کر ڈوپٹہ اچھے سے سر پر اوڑھ کر کمرے سے باہر جانے لگتی پر پھولوں کا وہ خوبصورت گلدستہ ایسے اپنی جانب متوجہ کر لیتا وہ گلدستے سے سارے پھول نکال کر بیڈ کی سائیڈ پر پڑے گلدان میں سجاتی اور سوچتی کون ہے یہ اجنبی جو کبھی اس کی خوبصورتی کی تعریف کرتا تو کبھی اس کو بلاوجہ فون کر کے تنگ کرتا آج تو گھر تک پہنچ گیا ہے وہ انہی سوچوں میں ہوتی جب ملازمہ ایسے انوشے بیگم کا پیغام دیتی وہ

اچھا بول کر گلدان کو اچھے سے سجا کر نچے کی اور بڑھ جاتی جہاں انوشے بیگم ملازمہ کو رات کے کھانے کی ہدایت دے رہی تھی

اسلام و علیکم اماں سائی یں

و علیکم سلام کہاں بزی ہو عیشو دوپہر کا کھانا بھی نہی کھایا اب بھی نچے نہی آ رہی تھی سب خریت ہے طبیت صیح میرے بچے کی انوشے بیگم پیار سے اس کے گال چھوتی اور عیشاہ مسکرا دیتی اور بولتی

اماں سائی یں میں بالکل ٹھیک ہوں میں سوئی ی ہوئی ی تھی تو آنکھ ابھی کھولی اور دوپہر میں بھوک نہی تھی اس لیے نچے نہی آئی ی تھی آپ سنائے آپ ٹھیک ہے اور بابا سائی یں کدھر ہیں میں کل سے آئی ی وہ نظر نہی

..آرہے تھمارے باباسائی یں شہر سے باہر گے ہیں آج لوٹ آئے گے

حیا بیگم کی طبیت کچھ ٹھیک نہی تھی اس لیے اسرار شاہ ایسے اپنے ساتھ لیے ڈاکٹر کے ہاں گے ہوئے تھے امینہ بیگم خود ہے کھانے پکانے کا انتظام کر رہی تھی ابھی بھی وہ دوپہر کا کھانا تیار کر رہی تھی جب باطشہ نہادھو کر ہلکا سے تیار ہوئی ی کچن کی جانب آتی اور ماں کو اکیلا کام کرتے دیکھ بولتی اماں سائی یں تائی ی جان کدھر آج بس آپ اکیلی کام کر رہی

ہاں وہ تھماری تائی ی کی طبیت خراب ہے تو اسرار بھائی ی بھابھی کو ڈاکٹر کے پاس لے کر گے

اچھا اچھا باطشہ بولتی اور پھر ماں کے پاس آکر کھڑی ہو جاتی یہاں امینہ بیگم بھنڈی فرائی ی کر رہی ہوتی تو باطشہ بولتی

اماں سائی یں کوئی ی کام کرنے والا ہے تو بتائے میں ابھی کر دیتی
کام تو کوئی ی نہی ہے تقر بن سب کھانا تیار ہے تم شمو (ملازمہ) کے ساتھ مل
کر کھانے کا ڈیبل سیٹ کرو باطشہ ٹھیک ہے بول کر ڈیبل سیٹ کرنے چلی
جاتی پیچھے امینہ بیگم جلدی جلدی روٹی بنانے لگ جاتی ہے

حیا بیگم کچھ دیر پہلے ہی ڈاکٹر کے ہاں سے واپس آئی ی تھی

لو ہونے کی وجہ سے طبیت خراب ہو چکی تھی ڈاکٹر نے دوائی ی دی BP
تھی اور کچھ ہلکا پھلکا کھانے کو بولا تھا

تبھی باطشہ ان کے لیے ہلکا سے نمک مرچ ڈال کر سوپ بنا کر لائی ی تھی
کمرے میں آنے سے پہلے وہ نوک کرتی اور اجازت ملنے پر وہ اندر چلی جاتی

باطشہ کو اندر آتے دیکھ کر حیا بیگم مسکراتی ہوئی ی اٹھ کر بیٹھ جاتی

تائی ی جی ہم آپ کے لیے سبزیوں کا سوپ بنا کر لائے ہیں گرما گرم چلیں جلدی پی لے پھر ہم آپ کو دوائی ی کھلا کر ہی یہاں سے جائی یں گے بیٹا ابھی دل نہی ہے کچھ کھانے کو

تو ہم کب کھانے کا بول رہے ہم تو پینے کا بول رہے چلیں جلدی

آں کریں وہ سوپ کا باول پکڑے ایک ہاتھ سے اور دوسرے ہاتھ سے چمچ میں سوپ ڈال کر حیا بیگم کے منہ کے قریب لاتی اور مجبورن سوپ پینا ہی پڑتا سوپ پلا کر دوائی ی کھلا کر وہ ان کو آرام کرنے کا بول کر کمرے سے نکل جاتی پیچھے حیا بیگم دوائی ی کے زیر اثر پر سکون ہو کر کچھ دیر بعد سو جاتی ہے

....

امتثال شاہ کو آفس جاتے ایک ماہ سے زیادہ کا ہر عرصہ ہو چکا تھا اس ایک ماہ میں اس نے آفس کا تقریبن سارا کام سمجھ لیا تھا اس لیے آج لاشعاری انڈسٹری کے ساتھ جو میٹنگ تھی وہ وہاب شاہ نے امتثال شاہ کے ساتھ رکھوائی ی تھی تاکے وہ جان سکے یہ کام کو لے کر کس حد تک سریس ھے

میٹنگ بہت کامیاب رہی تھی ٹینڈر ان کو مل چکا تھا اور جو تھوڑا بہت وہاب شاہ کو شک تھا وہ بھی ختم ہو چکا تھا اب وہ پر سکون تھے کے چلوان کا کام بانٹنے کو امتثال شاھ تھا اب

امتثال شاہ ابھی ابھی میٹنگ سے واپس اپنے آفس آیا تھا اس کے آتے ہی اس

کی پرسنل سیکڑیری اس کے لیے کافی کا گرم گرم مگ لیے ہاظر ہوتی

سر آپکی کوفی

شکریہ رابی مجھے سچی اس کی کافی طلب ہو رہی تھی وہ مسکرا کر باہر چلی جاتی پیچھے وہ سیدھا ہو کر کافی پینے لگ جاتا بیشک رابی کے ہاتھوں سے بنی کوفی کا ذاہقہ بہت لاجواب تھا ابھی وہ کافی پی رہا ہوتا کے فون پر کال آنا شروع ہو جاتی وہ کال سنتا اور سامنے والے کی بات سن کر کافی بیچ میں چھوڑے کوٹ اٹھائے آفس سے نکل جاتا

وہ مطلوبہ جگہ پر پہنچ کر گاڑی سے اپنی بھرپور وجاہت سے اترتا جو بھی اس خوصورت شخص کو دیکھتا تھا تو دوسری نظر ضرور دیکھتا تھا پر وہ جس کام کے لیے آیا تھا ایسے صرف اپنے اس کام سے مطلب تھا .....

حسالہ کا کالج میں آخری سال تھا اس لیے وہ دل لگا کر پڑھائی ی کر رہی تھی
کیوں کے اس کا خواب آرمی فورس جوائی ن کرنے کا تھا جواب اس کا جنوں
بنتا جا رہا تھا کچھ دنوں بعد اس کے پیپر شروع تھے جس کی اس نے کافی تیاری
کر رکھی تھی آج بھی وہ زاہشہ کے ساتھ چھٹی کے وقعت کچھ چیزیں لینے پاس
کے بازار میں گ ئی ی تھی
ابھی وہ چیزیں لے ہی رہی تھی جب ایسے لگا کوئی ی ان کو دیکھ رہا ہے اس نے
آس پاس دیکھا پر کوئی ی نہی تھا وہ اپنا وہم سمجھتی سر جھٹک کر دوبارہ چیزوں
کی طرف متوجہ ہو گی

کچھ دیر بعد وہ ساری چیزیں لے کر واپسی کے لیے چل پڑی ابھی وہ بازار سے

نکل کر کالج کی طرف جا رہی تھی کے ان کے سامنے ایک گاڑی آ کر رو کی
زاہشہ اور حسالہ ڈر کے مارے پیلی پڑتی جا رہی تھی جب گاڑی سے امتثال شاہ
نکل کر ان کے سامنے آیا اور اپنا چشمہ اتار کر ان کو گھورنے لگا تھا

حسالہ تو امتثال شاہ دیکھ کر پر سکون ہو چکی تھی پر زاہشہ ابھی بھی خوف کے زیر
اثر تھی جب وہ حسالہ سے مخطب ہوا

حسالہ چلو بیٹھو حویلی چھوڑ دیتا ہوں اور مجھے تم سے کچھ بات بھی کرنی ہے وہ
حسالہ کو بول کر واپس گاڑی میں جا کر بیٹھ چکا تھا حسالہ جانے نا جانے کی کشمکش
میں وہی کھڑی تھی جب زاہشہ نے پوچھا حسالہ یہ ہینڈسم لڑکا کون ہے

میرا کزن ہے پھوپھو کا بیٹا حسالہ یہ بول کر امتثال شاہ کی طرف مڑ جاتی جب
کے زاہشہ تو اس خوبصورت شہزادے کو ہی دیکھتی جا رہی تھی پر اس نے تو

.....اس کی طرف ایک نظر ڈالنا بھی ضروری نہی سمجا تھا

آخر وہ دن بھی آ ہی گیا تھا جس دن کا لال حویلی والوں کو بڑی شدت سے انتظار تھا

آج برار شاہ کی ٹانگوں کا آپریشن تھا جس کے کامیاب ہوتے ہی وہ دوبارہ سے اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکے گا ابان شاہ نے حویلی فون کر کے سب کو دعا کرنے کا کہا تھا حسالہ تو تب سے ہی اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے دعا گو تھی باقی سب بھی ابرار شاہ کے لیے دعائیں کر رہیں تھے

حسالہ نے نفل پڑھنے کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو آنسوں خود ہی لڑیوں کی طرح گالوں پر بہے رہے تھے وہ دعا میں اپنے بابا کی آپریشن کی

کامیابی کی دعائیں کر رہی تھی اور دوسرے جانب ابرار شاہ کو آپریشن کے لیے اندر لے جا چکے تھے ابان شاہ وہی باہر آپریشن تھیٹر کے سامنے چکر لگا رہا تھا پریشانی تو اپنی جگہ تھی پر وہ اللہ کی طرف بھی پر امید تھا جس نے جہاں تک راستے صاف کیے وہ اگے بھی بہتر کریں گا بشک وہ اپنے بندوں کو تکلیف دیں کر آزماتا ہے

کوئی ی تکلیف سہے کر اللہ کے نزدیک ہو جاتا تو کوئی ی پھر بھی سبق حاصل نہی کرتا بشک فائی دے میں وہی رہتا جیسے اللہ نے موقع دیا ہو اور اس نے اس سے فائی دا اٹھایا ہو

چار گھنٹے گزر چکے تھے ڈاکٹر کو اندر گے پر ابھی کچھ خبر نہی تھی ابان شاہ وہی رکھے صوفے پر بیٹھا دا اسائیں سے بات کر رہا تھا نرسیں کبھی اندر تو کبھی باہر بھاگتی پھر رہی تھی

وہی حویلی میں حسالہ رو رو کر اللہ کی بارگاہ میں اپنے جان سے پیارے بابا کے

لیے ہاتھ پھیلائے بیٹھی تھی وہ جس نے مشکل گھڑی میں اپنے رب کو پکارہ وہ
وہ بھلا اپنے بندے کی پکار کو کیسے رد کر سکتا
بشک ہمارا رب ستر ماؤں سے بھی زیادہ پیار کرنے والا ہے اس نے اپنی اس
.....بندی کی پکار بھی سن لی تھی جو بہت جلدی کن میں بدلنے والی تھی

ابان شاہ کب سے آپریشن تھیٹر کے سامنے کھڑا تھا ابھی تک کوئی ی خبر نہی
ملی تھی ایسے پاکستان سے سب کے بار بار فون آرہے تھے ابھی بھی وہ بہرام
شاہ سے بات کر کر فری ہوا تھا کے اندر سے ڈاکٹر کو نکلتے دیکھا تو تیزی سے
ڈاکٹر کی جانب آیا

مبارک ہو مسٹر شاہ

آپریشن کامیاب ہوا کچھ دیر تک ابرار شاہ کو روم میں شفٹ کر دیں گے تب آپ ان سے مل سکتے پر ایک چیز کا دھیان رکھیے گا کے ابھی کچھ دنوں تک وہ بغیر سہارے کا نے چلے اور وہ ہفتوں کے بعد ان کو آہستہ آہستہ قدم خود بڑھانے دیجیے گا

اوکے تھنکس ڈاکٹر جیک ابان شاہ بولتا اور ڈاکٹر مسکرا کر اپنے کیبن کی طرف چلا جاتا جبک ابان شاہ فون نکال کر واپس گھر کال ملا لیتا

ایک گھنٹے بعد ابرار شاہ کو روم میں شفٹ کر دیا جاتا ہے اور اس وقعت ابان شاہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ابان شاہ ڈاکٹر کی جاری کردہ ہدایت ابرار شاہ کو بتاتا اور ابرار شاہ پوچھتے ہیں کے ہم واپس کب تک پاکستان جائے گے

بس چاچو کچھ دنوں تک چلیں گے ابھی آپ ممکل صحت یاب نہی ہوئے اور

اگر جلدی چلے جاتے تو یہ نہ ہو مذید کچھ مسلے بنے ابھی تو آپکا علاج چل رہا پھر
وہاں سے دوبارہ یہاں آنا مشکل ہے ابھی تو ہم لوگ یہی ہے تو کیوں نہ
ااطمنان کر کے ہے واپس لوٹے ابرار شاہ ہاں میں سر ہلاں ہلاتا اور آنکھیں بند
کر کے سونے کی کوشش کرتا

حسالہ کا آج آخری پیپر تھا وہ پیپر دیں کر جیسے ہے باہر نکلی سامنے گاڑی کی
بونٹ پر ٹیک لگائے کھڑا تھا جیسے کب سے کسی کا انتظار کر رہا ہو

وہ حسالہ کو باہر نکلتے دیکھ اس کے اور بڑھتا اور ایسے اپنے ساتھ آنے کا بولتا
جیسے دیکھ حسالہ کو انجان سی خوشے محسوس ہوتی ہے اور وہ بنا بولے گاڑی میں
جا کر بیٹھ جاتی

اس کے بیٹھتے ہی وہ گاڑی ظن س بھگا کر لے جاتا ہے گاڑی دس منٹ بعد ایک ہوٹل کے سامنے رو کتی وہ ایسے اپنے ساتھ لیے ہوٹل کی طرف بڑھ جاتا

ہوٹل میں آکر وہ آڈر کرتا وہ کھانے کا ویٹ کرنے لگ جاتا حسالہ تو بس اس کی منمانیاں دیکھتی رہتی اور پھر پوچھتی آپ مجھے کیوں کالج سے لینے آئے ڈرائی یور لینے آنے والا تھا مجھے کیوں سب کے سامنے شر مندہ کروانے چاھتے آپ

داداسائیں کو پتہ چلا تو وہ کیا سوچے گے ہمارے بارے آپ کو یہ سب نہی کرنا چاھے تھا

دیکھو حسالہ حویلی میں میرا اتنا آنا جانا نہی ہے فون نمبر تھمارا میرے پاس نہی ھے تو کیسے بات کرتا میں مجھے بات کرنی تھی اس لیے آیا

اچھا بولوں کیا بات کرنی وہ منہ بنا کر بولتی تو امتثال شاہ کہتا میرے اس دن کے اظہار کا جواب چاھے مجھے حسالہ جس چیز سے بچتی آ رہی تھی آ، خر وہ ہی ہوا

میں،،،، میں کیا جواب دوں وہ اٹک کر بولتی پوچھتی تو جوابا امتثال شاہ مسکراتا اور بولتا اتنی مشکل بات تو نہی جو ابھی تک تم کچھ سوچ نہی سکی

امتثال آپ بہت اچھے ہیں کوئی ی اچھی لڑکی آپ کے نصیب میں اللہ نے لکھی ہو گی جو آپ کو بہت پیار دیں گی وہ امتثال شاہ کے بدلتے تاثرات دیکھے بنا بولتی جا رہی تھی

میں محبت کے معاملے میں بہت بد نصیب ہوں مجھے تو ماں کی محبت نہ کبھی مل سکی جس کی چاہ میں نے بچپن سے لے کر جوانی تک کی میں آ۔۔۔۔۔

بس حسالہ شاہ بس کریں کس نے بولا آپ بد نصیب ہے نصیب لکھنے والا اللہ
ہے وہ ہمارا نصیب بدل بھی سکتا اور میں کوئی ی اچھا نہی ہوں دنیا جہاں کی
برائی یاں تھی میرے اندر یوں سمجھ لو گناہوں کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا پر
جب سے تمھیں دیکھا میری پوری دنیا بدل چکی ہے تمھاری محبت سے میرا ہر
غلط کام سے اکتا چکا ہے

مجھے نہی پتہ میں اتنا بے بس کیوں ہو جاتا تمھارے سامنے میں بس اتنا چاہتا
میری محبت قبول کر لو میں شادی کرنا چاہتا تم سے حسالہ بدلے میں محبت کی
چاہ بھی نہی کرتا بس تم میری ویران دنیا میں آکر ایسے آباد کر دو اتنا بول کر وہ
اس کے سامنے اپنی چوڑی ہتھلی کرتا وہ جو تب سے دم سدھے اس کی باتیں
سن رہی تھی وہ ایک دم ہوش میں آتی اور بولتی مجھے نہی پتہ میرا محبت پر یقین
کب بحال ہو گا پر یہ بھی سچ ہے بابا نے کہی تو کسی نہ کسی سے میری شادی کرنی

ہی ہے تو وہ کسی آپ کیوں نہی ہو سکتے یہ بول کر وہ اس کی ہتھلی پر اپنا نازک ہاتھ رکھ دیتی جیسے وہ بڑے پیار سے تھام لیتا

حیا بیگم کی طبیت کل سے بہتر تھی ایسی لیے وہ بجائے کمرے میں بیٹھنے کے باہر نکل آئی ی تھی ابھی وہ لاونج میں آئی ی ہی تھی کے باطشہ کچن سے ناشتے کی ٹرے اٹھائے نکل رہی تھی ارے تائی ی جی آپ کیوں باہر آئی ی میں ناشتہ لا رہی تھی چلیں اندر چلیں ابھی آپ کو آرام کی ضرورت ہے ارے نہی تاشی میں اکتا چکی کل سے لیٹ لیٹ کر اب تو کمر میں اکڑ چکی ہے اور میں بالکل ٹھیک ہو
امینہ کل سے اکیلی سنبھال رہی سب میں تھوڑی مدد کروا دیتی

ارے نہی بھابھی آپکی لاڈلی بہو نے کل سے میری ساری مدد کروا رہی آپ

ریسٹ کریں کام تو ہوتے رہتے اچھا ٹھیک ہے پر مجھے ابھی کمرے میں نہی جانا
میں کچھ دیر یہی رہنا چاھتی
لاوتاشی بیٹا ناشتہ میں یہی کر لیتی جی اچھا تائی ی جی وہ ناشتے کی ٹرے حیا بیگم
کے سامنے شیشے کے ڈیبل پر رکھتی اور دوبارہ کچن میں چلی جاتی

وہ ناشتہ کر کے فارغ ہی ہوتی کے اسرار شاہ خوشی سے دمکتے چہرے کے
ساتھ کمرے سے باہر آتے اور بولتے مبارک ہو سب کو ابرار شاہ کا آپریشن
کامیاب ہوا وہ کچھ دنوں تک واپس اپنے پیروں پر چل کر آئے گے

سب ایک دوسرے کو خوشی سے مبارک باد دینے لگ گے وہ تھے ہی سب
ایسے سب کی خوشی میں خوش ہونے والے پیار محبت میں گوندھے ہوئے شاہ
گھرانا

حسالہ کہاں ہے ایسے بھی تو خوشخبری دیں باطشہ بولتی اور اوپر اس کے کمرے کی طرف بڑھ جاتی.....

وہ کمرے کے سامنے کھڑی ہو کر دروازہ نوک کرتی اور حسالہ جو ابھی ابھی قرآن پڑھ کر شلف پر رکھ کر مڑی ہوتی دروازہ نوک ہونے پر جا کر کھولتی تو سامنے باطشہ مسکراتا چہرہ لیے کھڑی ہوتی وہ بھاگ کر حسالہ کے گلے لگ جاتی حسالہ تو اس کو دیکھ کر بوکھلا جاتی جب باطشہ کی آواز آتی حسالہ ابان شاہ نے فون کر کے بتایا تایا جی کی ٹانگوں کا آپریشن کامیاب رہا وہ اب اپنے پیروں پر چل سکتے باطشہ حسالہ کو گول گول گھماتے بتا رہی تھی اور حسالہ تو یہ سن کر اونچی اونچی رونے لگ گی تھی وہ تو یہ آس ہی چھوڑ چکی تھی کے اس کے بابا کبھی چل سکے گے اور آج وہ خبر ملی جیسے سن کر وہ خوشی سے آنسو بہانے لگ

چکی تھی باطشہ اس کی حالت سمج چکی تھی تبھی ایسی کندھے سے لگائے چپ کروا رہی تھی

ارے پاگل چپ کر بلکے اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تایا جی کو دوبارہ چلنے پھیرنے کی طاقت دی چلورونا بند کرو اور نچے چلو ناشتے تیار ہے

آپی آپ چلیں میں شکرانے کے نفل پڑھ کر آتی باطشہ ہاں میں سر ہلا کر چلی جاتی اور وہ نفل پڑھنے کے لیے کھڑی ہوتی

ہم انسان اتنی مطلبی ہیں کے اللہ کی بارگاہ میں جھکتے بھی اپنے مطلب کے) لیے ہیں اور جیسے ہمارا مطلب پورا ہوتا ہم اللہ کو بھول جاتے ہو نا تو یہ چاھے جب ہم غم کے موقعے پر اللہ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ویسے ہی خوشی کے (موقعے پر بھی اللہ کا شکر ادا کرنا چاھے

امتثال شاہ بہت خوش تھا جیسے ایسے جینے کی وجہ مل گی ہو اور وجہ تو مل ہی گی تھی جیسے چاھ ایسے پاہ لینے کی امید جو مل چکی تھی امتثال شاہ کو اپنی محبت پر یقین تھا کے وہ ایک دن حسالہ کو بھی خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دے گا اور جب انسان دل سے نیت کریں اچھی امید رکھیں تو ایسا کیسے ہو سکتا کے کے اس کی امید پوری نہ ہو

وہ چابی کے چھلے کو انگلی میں گھماتے خوشی خوشی شاہ منشن آیا اور آتے ہی سامنے بیٹھی انوشے شاہ کے گلے لگ چکا تھا انوشے تو اپنے بیٹے کو یوں مسکراتا دیکھ دل ہی دل میں نظر اتارتی اور پھر وجہ پوچھتی خیر تو ہے میرے بیٹے کے چہرے پر خوشی ہی خوشی دیکھ رہی

موم بات ہی ایسی ہے آپ بھی سنے گی تو خوش ہو جائیں گی اچھا اگر ایسی بات ہے تو بتاؤ مجھے بھی پھر

موم آپ کے بیٹے کو محبت ہو گی ہے پہلی بار کسی لڑکی نے امتثال شاہ کو زیر کیا ھے

بس اب آپ اور بابا اس لڑکی کے گھر میرا رشتہ لے کر جانا ہو گا

اچھا پہلے بتاو تو سہی لڑکی ہے کون لڑکی کو موم آپ بہت اچھے سے جانتی ہو کس کی بات کر رہے ہو کس لڑکی کو میں اچھے سے جانتی ہو مجھے تو کچھ سمجھ نہی آ رہی

موم میں حسالہ شاہ کی بات کر رہا ابرار ماموں کی بیٹی سچی تم حسالہ کی بات کر رہے ہو انوشے تو خوشی سے چہک اٹھتی وہ ہاں میں سر ہلاتا سچی پوچھوں تو میں بھی اس بارے تم سے بات کرنا چاہتی تھی چلو میری مشکل توں نے خود سے تو بات USA آسان کر دی بھائی ی صاحب اور ابان شاہ واپس آتے

کرتی ان سے تمھارے رشتے کی
تھنکس موم یو آر دی بیسٹ موم اف دو ورلڈ
اچھا اچھا اب مھکن نہ لگاو

امتثال شاہ کا قہقہ بلند ہوتا ماں کی بات سن کر اور وہ فریش ہونے اوپر کمرے میں چلا جاتا

میں ابان شاہ کا آخری دن تھا آخر دو ماہ بعد ان کی واپسی ہو رہی USA آج تھی ابرار شاہ تو ک ئی ی دونوں سے واپسی جانا چاھتے تھے پر ابان شاہ نہی مان رہے تھے کیوں کے ڈاکٹر کا کہنا تھا کے دو ہفتوں کے ممکل ریسٹ سے ان کی صحت پر اچھا اثر پڑے کا پہلے کنیسر کا آپریشن ہوا تھا اور اس کے چند ہفتوں بعد ٹانگوں کا آپریشن ہو گیا اس لیے ان کو احتیاط کی سخت ضرورت تھی جو

حویلی جا کر ابرار شاہ نے کرنی نہی تھی ایسی لیے سب کچھ یہاں پر ہے کر کرا کر جا رہے تھے رات آٹھ بجے کی ان کی ٹکٹ تھی

دوسری طرف لال حویلی میں ان دونوں کے ویلکم کی تیاری اچھی خاصی کی جا چکی باطشہ اور حسالہ نے آج حیا اور امینہ بیگم دونوں کو کچن سے چھٹی کرا دی تھی اور خود ہی کچن میں گھسی نا جانے کون کون سی ڈیش تیار کر رہی تھی کیوں کے کسی اور کو کچن میں آنے کی اجازت نہی تھی جب تک سب کچھ تیار نہ ہو جاتا

بہرام شاہ نے تو صبح ہی ابرار شاہ کا صدقہ دے دیا تھا اور ابرار شاہ کے ٹھیک ہونے کی خوشی میں گاوں کے تمام گھروں میں کھانے پینے کی چیزیں بھیجی تھی سب گاوں والے اپنے رحمدل سردار کے لیے طے دل سے شکر گزار تھے

ابان شاہ اور ابرار شاہ پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھ چکے تھے پاکستان اترتے ہی ان کے دل سکون سے بھر چکے تھے ابرار شاہ نے تو ائی رپورٹ سے نکلتے ہی اپنے ملک کی ہوا کو سانس کھینچ کر اپنے اندر اتارا تھا شک اپنے ملک جیسے بات پوری دنیا کے کسی ملک میں بھی نہی ھے

ڈرائی یور پہلے سے ہی گاڑی لے کر انتظار میں کھڑا تھا وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ کر گاوں حویلی کے لیے خیر خریت سے نکل چکے تھے

حویلی پہنچتے ہی ان کا بے صبری سے انتظار کر رہے تھے سب ابان شاہ تو حویلی آتے ہی سب سے مل کر اپنے کمرے میں فریش ہونے چلا گیا تھا جب کے ابرار شاہ حسالہ کے گرد حصار بنا کر صوفہ پر بیٹھا سب سے باتیں کرنے لگ گیا تھا .....

عیشا کمرے میں فیس ماکس لگا کر مزے سے صوفے پر لیٹی ہوئی ی تھی
آنکھیں بند کریں وہ خیالوں کی دنیا میں کھوئی ی ہوئی ی تھی کے اچانک فون
کے چگاڑنے کی آواز آئی ی چونکے ماکس کی وجہ سے وہ بول نہی سکتی تھی
فلحال کیوں کے اس سے سیکن ڈھیلی ہو جاتی جب ہم فیس ماکس لگا کر باتیں
کرتے یا اونچی آواز میں بولتے فون تو بند ہو گیا پر اب مسیج آنا شروع ہو چکے
تھے پر وہ خود کو رلیکس کرے لیٹی رہی جب تک تو وہ کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائے
جب تک وہ ماکس نے اتار لیتی

(ویسے اگر دیکھا جائے تو لڑکیاں اپنی سکن کے لیے بہت جنونی ہوتی)

لال حویلی میں شادی کی تیاری شروع ہو چکی تھی خواتین کے روز روز
بازاروں کے چکر لگا لگ رہے تھے آخر کار بہرام شاہ کے اوکلوتے پوتے اور
لاڈلی پوتی کی شادی تھی کوئی ی عام بات تو نہی تھی
شادی کی ڈیٹ بہرام شاہ ہفتہ پہلے ہی رکھے چکے تھے پندرہ دن بعد کی جس
میں ساتھ دن تو گزر ہی چکے تھے باقی ساتھ دن میں تیاریاں کیسے ممکل ہوتی
یہ تواب لال حویلی میں موجود خواتین کو ہی پتہ تھا باطشہ نے اپنا الگ ہی رولا
ڈال رکھا تھا کے ایسے اپنی بارات کا جوڑا ابان شاہ کے ساتھ جا کر لینا ہے ورنہ
وہ بھوک ہڑتال کر دے گی صبح سے رو رو کر آنکھیں سوجا چکی تھی اور اب حیا
بیگم کے وعدہ کرنے پر خوشی سے اس کے گلے لگ کر کچھ کھانے کچن کی اور
بھاگ گی تھی پیچھے حیا بیگم مسکراتی نفی میں سر ہلا گی جیسے بول رہی ہو اس
لڑکی کا کچھ نہی ہو سکتا

حسالہ نے بھی شادی کی کچھ شاپنگ کل حیا بیگم کے ساتھ جا کر لی جاتی پر ابھی

آدھی سے زیادہ چیزیں رہتی تھی جو اس نے عیشاہ کے حویلی آنے کے بعد پوری کرنی تھی حسالہ کی اپنی فیمیلی میں پہلی شادی تھی اس لیے وہ زیادہ ہی پرجوش تھی خاص کر گاوں کی شادی کو لے کر

حیا بیگم نے جیسے تیسے کر کے ابان شاہ کو باطشہ کے ساتھ شادی کا جوڑا لینے بھیج دیا تھا وہ جانا تو نہی چاھتا تھا پر ماں کو انکار بھی نہی کر سکتا تھا

وہ گاڑی میں بیٹھا باطشہ کا انتظار کر رہا تھا زیادہ انتظار نہی کرنا پڑہ اور سامنے سے باطشہ سفید کلر کے عبایا پہنے ساتھ سفید ہی کلر کے سکاف سے نقاب لگائے دائیں سائیڈ پر بیگ لٹکائے آتی نظر آئی جسے ہی وہ گاڑی میں بیٹھی ابان شاہ گاڑی سٹارٹ کر کے حویلی سے نکل گیا سارے رستے دونوں کے درمیاں کوئی بات نہی ہوئی باطشہ اتنے میں خوش تھی وہ اس کے ساتھ جا رہا تھا

شاپنگ مال جا کر وہ لوگ لہنگے والی دوکان کے اندر جاتے وہاں ہر رنگ میں مختلف مختلف سٹائل میں لہنگے شرارے اور ساڑھی تھی جو ایک سے بڑھ کر ایک ڈریس تھا

ابان شاہ نے سامنے کھڑے لڑکے کو شادی کے لیے لہنگا دیکھانے کو کہاں وہ ان کو لیے دوسری سائید آتا وہاں ان کو کافی لہنگے کی ورائی ٹی دیکھانے لگ جاتا اخر ایک گھنٹے کی مشکل ترین صورت حال کے بعد ایک لہنگا پسند آ ہی گیا تھا باطشہ اور ابان کو وہ لال رنگ کا انڈین لہنگا تھا جس پر بھاری گولڈ کا کام کر رکھا تھا باریک باریک خوبصورتی سے کیا گیا کام دل کو لبھا رہا تھا ابان شاہ نے وہ لہنگا پیک کرنے کو کہا اور پیسے دے کر دوکان سے باہر نکل گیا

سارا دل کجل خوار بقول ابان شاہ کے ہونے کے بعد شاپنگ مکمل ہو چکی تھی اب وہ گھر کے لیے نکل چکے تھے باطشہ تو ابان شاہ کے خراب موڈ کو دیکھتے ہوئے کوئی ی بات نہی کر سکتی لکین وہ خوش تھی اور پر سکون بھی کیوں کے

....وہ شہزادہ آج سارا دن اس کے ساتھ جو رہا تھا خوشی تو بنتی ہی تھی

آخر وہ دن بھی آ ہی چکا تھا جس کا انتظار تھا شاہ فیملی کو آج ابان شاہ اور باطشہ کی مہندی کی رسم تھی مہندی کا انتظام حویلی میں ہی کیا گیا تھا بس چند قریبی لوگوں کو مہندی بر بلایا تھا اس لیے کم ھی انتظام کیا گیا تھا

پوری حویلی رنگ برنگی لائی ٹوں سے دلہن کی طرح سجی ہوئی ی تھی حویلی کے مین گیٹ کے دونوں اطرف گلوب لگائے گے تھا جن میں لال اور ہری بتی جگمگا رہی تھی اور اندر کو جاتا سارا رستہ جس پر پھولوں کی طے بچھائی ی گ ئی ی تھی بہت پیاری لگ رہی تھی گارڈن میں لگے چھوٹے چھوٹے درختوں پر بھی لائی ٹنگ کی گ ئی ی تھی رات کا وقعت تھا تو ماحول پر سکون

اور دیکھنے والے کو ایک الگ ہی احساس کروا رہا تھا شہر سے دور گاوں میں ایسا ماحول بہت ہی خوبصورت اور دل کو بھلا لگتا ہے مہمان آہستہ آہستہ آنا شروع ہو چکے تھے اسرار شاہ اور افروز شاہ سب کا ویلکم کر رہے تھے اور ملازم آنے والے مہمانوں کو جوس پیش کر رہے تھے

مہندی کی نسبت سے آج سب کے مردوں نے سیفد کلر کے قیض شلوار اور گلے میں نٹ کے یلیو کلر ڈوپٹے ڈال رکھے تھے

انوشے شاہ بھی اپنی فیمیلی کے پہنچ چکی تھی وہاب شاہ اور امتثال شاہ بہرام شاہ سے ملنے جا چکے تھے اور انوشے حویلی میں چلی گی باطشہ مہندی کی رسم کے لیے تیار ہو چکی تھی اس نے پیلے رنگ کی گول گھیرے والی قمیض اور پیٹالہ شلوار پہن رکھی تھی پاوں میں پیلے رنگ کا کھوسہ جس پر ہم رنگ نگوں سے کام ہوا تھا اور سر پر جالی دار ڈوپٹہ لیا جیولری میں گجرے گلے میں ہارے اور کانوں میں گول گول پھولوں سے بنی بالیاں پہن رکھی تھی آنکھوں میں

کاجل لگا کر ہونٹوں پر لیپ بام لگائے نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی

حسالہ اور عیشاہ بھی تیار ہو چکی تھی ملازمہ دو بار حیا بیگم کا پیغام دے چکی تھی پر ان کی تیاری ہی مکمل نہی ہو رہی تھی اب وہ تیار ہو کر باہر سٹیج پر جانے کو تیار کھڑی تھی باطشہ کو لیے وہ حویلی کے باہر سیٹج پر چلی گی تھی

رسم ابان شاہ اور باطشہ کی ایک ساتھ تھی اس لیے ابان شاہ بھی اسٹیج پر پہنچ چکا تھا اور باطشہ بھی ابھی ابھی آئی ی تھی

جبک کے امتثال شاہ تو حسالہ کو دیکھ کر دینا ہی بھلا بیٹھا تھا کوئی ی سادگی میں بھی اتنا قہر برپا کر سکتا ہے بس سوچ ہی سکا حسالہ جس نے پیلے کلر کی لونگ

فراک پہن رکھی تھی پیروں میں پیلا ہی کھوسہ اور سر پر ہرے رنگ کا ٹشو کا ڈوپٹہ جس کو پن لگا کر سیٹ کیا گیا تھا ہاتھوں میں گجرے پہنے میک اپ سے پاک بالکل گڑیا لگ رہی تھی عیشا بھی سم ڈریس میں تھی ایسے بھی کوئی ی ترسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جس سے وہ انجان باطشہ کے ساتھ باتوں میں مگن تھی

آخر رات گے مہندی کی رسم ممکل ہوئی ی سب تھکے ہارے اپنے کمروں میں آرام کرنے چلے گے تھے صبح پھر تھکا دینے والا دن تھا سب کے لیے

باطشہ بھی چینج کر کے اس وقعت سمپل سوٹ میں تھی کیونکے ایسے مہندی لگوانی تھی حسالہ کو بہت پیاری مہندی لگانا آتی تھی اس لیے وہ ہی لگا رہی تھی عیشا اور باطشہ دونوں کو ابرار شاہ پہلے سے کافی بہتر تھے خود چل پھر سکتے تھے اس لیے حسالہ ان کی طرف سے پر سکون تھی.....

آج بارات کا دن تھا سبھی لوگ صبح کا ناشتہ کرتے ہی اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو چکے تھے حسالہ بھی فجر میں اٹھی ہوئی ی تھی وہ نماز قرآن پڑھنے کے بعد نچے ہی چلی آئی ی تھی شادی والا گھر تھا ایسے میں اس کی بھی ضرورت پڑھ سکتی تھی کسی کام کے لیے باطشہ نماز پڑھ کر دوبارہ سو چکی تھی ایسے کسی نے اٹھانا مناسب نہی سمجا چلو نیند پوری ہو گی تو رلیکس ہو جائے گی کل بھی وہ رات گے تک مہندی کی وجہ سے جاگتی ہی رہی تھی گاوں کی شادی تھی فل گاوں کی رسم رواج کے مطابق شادی رکھی گی تھی

ابان شاہ سردار بھی تھا گاوں کا اس لیے آج پورے گاوں کے کھانے کا انتظام حویلی والوں کی جانب سے

اچھا حکمران وہی ہوتا جس کی رعایا اس سے خوش ہو جو اپنی رعایا کا اپنی خوشی میں بھی خیال رکھنا نہ بھولے...

دوپہر کے دو بج چکے تھے عیشا باطشہ اور حسالہ امتثال شاہ کے ساتھ پالر کے لیے روانہ ہو چکی تھی چونکے ابان شاہ کے علاوہ بس امتثال شاہ ہی بچتا تھا اس لیے لڑکیوں کو پالر لے جانا اور واپس لانا امتثال شاہ کے زمے تھا وہ ان کو شہر والے بڑے پالر میں چھوڑ کر واپس جا چکا تھا

بہرام شاہ نے بھی اپنے قریبی گاوں کے ساتھیوں کو شادی کی دعوت دی تھی وہ سب گاوں پہنچ چکے تھے بارات کا انتظام

گاوں میں بنے خوبصورت ڈیرے پر کیا گیا تھا جو چار کنال پر مشتمل تھا رات کے اٹھ بج چکے تھے حویلی والے سب لوگ تیار ہو کر حال میں پہنچ چکے تھے مہمان آنا شروع ہو چکے تھے امتثال شاہ بھی تیار ہو کر عیشاہ لوگوں کو لینے پالر جا چکا تھا....

باطشہ کو پالر سے لا کر حال میں برائی ڈل روم میں بٹھا دیا گیا تھا کیوں کے ابھی بارات نہی آئی ی تھی بارات ابان شاہ کے فام ہاوس سے آنی تھی کیوں کے ابان شاہ کے دوستوں نے یہ پلان کیا تھا وہ سب شہر سے تھے کبھی گاوں کی شادی انجوے نہی کی ان لوگوں نے تو اب موقع ملا تھا جیسے وہ کھل کر انجوے کرنا چاھتے تھے

ڈرائی یور ابان شاہ کی تیاری کے لیے صبح سویرے ہی سارا سامان رکھ کر جا چکا تھا اس لیے ابان شاہ کو بھی پریشانی نہی تھی ک ئی ی نہ ک ئی ی وہ اس رشتے سے سکون میں تھا پر اگر وہ یہ بات سمجے تب نہ

وہ آئی ینے کے سامنے کھڑا اپنے بال بنا رہے تھا اس نے آج اوف وائی یٹ کلر کا کلف لگی قمیض شلوار پہن رکھی تھی پاوں میں ہمشہ کی طرح پشاوری چپل اور ہاتھ میں برینڈڈ سلور کلر کی گھڑی پہنے وہ بالکل تیار تھا خود پر برینڈڈ پرفیوم چھڑک کر وہ آئی ینے کے سامنے سے ہٹ گیا اتنے میں تابش اس کے

سر پر سجانے کے لیے مہرون کلر) دلہے کو پہنانے والی ٹوپی) لے کر اندر آتا

جب تک ابان شاہ مہرون کلر کی ویلوٹ کی واسکٹ پہن چکا

تابش نے وہ ٹوپی اس کے سر پر سجا کر اور باقی جو پلٹا تھا اس کو دوسری طرف

موڑ کر بازو کے اندر سے گزر کر سیٹ کر چکا تھا بشک اس وقعت دلہا بنے ابان

شاہ پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا بالکل کوئی ی یونانی شہزادہ لگ رہا تھا

اسرار شاہ کا دو دفعہ فون آچکا تھا تابش اور باقی سب بھی تیار ہو چکے تھے سب

دوستوں نے سفید کاٹن کے سوٹ اور بلیک رنگ کی واسکٹ پہن رکھی تھی

سب ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت لگ رہا تھا زوایار خانزادہ بھی پہنچ چکا

تھا

اور پھر وہ سب گاڑیوں میں بیٹھ کر بارات لیے حال روانہ ہو گے

جیسے ہی بارات آنے کا شور اٹھا باطشہ کے دل نے سو کی سپیڈ سے ڈھر کنا

شروع کر دیا تھا وہ جس کا خواب ہمشہ سے دیکھتی آئی ی تھی آخر وہ دن آج آ ہی گیا تھا ابان شاہ کی دلہن بنی بیٹھی تھی حسالہ اور عیشاہ بھی بارات کے ساتھ ہونے کے لیے پہنچ گی تھی

پھولوں کا ہار پہنے بینڈ باجوں کے ساتھ وہ اپنی دلہن لینے آ چکا تھا کیوں کے نکاح ہو چکا تھا تو دلہن اور دلہے کی حال میں انٹری ایک ساتھ رکھی گی تھی

سامنے سے باطشہ بھی ابان شاہ کی دلہن نٹ والا ڈوپٹہ پہنے حیا بیگم کے سنگ چلتی آ رہی تھی لال رنگ کے لہنگے میں وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی جیسے یہ رنگ بنا ہی اس کے لیے ہو اوپر سے بازوں بھر بھر کر مہندی لگائے زیور سے آرستہ ہوئی ی ابان شاہ کے دل کی دنیا اتھل پتل کر چکی تھی یہ لڑکی کسی دن مجھے مار کر ہی دم لے گی ابان شاہ سوچ ہی سکا پھر اپنی سوچ پر خود کو ملامت کرتا نظروں کا رخ پھیر گیا

باطشہ اور ابان شاہ ساتھ چلتے اسٹیج تک چلتے جا رہے تھے حال میں موجود سب لوگ ان کی جوڑی کو سرا رہے تھے وہ ایک دوسرے کے ساتھ ممکل لگ رہے تھے بالکل چاند اور ستاروں کی مانند ان کو فوٹو شوٹ ساتھ ساتھ جاری تھا

امینہ بیگم تو اپنی بیٹی کی خوشیوں کی دعا کرتی جا رہی تھی اب دعا قبول ہوئی ی یا نہی یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے

ٹائی م کافی ہو چکا تھا اس لیے بہرام شاہ نے رخصتی کا کہے دیا تھا یوں باطشہ افروز سے باطشہ ابان شاہ بنی رخصت ہو کر پیا دیس چل پڑی تھی مانا ایک ہی گھر میں رہنا تھا پر رشتے بدل چکے تھے حقدار بدل چکا تھا وہ سب سے ملتی گاڑی میں بیٹھ چکی تھی اور پھر ابان شاہ کے بیٹھے گاڑی حویلی کے راستے نکل پڑی

عیشاہ اور حیا بیگم اور حسالہ یہ سب پہلے ہی نکل گے تھے دلہن کے استقبال کی تیاری بھی تو کرنی تھی ان لوگوں نے

دلہے کی گاڑی حویلی پہنچ چکی تھی وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور دوسری طرف سے باطشہ بھی نکلی تھی حیا بیگم اور باقی سب لڑکیاں ہاتھوں میں پھولوں کی ٹوکریاں لیا کھڑی تھی ماں کی گھوری پر ابان شاہ باطشہ کا ہاتھ تھامے اندر آرہا تھا عیشاہ تو ان کی وڈیوز بنا رہی تھی جب کے حسالہ پھول برسا رہی تھی باقی لڑکیوں کے ساتھ باطشہ کو لا کر لاونج میں بیٹھا کر ابان شاہ جا چکا تھا وہ جتنا برداشت کر چکا تھا کافی تھا اس کا غصہ اب کس پر نکلنا تھا یہ کوئی ی نہی جانتا تھا

دلہن نے ساری رسمیں دلہے کے بنا ہی کی تھی باطشہ جہاں تھوڑی دیر پہلے خوش تھی اب بوجھل دل کے ساتھ سب کے درمیان بیٹھی تھی وہ تھک چکی

تھی اور کچھ ابان شاہ کا یوں چلے جانا اس کا دل دکھا گیا تھا اس کا دل رونے کو کر رہ تھا پر رو بھی نہی سکتی تھی

عیشاہ جاو بیٹا باطشہ کو ابان شاہ کے روم میں چھوڑ آوں بیٹھ بیٹھ کر تھک چکی ہے جی ممانی جان اچھا

عیشاہ ایک ہاتھ سے اس کا لہنگا پکڑے اوپر سڑھیاں چڑھتی اور باطشہ بھی شکر ادا کرتی ساتھ چل پڑھتی.....

کیا لگتا ابان شاہ کیا کریں گا باطشہ کے ساتھ کیوں کے جتنا وہ کول تھا آج بات ہضم نہی ہو رہی

وہ کب سے بیڈ پر بیٹھی ابان شاہ کا انتظار کر رہی تھی عیشاہ ایسے ابان شاہ کے کمرے میں بیٹھا کر چلی گ ئ ی تھی پیچھے وہ سارا لہنگا بیڈ پر پھیلائے منہ گھونگھٹ میں چھپائے اپنے مجازی خدا کا انتظار کر رہی تھی بیٹھے بیٹھے کمرا کٹر چکی تھی ٹائم دیکھا تو گھڑی 12 سے اوپر کا ٹائم ہو چکا تھا وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر گی تھکن سے بدن چور چور تھا پر وہ پھر بھی اس بے حس انساں کے انتظار میں تھی جو شاہد بھول چکا تھا کے اس کی شادی تھی آج اور گھر میں اس کی ن ئ ی نیولی دلہن انتظار میں ہے

ابھی ایسے لیٹے چند منٹ ہی ہوے تھے کے کمرے کا لوک کھول کر وہ اندر آیا سامنے نظر پڑتے ہی غصہ خود بخود اتر آیا وہ غصے سے چلتا ہوا اس کے پاس آتا وہ جو ابھی تک گھونگھٹ اوڑھے تھی اس کا بازو پکڑ کر اس بیڈ سے نچے کھڑا کرتا وہ ابھی کچی نیند میں تھی کے اس اچانک حملے سے گھبرا جاتی اور زور سے چیخ مارتی ابان شاہ جلدی سے اس کے منہ کے اگے ہاتھ رکھتا معاک ئ ی آواز باہر نہ چلی جائے

کہاں چلے گے تھے آپ میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی اب تو میں تھک گی ایک تو اتنا بھاری لہنگا اوپر سے اتنی جولیری افففف وہ ابان شاہ کے چہرے کے سخت تاثرات دیکھے بنا نان سٹاپ شروع ہو چکی تھی

میں نے تو نہی کہاں میرا انتظار کرو ابان شاہ غصہ سے بولتا

ایسے کیسے نہ کرتی انتظار آج ہماری شادی ہوئی ہے بیوی ہوں آپ کی منہ دیکھائی کا تحفہ دیں مجھے وہ مسکراتی آنکھوں سے اپنا مہندی بھرا ہاتھ اس کے اگے کرتی

میرے پاس کچھ نہی تھمیں دینے کے لیے اور پیچھے ہٹوں مجھے سونا بھی ہے وہ اس کو پکڑ کر پیچھے کرتا خود بیڈ پر بنا چینج کریں ہی لیٹ جاتا

باطشہ پہلی رات ہی اپنی عزت افزئی پر خون کے آنسو بہاتی رہے جاتی پر کچھ پل بس کچھ پل لگے باطشہ افروز شاہ کو سنبھلنے کو اور وہ دوبارہ سے ابان شاہ کے سامنے جا کھڑی ہوئی

ایسے کیسے سونے دوں پہلے میری منہ دیکھائی کریں پھر مجھے تحفہ دیں تب سو سکتے آپ ابان شاہ تو اس کی دیدہ دلیری پر عش عش کر اٹھا وہ کچھ اور بھی بولتا کے ابان شاہ کی چنگاڑتی آواز پر سہم چکی تھی سمجھ نہی آتی میری بات میں ایک بات بار بار دہرانے کا عادی نہی ہوں اور ویسے بھی میں تم جیسے بتمیز لڑکی سے شادی صرف گھر والوں کی خوشی کے لیے کی ہے تم ایک انچاہی بیوی ہو جس کی میرے سامنے ایک رتی بھی حثیت نہی اور باطشہ کو دھکا دیتا بیڈ پر لیٹ کر منہ تک کمبل اوڑھ گیا پیچھے وہ روتی سسکتی رہی

اپنی قسمت پر ماتم کر رہی تھی کیا میں انچاہی بیوی ہوں وہ تو بس اسی بات پر

اٹک چکی تھی

کافی دیر زمین پر بیٹھی روتی رہی جب رو رو کر تھک گی تو وہی بیٹھی بیٹھی سو چکی تھی یہ دنیا کی پہلی لڑکی ہونی جیسے شادی کی پہلی رات ہی انچاہی بیوی کا لقب مل چکا تھا

حسالہ چینج کر کے فریش ہو کر ٹاول سے ہاتھ منہ صاف کرتی واشروم سے باہر نکلی تو دیکھا اس کا فون بج رہا تھا نمبر دیکھا تو وہ کوئی ی ان نون نمبر تھا جیسے دیکھ اس نے کال اٹھانا ضروری نہی سمجا ابھی وہ دو قدم ہی اگے بڑھی تھی کے مسیج کی ببپ پر مڑ کر فون کی جانب دیکھتی تو اسی نمبر سے مسیج آیا ہوتا وہ تجسس کے مارے مسیج اوپن کرتی تو مسیج پڑھ کر چہرے پر پہلے حیرت پھر

خوشی نے جگہ لے لی تھی ابھی وہ وہی کھڑی فون کو دیکھ کر مسکرا ہی رہی تھی کے ایک بار پھر فون بجنا سٹارٹ ہو چکا تھا جیسے ریسیو کر کے وہ کان کو لگا چکی تھی

کہاں تھی جانم کال کیوں نہی سن رہی تھی دوسری طرف سے امتثال شاہ کی بیقراری کا اندازہ اس کی آواز سے لگ رہا تھا پہلی بات تو یہ ہے شاہ کے میں فریش ہونے گ ئی ی تھی اور دوسری بات میری پاس آپکا نمبر نہی تھا اس لیے کال نہی سن سکی امتثال شاہ تو حسالہ کے منہ سے پہلی بار اپنا نک نام سن کر ایسی میں اٹک چکا تھا اچھا اب نمبر سیو کر لو کیوں کے اب میرا جب دل کیا اپنی جانم کی سریلی آواز سننے کو میں نے کال کر لی کرنی حسالہ بات کرتے کرتے بیڈ پر لیٹے چکی تھی

اچھا میرے پاس ایک گڈ نیوز ھے امتثال شاہ بولتا

اچھاسنادیں پھر کون س نیوز ہے حسالہ بھی غور سے سننے لگ جاتی تو امتثال شاہ بولتا کے مام کو ہمارے بارے پتہ ہے اور وہ بہت جلد ابرار ماموں سے ہمارے رشتے کے بارے بات کریں گی جہاں امتثال شاہ بات کر رہ تھا وہی حسالہ کی تو شرم سے پلیکں ہی جھک چکی تھی کیا ہوا جانم آپ کو خوشی نہی ہوئی ی میری بات سن کر نہی ایسا بات نہی مجھے خوشی ہے کے بنا کچھ بولے پھو پھو مان گی بس کبھی کبھار اپنی قسمت سے بڑا ڈر لگتا ہے

میرے ہوتے ڈرنے کی کوئی ی بات نہی مجھ پر یقین رکھوں کبھی کچھ ہونے نہی دوگا آپ پر ہی تو یقین کیا ہے ورنہ پتہ نہی کہا کر لیتی اس کی آوز بھرائی ی سن کر دوسری طرف امتثال شاہ پے چین ہو گیا تھا

صبح فجر میں ابان شاہ کی آنکھ کھولی تو جیسے نماز پڑھنے کی غرض سے اٹھا ابھی

دو قدم ہی چلا تھا کے اس کا پیر کسی چیز سے ٹکراتا ہے وہ لیپ اون کرتا تو دیکھتا باطشہ نچے زمین پر وہی دلہن والے لباس میں گھڑی بنی سو رہی ہوتی گالوں پر آنسو کے مٹے مٹے نشاں اب بھی ظاہر ہو رہے تھے وہ خود کو ملامت کرتا ایسے بازوں میں بھر کر بیڈ پر لیٹا دیتا پھر احتیاط سے اس کی جولیری اتارتا سب اکٹھی کر کے ڈرسنگ پر رکھ کر واپس باطشہ کی طرف آتا اور اس پر کمفرٹ اوڑھ کر خود وضو کرنے چلا جاتا

باطشہ جو خود کو نرم بستر پر محسوس کر کے آنکھیں کھولتی تو اک دم اٹھ کر بیٹھ جاتی ایسے اچھے سے یاد تھا رات ابان شاہ کے دھتکارنے پر وہ روتی وہی بیڈ کے ساتھ ٹک کر سو گی تھی تو اب بیڈ پر کیسے آئی ی اس نے اپنی دوسری طرف دیکھا تو ابان بیڈ پر نہی تھا اور واشرم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تو ایسے ایک لمحہ لگا سمجنے کا کے وہ یہاں کیسے آئی ی اس سے پہلے کے وہ سنگ دل باہر نکلتا باطشہ منہ تک کمفرٹ اوڑھ کر لیٹ گی

وہ جب باہر نکلا تو نظر باطشہ کی طرف گ ئی ی تو وہ منہ تک کمفرٹ اوڑھے سو رہی تھی ابان شاہ نے ٹوپی اٹھائی ی اور مسجد نماز پڑھنے چلا گیا اس کے جاتے ہی وہ جھٹ سے بیڈ سے اتر کر ڈریسنگ روم جاتی اور تھوڑی دیر بعد چینج کر کے سمپل سے سوٹ پہن کر وضو کرنے جاتی وضو بنا کر وہ نماز پڑھنے مشغول ہوتی ہے نماز قرآن سے فارغ ہو کر وہ دوبارہ سونے کے لیے لیٹ جاتی ایک تو سردی کی وجہ سے فرش بھی ٹھنڈا تھا جس کے چلتے ساری رات نیند نہی آئی ی تھی اب وہ لیٹتے ہی سو چکی تھی ابان شاہ جب واپس کمرے میں آیا تو وہ سو چکی تھی ابان شاہ صوفے پر جا کر لیٹ گیا کیوں کے وہ باطشہ کے ساتھ بیڈ بر نہی سونا چاہتا تھا صبح کے اٹھ بجے باطشہ کی دوبارہ آنکھ کھولی وہ ٹائی م دیکھتی جلدی سے اٹھ گی ڈر سینگ روم سے اپنے کپڑے لیتی وہ شاور لینے جاتی اور پندرہ منٹ بعد وہ شاور لے کر بال ٹاول میں لپٹے آئی ینے کے سامنے کھڑی میک اپ کرنے لگ جاتی میک اپ سے فارغ ہو کر وہ بال بناتی در میاں سے

مانگ نکال کر پیچھے بال کھولے چھوڑ دیتی کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاپس
پہن کر سر پر اچھے سے ڈوپٹہ سیٹ کرتی اور ہاتھوں میں چوڑیاں ڈالنے لگ
جاتی جب چوڑیوں کی کھنک سے ابان شاہ کی آنکھ کھل جاتی تو وہ باطشہ کے
سراپے پر نظر ڈالتا تو پلٹنا بھول ہی جاتا وہ گہرے پرپل رنگ کی کلیوں والی
فراک پہنے جس پر ہلکی سے دھگے کی کڑائی کر رکھی تھی اور سر پر پرپل ہی
ڈوپٹہ اوڑھے میک اپ کریں کوئی ی گڑیا ہی لگ رہی تھی
اب وہ بیڈ پر بیٹھی پیروں میں کھوسہ پہن رہی تھی پھر اٹھ کر باہر نکل جاتی اس
کے جاتے ہی ابان شاہ ہوش کی دنیا میں واپس آتا اس کے کپڑے بیڈ پر نکال
کر رکھے ہوتے وہ کپڑے لیے فریش ہونے جاتا فریش ہونے کے بعد وہ بال
رگڑتا باہر آتا اور جا کر آئی ینے کے سامنے کھڑا ہو کر تیاری کرنے لگ جاتا

.....

شاہ حویلی والے سب ناشتے کے ڈیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے ہوتے جب باطشہ نچے آتی اور سب کو سلام کر کے کرسی کھینچ کر بیٹھ جاتی سب سلام کا جواب دے کر واپس ناشتہ کرنے لگ جاتے وہ جوس کا جگ لے کر گلاس میں جوس ڈالتی اور اپنی پیلٹ میں بریڈ اور امیلٹ رکھ کر کھانے لگ جاتی جب بہرام شاہ کی آواز آتی

باطشہ بیٹے ابان شاہ کیوں نہی آیا ابھی تک وہ نوالا منہ کو لے جاتی روک کر سوچنے لگ جاتی بھلا وہ کیوں انچاہی بیوی کے ساتھ آئے گا اور آنکھیں خود ہی نم ہو جاتی کیا ہوا لاڈو افروز شاہ باطشہ سے پوچھے بابا سائیں کچھ پوچھ رہیں ہیں اس سے پہلے کے وہ کچھ بولتی ابان شاہ سڑھیاں اترتا نچے آتا اور بہرام شاہ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ جاتا حیا اور امینہ بیگم روز کی طرح سب کی پسند کا الگ الگ ناشتہ تیار کرنے کچن میں مصروف تھی باطشہ نے زہر مار تھوڑا ناشتہ کیا اور اٹھ کر کمرے میں چلی گی پیچھے کسی نے نوٹ کیا ہو یا نہی پر ابان شاہ

نوٹ کر چکا تھا اور غصہ بھی آ رہا تھا باطشہ پے پتہ نہی کیوں باطشہ کو دیکھتے ہی
غصہ آ جاتا تھا ایسے اور اب تو وہ اس کی بیوی بن چکی تھی دن رات ایسے دیکھنا
مجبوری بن چکی تھی صرف اپنی خوشی کے لیے اپنی ماں کی تربیت پر کسی کو انگلی
اٹھانے نہی دے سکتا تھا اس لیے چاھے کچھ ہو وہ یہ رشتہ نبھانے پر مجبور تھا
دوسری طرف وہ کمرے میں آتے ہی الٹی لیٹی کب سے رو کے آنسو بہا رہی
تھی ایسی زندگی تو نہی سوچی تھی اس نے کیا محبت کرنا جرم ہے اور محبت کون
سا پوچھ کر ہوتی وہ تو بس ہو جاتی چاھے پھر سامنے والا کالا ہو گورا ہو امیر ہو یا
فاقے کش محبت جس کو اپنی لیپٹ میں لے لیتی پھر وہ اپنی انا کو کچل کر بس
من چاھے کی ہر بات سہے جاتا بندہ محبت میں انا کب رکھی جاتی وہ رو رو کر
جب تھک گی تو بیسن کے سامنے جا کر کھڑی ہوتی منہ پر پانی کے چھنٹے مارتی
رہتی کچھ دیر بعد پر سکون ہوتی تو ٹاول سے منہ صاف کر کے دوبارہ ہلکا پھلکا
میک اپ کرتی اب وہ اپنی چھوٹی قسمت کی وجہ سے بڑھوں کے درمیاں
کوئی ی بدمزگی نہی چاھتی تھی .....

ابان شاہ جب کمرے میں آیا تو وہ اپنی الماری سیٹ کر رہی تھی بلاشبہ وہ اس وقعت پر پل سوٹ میں بہت پیاری لگ رہی تھی ابان شاہ کے دل نے اس بات کا اعتراف کیا تھا یہ نکاح کے تین بول کا ہی اثر تھا کے وہ نہ چاھتے ہوئے وہ باطشہ کی طرف متوجہ ہو جاتا تھا پر باطشہ نے رات سے اب تک ابان شاہ سے کوئی ی بات نہی کی تھی ابھی بھی وہ کپڑے رکھ کر جیسے ہی پلٹی ابان شاہ جو الماری میں رکھی فائی ل لینے اگے بڑھ رہا ہوتا دونوں کا تصام ہوتا اور وہ بیلنس قائی م نہی رکھ پاتی اور گرنے لگتی کے ابان شاہ ایسے تھام لیتا وہ نظر اٹھا کر دیکھتی نظروں سے نظریں ملتی تو ابان شاہ کو محسوس ہوتا جیسے وہ روئی ی ہو باطشہ جو گرنے سے بچ جاتی وہ اچھل کر ابان شاہ کی بانہوں سے نکلتی اور دور ہو کر کھڑی ہو جاتی ابان شاہ کو اس کی یہ حرکت بہت ناگوار لگتی اور وہ غصہ

سے اس کی اور بڑھتے وہ ایسے اپنی طرف آتا دیکھ پیچھے کی جانب قدم لیتی یہ
.... جانے بنا کے راہ فرار کا رستہ غلط چن بیٹھی تھی جلدی بازی میں

شادی کے بعد سب کچھ اپنی روٹین پر آ چکا تھا اگر کچھ نہی بدلہ تھا تو باطشہ اور ابان شاہ کا رشتہ ابھی ہی ابان شاہ کی وہی سرد مہری تھی باطشہ صبح اس کے اٹھنے سے پہلے کمرے سے نکل جاتی تھی اور رات کو جب تک وہ حویلی لوٹتا وہ اپنے بیڈ پر پھیل کر سو رہی ہوتی تھی ابان شاہ کے لیے جگہ کم پڑھتی تھی اس لیے وہ صوفے پر جلتا کڑھتا سو جاتا کبھی کبھار تو ایسے لگتا باطشہ جان بوجھ کر یہ سب کرتی صرف ایسے تنگ کرنے کے لیے

آج بھی وہ اس کے اٹھنے سے پہلے کمرے سے جا چکی تھی وہ اٹھتا فریش ہونے چلا گیا ایسے پتہ تھا اس کے کپڑے واشروم میں روز کے طرح لٹک رہے ہو

گی ابان شاہ کے سارے کام اب باطشہ ہی کرتی تھی اس کی چھوٹی سے چھوٹی چیز کا خیال رکھتی تھی ابان شاہ کو یہ عادت باطشہ کی اچھی لگتی تھی ابھی ابھی وہ فریش ہوتا باہر نکلا اور آئی ینے کا سامنے جا کر برش سے بال بناتا بال بنانے کے بعد وہ خود پر پرفیوم چھڑکتا نیچے چلا جاتا اج اس نے آفس نہی جانا تھا کچھ مسلہ تھا گاوں کا اس لیے سردار ہونے کے ناطے اس ابان شاہ کا بھی وہاں ہونا ضروری تھا

جب وہ نیچے آیا تو باطشہ اس کے لیے کچن میں کھڑی ناشتہ بنا رہی تھی وہ جیسے ڈائی ینگ ڈیبل پر بیٹھا باطشہ نے اس کے سامنے ناشتہ رکھا وہ چپ چاپ ناشتہ کرنے شروع ہو چکا تھا باطشہ وہاں سے سدھا لاونج میں حسالہ کے ساتھ آ کر بیٹھ جاتی اور ابان شاہ ناشتہ کرنے کے بعد دا داسائی یں کے پاس مردان کھانے چلا جاتا

امتثال شاہ کے اسرار پر انوشے اور وہاب شاہ حسالہ کے رشتے کے لیے لال حویلی آئے ہوُئے تھے

چائے ناشتے سے فارغ ہو کر انوشے شاہ ابرار شاہ کے پاس جا کر بیٹھی اور بولی بھائی ی سا آج ہم آپ سے آپ کی سب سے قیمتی چیز لینے آئے ہیں سب ہی ان کی طرف متوجہ ہو چکے ہوتے ہیں جب ابرار شاہ بولتے میرے پاس کون سی قیمتی چیز ہے اور اگر کچھ ہے بھی تو میری بہن سے زیادہ اہم تو نہی ہو گی

نہی بھائی ی سا مجھ سے بھی زیادہ اہم ہے ابرار شاہ بہرام شاہ کی طرف دیکھتے سوالیہ نظروں سے جب بہرام شاہ بولتے انوشے بچا کیا چاھے بولوں پہلے کبھی اپنے بچے کی کسی بات سے انکار کیا جواب ہو گا تو انوشے وہاب شاہ کی طرف دیکھ پھر بہرام شاہ کو بولتی بابا سائی یں ہم اپنے بیٹے امتثال شاہ کے لیے ابرار بھائی ی سا کی بیٹی حسالہ کا رشتہ مانگنے آئے ہیں ہے مجھے میری خواہش ہے حسالہ بیٹی میری گھر کی بہو بنے سب لوگ انوشے کی بات سن کر حیرت اور

خوشی کے ملے جلے جزبات لیے ایسے دیکھ رہے تھے جب بہرام شاہ کی آواز آئی ی

انوشے بچہ امتثال شاہ بھی ہمارے گھر کا بچہ ہے پر حسالہ کی بھی میری پوتی ہے مجھ سے زیادہ اس فیصلے کا حق ابرار شاہ کو ہے کیوں کے وہ اتنے سالوں سے ہم سے الگ رہیں ہیں ان کا نظریہ الگ بھی ہو سکتا اور یہ بھی ہو سکتا حسالہ بیٹی کی بات وہی شہر میں نہ طے کر رکھی ہو بہرام شاہ کی بات سے سب لوگ متفیق ہوتے

ابرار شاہ انوشے کو بولتے مجھے خوشی ہوئی ی میرے ماضی کی غلطیوں کو در گزر کر کے آپ نے میری بیٹی کے سوچا ایک باپ ہونے کے ناطے میرا فرض ہے میں اپنی بیٹی کو خوش دیکھوں میں اپنا کوئی ی بھی فیصلہ زبردستی اپنی بیٹی پر تھوپنا نہی چاہتا میری بیٹی ساری زندگی پہلے ماں کے پیار کو ترسی ہے میں حسالہ سے پوچھ کر ہی کوئی ی جواب دوں گا

جی بھائی ی سا آپ کا ڈر اپنی جگہ صیح ہے پر میں اس بات کی زمیداری خود لیتی حسالہ بیٹی کو میں ہر خوشی دوں کی اور مجھے یکین ہے امتثال شاھ ایک اچھا ہمسفر ثابت ہو گا پر پھر بھی آپ اپنی بیٹی سے پوچھ لے ایک بار وہی ہو گا جو حسالہ چاہتی انوشے کی بات سن کر ابرار شاہاں میں سر ہلاتا اور اٹھ کر حسالہ کے روم کی طرف بڑھ جاتا

حسالہ کو انوشے شاہ کے آنے کے بارے امتثال شاہ پہلے ہی انفارم کر چکا تھا اس لیے وہ کمرے سے ہی نہی نکلی تھی شرم وحیا کے مارے ابھی بھی وہ بیڈ پر بیٹھی اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھ رہی تھی جب ابرار شاہ اندر آئے حسالہ ان کو دیکھتی اٹھ کھڑی ہوئی ی ارے بابا آپ ہاں مجھے اپنی بیٹی سے بات کرنی تھی جی بابا بولیں وہ ان کو بیڈ پر بیٹھاتی خود بھی ساتھ بیٹھ گی

حسالہ بیٹا میری بات غور سے سننا اور سوچ سمجھ کر مجھے جواب دینا جی بابا بولیں ایسی بھی کیا بات ہے

بیٹا نچے آپکی انوشے پھوپھو آئی ی ہیں وہ امتثال بیٹے کا آپ کے لیے رشتہ لائی یں ہیں مجھے تو اتنے مہنیوں میں امتثال شاہ میں کچھ غلط نظر نہی آیا پر پھر بھی میں آپ سے رضامندی لینا چاہتا آپ جو بولوں گی میں مان لوں گا بابا جیسے آپ کو مناسب لگے مجھے آپ کا ہر فیصلہ قبول ہے وہ سر جھکا کر ہاں کرتی جیتا رہے میرا بچہ اللہ میرے بچے کے نصیب اچھے کریں اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر باہر نکل جاتا پیچھے کی آنکھ سے ایک آنسو نکل کر گال پر جزب ہو جاتا

تھوڑی دیر بعد ابرار شاہ نے اکر انوشے اور وہاب کو رشتے کی رضامندی دے دی تھی انوشے تو خوشی سے چہک اٹھی تھی وہ اپنے ساتھ لائی ی مٹھائی ی

سے سب گھر والوں کا منہ میٹھا کرواتی اور سب ایسے مبارک بعد دینے لگ جاتے بشک کچھ ہی منیوں میں حسالہ بھی سب کو باطشہ کی طرح عیزیز ہو چکی تھی

باطشہ تو بھاگ کر حسالہ کے کمرے میں جاتی اور ایسے مبارک باد دیتی بدلے میں حسالہ تو شرما ہی جاتی جیسے دیکھ باطشہ اس کا خوب ریکارڑ لگاتی دونوں کافی دیر ایک دوسرے سے مزاق کرتی رہتی پھر باطشہ اٹھ کر اپنے روم کی جانب جاتی کیوں کے ابان شاہ کے آنے کا ٹائی م تھا

روم میں آکر وہ ابان شاہ کے کپڑے نکال کر بیڈ پر رکھتی اور دوبارہ نچے جاتی کیوں کے انوشے شاہ اور وہاب شاہ کو رات کا کھانا کھانے کا بول چکے تھے اس لیے وہ تای کی مدد کروانے کچن میں بڑھ جاتی

کھانے سے فارغ ہو کر وہ لوگ شاہ منشن کے لیے نکل چکے تھے امتثال شاہ کتنی بار کالز کر چکا تھا پر ایسے ستانے کے لیے ان لوگوں نے کال نہی اٹھائی ی تھی وہاب شاہ جانتے تھے وہ سامنے ہی ان کا انتظار کر رہا ہو گا اور ایسا ہی تھا جب وہ گھر پہنچے گاڑی کے ہارن کی آواز سن کر امتثال شاہ بھی لاونج میں آ چکے تھے جیسے وہ لاونج میں آئے

کیا ہوا موم ماموں سانے کیا بولا اس کے بے تابی سے پھر پور آواز سننے کو ملی انوشے شاہ سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ کر امتثال شاہ کو ہاں کی خبر سنا چکی تھی جسے سن امتثال شاہ تو خوشی سے جھوم اٹھا تھا تھنکس موم مجھے اتنی بڑی خوشی دینے کے لیے وہ مام کی پیشانی چوم کر اپنے کمرے جاتا تا کے حسالہ کو مبارک بعد دے سکے

ابان شاہ حویلی واپس آیا تو سیدھا کمرے میں چلا گیا رات کافی ہو چکی تھی آج دوستوں نے شادی کی دعوت مانگی تھی تو ان کے ساتھ کافی لیٹ ہو گیا وہ جلدی جلدی سڑھیاں چڑھ رہا تھا جب پانی کا جگہ پکڑے باطشہ کمرے سے نکلتی دونوں کا زبردست تصام ہوتا اور جگ باطشہ کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا اور سیدھا فرش پر گر کر کرچیوں میں منتقل ہو جاتا

اور کچھ کانچ کے ٹکڑے باطشہ کے پاوں پر لگتے جس سے اس کے پاوں سے خون نکلنا شروع ہو جاتا وہ سسکاری لیتی اپنی چیخ کا گلا گھونٹ لیتی وہ اس سنگ دل کے سامنے رونا نہی چاہتی تھی ابان شاہ جو غصہ سے پہلے باطشہ کو پر زمین پر گرے کانچ کو دیکھتا اور بولتا دیکھ کر نہی چل سکتی ہو ہر وقعت بندروں کی طرح اچھلتی رہتی ہو یہاں وہاں ایک انساں باہر سے تھکا ہارا گھر آتا اور آتے سامنے تمھاری نوٹنکی شروع ہو جاتی

اس کی نظر ابھی باطشہ کے پاوں پر نہی پڑھی تھی جس سے خون نکل کر فرش پر پھیل رہا تھا وہ بنا چپل پہنے ہی نکل آئی ی تھی اس لیے ننگے پاوں زخمی کروا

لیے تھے اچانک ابان شاہ کی نظر نچے زمین پر پڑھتی تو باطشہ کے پاوں خون سے لال سرخ ہوئے پڑے نظر آتے وہ جلدی سے اگے بڑھ کر اسے گود میں اٹھا کر روم کے اندر لاتا وہ جو اس کی ڈانٹ سن رہی ہوتی اچانک اس یوں ابان شاہ کے اٹھانے پر کچھ بول نہی پاتی

ابان شاہ کے سینے میں منہ دیے وہ بے آواز روئے جا رہی تھی وہ ایسے لا کر صوفے پر بیٹھاتا اور بیڈ کی دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر لیتا پہلے وہ روئی ی کے ساتھ سارا خون صاف کرتا ساتھ ساتھ منہ سے پھونک بھی مارتا رہتا تاکہ جلن نہ ہو پھر دوائی ی لگا کر پٹی کرتا اس بیچ باطشہ یک ٹک اپنا درد بھلائے ایسے ہی دیکھتی رہتی ابھی تھوڑی دیر پہلے کیسے لڑ رہا تھا اور اب اتنی فکر وہ بالکل دھوپ چھاؤں جیسا لگ رہا تھا ابان شاہ باطشہ کی نظروں خود پر محسوس کر رہا تھا پر کچھ بولا نہی پٹی کرنے کے بعد اپنے ہاتھ دھو کر آیا اور پھر باطشہ کو گود میں اٹھا کر کے بیڈ پر لا کر لیٹا دیتا اس پر کمبل اوڑھ کر باہر نکل جاتا باطشہ کو ابھی بھی درد ہو رہا تھا پر پہلے سے کم تھا جب وہ دس منٹ بعد ٹرے

میں گلاس رکھے دودھ لے کر کے آتا اور بولتی تاشی اٹھو یہ ہلدی والا دودھ
پیوں اس سے درد سے راحت ملے گی
مجھے نہی پینا دودھ
میں پوچھا کب میں بول رہا ہوں چلو اٹھو اتنا ٹائی م نہی کے تمھارے سر پر کھڑا
رہوں وہ جو اٹھ کر بیٹھ رہی ہوتی اس کے آخری بولوں پھر سے ٹوٹ پھوٹ کا
شکار ہو جاتی دودھ پی کر گلاس سائی یڈ ڈیبل پر لکھ کر لیٹ جاتی

اور ابان شاہ اپنے کپڑے لیے فریش ہونے چلا جاتا اس کے جاتے ہی وہ دبی
.....دبی سیکیوں سے رونے لگ جاتی ہے پھر

ابان شاہ جب باہر نکلتا جب تک باطشہ سو چکی ہوتی وہ ٹاول سے ہاتھ منہ صاف
کرتا آئی ینے کے سامنے جا کھڑا ہوتا بال بنا کر وہ پرفیوم چھڑکتا خود پر اور پھر

ایک نظر باطشہ کو دیکھ جس کی گالوں پر آنسوں کے نشان نظر آرہے تھے وہ لب بھنچتا صوفے پر جا کر لیٹ گیا پر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی

اس نے شادی کی پہلی رات باطشہ کے ساتھ جو کچھ کیا جب غصہ ٹھنڈا ہوا خود کو کافی ملامت کیا مجھے باطشہ کو ایسا نہی بولنا چاھے تھا جو کچھ بھی ہوا اس میں اس کا کیا قصور اس نے سوچ لیا تھا وہ اپنے رشتے کو ایک موقع اور دیں گا اور کوشش کریں گا اس کی وجہ سے اس نازک لڑکی کی آنکھوں سے آنسو نہ لائے پر وہ اپنی کی گ ئ ی بات سے ہی مکر گیا تھا شادی کے پہلے جہاں باطشہ ایک نظر اچھی نہی لگتی تھی پر جب سے نکاح ہوا وہ پہلے جیسی نہی لگتی تھی شاہد یہ حلال رشتے کی بدولت ہی تھا کے وہ لڑکی اس کی عادت بنتی جا رہی تھی اور عادت تو محبت سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی

وہ کب سے سونے کی کوشش کر رہا تھا پر نیند نہی آرہی تھی وہ اٹھ کر بالکونی

میں آگیا اور سگریٹ سلگا کر پینے لگ گیا کافی دیر وہی کھڑے رہنے کی وجہ سے جسم ٹھنڈا ہو گیا تھا سردی کی شدت زور پکڑتی جا رہی تھی وہ دوبارہ کمرے میں آکر لیٹ گیا اور کچھ دیر بعد اخر کار نیند مہربان ہو ہی چکی تھی اس پر .....

وہ آفس میں بیٹھا اپنے لیب ٹاپ پر مسٹر Jk کی ای میل دیکھ رہا تھا جب اس کے پرنسل نمبر پر کال آئی وہ ویسے ہی بیٹھا ایک نظر فون کی جانب دیکھتا تو کال اس کے دوست زوایار کی تھی وہ فورن فون کی جانب متوجہ ہوا

ہاں بولوں زوایار سب اوکے ہے نہ

نہی سر کچھ ٹھیک نہی ہے جس یونی میں نے ایڈمشن لیا وہاں

ڈرگز اور لڑکیوں کو اپنے جال میں پھنسا کر ان کو بلیک میل کیا جاتا اور یہ کام ملک شہریار کے بھائی کا بیٹا اور اس کی گینگ کر رہی ہے زوایار ساری بات سنا کر اگلے حکم کا انتظار کرتا ہے جب سپیکر سے بھاری رعب دار آواز ابھرتی

اوکے تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ آج رات ملک کے بھتیجے اور ان کے

دوستوں کو اٹھا کر ہمارے خاص اڈے پر چھوڑ آنا اگے کا کام مجھ پر چھوڑ دو اور خیال رہے کام کسی کی بھی نظر میں آئے بغیر کرنا ہے او کے سر اور کال کٹ جاتی پیچھے زوایار اپنے باقی ساتھیوں کو فون کر کے بوس کے پلان سے اگاہ کرتا اب ان کو رات کا انتظار تھا کیوں کے ملک کا بھتیجا رات کو اپنے آوارہ دوستوں کے ساتھ کلب میں لازمی جاتا تھا وہی سے اسے اور اس کے دوستوں کو کڈنیپ کرنا تھا ان لوگوں نے ....

وہ آج لال ساڑھی پہنے ملک شہریار کے ساتھ پارٹی میں جانے کو تیار تھی ساڑھی پر بلاوز پہنے جس کے بازوں نہ ہونے جیسے تھے سلک کی ساڑھی میں اس کا دلکش سراپا دیکھنے والے کو اپنے طرف متوجہ ہونے پر مجبور کر دیتا تھا اس نے 40 سال کی عمر میں بھی خود کو اتنا فٹ رکھا ہوا تھا

چلیں وہ آئی ینے کے سامنے کھڑی پرفیوم چھڑک رہی تھی جب ملک اندر آیا اور ایسے دیکھتا ہے خباثت سے مسکرانے لگا وہ بھی بدلے میں مسکرانے لگ گی یہ جانے بنا کے یہ اس کی شاہد آخری مسکراہٹ ہو وہ جانتی نہی تھی جس محبت کے لیے اس نے اپنی بیٹی پیار کرنے والا شوہر چھوڑا وہ ہی محبت آج ایسے رسوا کر دے گی

پر یہ بھی سچ ہے جس مرد یا عورت کو حرام کی لذت پڑ جاتی وہ صیح غلط کی پہچان بھول جاتا ہے ہمارا اسلام ہمیں اسی لیے غیر مرد سے اکیلے میں ملنے سے منع کرتا کیوں کے اکیلا مرد اور عورت فتنہ ہے بشک اپنے نفس پر قابو پانے والا شخص آخرت میں جنت کا حقدار ہے پر لوگوں کو دولت اور گاڑیوں بنگلوں کی حواس میں صیح غلط کی پہچان بھول چکے ہیں)

وہ لوگ پارٹی میں پہنچ چکے تھے مسز انصاری ان کو ویلکم کرتی اندر لا چکی

تھی حنا تو اندر یا چکی تھی پر ملک کسی کو کال کرنے کے لیے باہر ہی روک گیا تھا

ہیلو ہاں میں ایسے لے کر پارٹی میں آ چکا ہوں بس تم لوگ میرا اشارہ ملتے ہی
اپنے اپنے کام پر لگ جانا اور میرے پیسوں کا انتظام ہوا کے نہی دوسری
طرف سے نا جانے کیا کہا گیا ملک قہقہ لگا کر ہنس پڑا اور بولا بہت محنت کی ہے
سا+لی پر بہت گھمنڈ ہے اپنی خوبصورتی پر آج اس کا غرور ٹوٹ جائے گا بہت
پیسہ بہایا ہے آج سود سمیت واپس ملنے والا ہے وہ تو بس پیسوں کے لیے بے
...تاب تھا

ابان شاہ صبح اٹھا تو دیکھا حسالہ بیڈ پر بیٹھی پاوں پکڑے رو رہی تھی وہ کمبل
پھنکتا اس کی جانب آیا اور بولا کیا ہوا صبح صبح کیوں دماغ خراب کر رہی وہ روتی

نظروں سے اس کی طرف دیکھتی اور بولتی کیا اب روں بھی آپ سے پوچھ کر میری آنکھیں میری مرضی جو مرضی میں کروں یہ بول کر وہ پاوں پکڑ کر پھر سوں سوں کرنے لگ جاتی ابان شاہ اس کے پاوں کی طرف دیکھتا اور دراز سے فرسٹ ایڈ باکس کا ڈبہ نکال کر اس کے پاس بیٹھ جاتا وہ جیسے ہی باطشہ کا پاوں پکڑتا وہ اپنی جگہ سن ہو جاتی کسی مرد نے پہلی پر چھوا تھا وہ تو پتھر کی بن گی تھی رات تو درد کی وجہ سے اس کی قربت محسوس ہی نہی کر سکی تھی پر اب شرم سے نظریں جھکا لی تھی چہرے پر لال گلنار بکھر چکا تھا جب کے ابان شاہ اس سے بے خبر اپنا کام کر رہا تھا اس نے باطشہ کی پٹی اتار کر زخموں پر مرہم لگا دی تھی کٹ زیادہ گہرے نہی تھے اس لیے اب پٹی کی ضروت نہی تھی وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور بولا کوئی ی کام کرنے کی ضروت نہی آج روم میں رہے کر ریسٹ کرنا اتنا بول کر وہ فریش ہونے چلا گیا آفس کے لیے کافی لیٹ ہو چکا تھا اس کے ساتھ کتنا حسین لگتا بشک کھڑوس ہے پر پھر بھی دل میں بستا ہے اس کا پاس ہونا ہی میرے لیے کافی ہے باطشہ یہ سوچ

...کر من ہی من مسکرادیتی

عیشاہ کواب اس نمبر سے اکثر مسیجز آنے لگ گے تھے صبح کو بھی اور رات کو بھی اب تو بے خبری میں عیشاہ کو بھی ان مسیج کا انتظار رہتا تھا

ابھی بھی وہ نہا کر نکلی تھی گیلے بال پشت پر بیکھرے وہ شیشے کے سامنے جا کھڑی ہوتی جب اسکی کال آتی وہ نمبر دیکھتی تو نمبر وہی ہوتا جس سے مسیج آتے وہ کچھ سوچ کر کال یس کرتی تو دوسری طرف سے آواز آتی

شکر ہے ہم غریبوں پر بھی آپ کی کرم نوازی ہوئی ی ہماری کال بھی یس ہوئی ی بولوں کیوں کال کی ہو کون مجھے کیوں بار بار کال مسیجز کرتے ہو دیکھوں عیشاہ میں کوئی ی آوارہ لڑکا نہی مجھے آپ پہلی نظر میں اچھی لگی تھی میں آپ کو اپنی جیون ساتھی بنانا چاہتا آپ کے گھر اپنے والدین کو بھیجنا چاہتا ہو اور چاہنا غلط تو نہی بس آپکی رضامندی چاھے مجھے بتائے کیا بنے کی میری جیون ساتھی عیشاہ تو اس کے اظہار پر حیران تھی

کیاہوا مس عیشاہ بول کیوں نہی رہی وہ پھر بولتا توعیشاہ بولتی دیکھس مسٹر میں کیسے کسی انجان شخص کی بات پر بھروسہ کرلوں اور تمھیں مجھ سے پیار ہے پر میں کسے مان لو یہ بات میں تو آج تک دیکھا تک نہی آپکو

تو دیکھ لینا جب راشتہ لے کر آیا اور یقین کرو برا نہی ہو خوبصورت ہوں ہینڈسم ہو اور سب سے بڑھ کر آپ سے پیار کرتا ہوں عیشاہ کچھ بولے بنا دھڑکتے دل کے ساتھ فون کٹ جاتی

کال بند کرتے ہی وہ اپنی حساس خود سمج نہی پا رہی ہوتی اس شخص کی باتیں اپنے سحر میں جھگڑ رہی تھی ایسے اس کا اظہار کرنا ابھی تک کانوں میں گونج رہا تھا وہ آنکھیں بند کر کے لیٹ جاتی

مجھے اچھی لگی ہو پہلی نظر میں_

دیکھوں عیشاہ میں آوارہ لڑکا نہی_

شادی کرنا چاہتا آپ سے

عیشاہ کو ابھی بھی اس کا اظہار کان میں محسوس ہو رہا تھا وہ انجانے میں ہی مسکرا رہی تھی دل کے کسی کونے میں وہ اجنبی جگہ بنا چکا تھا بس احساس ہونا باقی تھا جب نیند نہ آئی ی تو وہ نچے انوشے کے پاس جاتی تا کے کچھ دیر ان کے ساتھ بیٹھ سکے نیند تو اب آنے سے رہی وہ نچے آئی ی تو انوشے کی گود میں سر رکھیں امتثال شاہ لیٹا ہوا تھا

جیسے دیکھ وہ تھوڑا حیران بھی ہوتی

واہ جی واہ آج تو بڑا پیار لیا جا رہا ہے وہ امتثال شاہ کو بولتی وہ جو آنکھیں بند کر کے لیٹا ہوا ہوتا آنکھیں کھول کر عیشاہ کی جانب دیکھتا اور بولتا آگ ئی ی چڑیل اب نظر نہ لگا دینا ہمارے

اوے چڑیل کس کو بولا اتنی خوبصورت لڑکی آپکو چڑیل لگتی خود ہی ہو جن نہی جن

انوشے شاہ ان کی بے تو کی لڑائی ی دیکھ کر حیران ہو رہی تھی اس سے پہلے کے وہ مزید لڑنے لگتے انوشے عیشاہ کی طرف متوجہ ہوتی اور بولتی لڑنا بعد میں پہلے بھائی ی کو مبارک تو دو رشتہ طے ہو گیا ہے

حسالہ کے ساتھ اس کا سچی کب ہوا اور مجھے اب بتا رہے ہو آپ لوگ وہ ناراض سی ہوتی بولتی ارے بیٹا آج ہی ہوا ابھی تھوڑی دیر پہلے میں اور تمھارے بابا سائیں لال حویلی سے ہی واپس آئے تھے

مبارک ہو بھائی ی حسالہ مجھے بھی بہت پسند ہے وہ کتنی مصوم سی لگتی بس ہائے کتنا مزا آئے گا شادی پر وہ تو بس اسی بات سے خوش تھی کے امتثال شاہ کی شادی ہو گی

بہنیں چاہے لاکھ بھائیوں سے لڑتی ہوں پر ان کی خوشی میں ان سے بھی)
(زیادہ خوش ہوتی

زوایار اور اس کے ساتھی رات کو ہی افان اور اس کے دوستوں کو کلب سے باہر نکلتے ہی کڈنیپ کر کے اپنے بوس کے اڈے پر لا چکے تھے وہ رات سے AS بے ہوش ہی تھے ابھی ابھی ان کو ہوش آ رہی تھی کو اطلاع دی گئی تھی وہ کالا ٹروائی زر شرٹ پہنے چہرے پر ماکس لگائے کمرے میں داخل ہوتا جہاں ان سب کو الگ الگ کرسیوں پر بندھ رکھا تھا

ولی... یس سر ان پر پانی پھینکوں ہوش میں آئے یہ لوگ وہ جیسے ہی بولتا ولی

پانی سے بھرا جگ لا کر افان کے اوپر انڈیل دیتا جس سے وہ ہوش میں آنے لگتا تھوڑی دیر بعد وہ مکمل ہوش میں آجاتا جیسے ہی وہ آنکھیں کھولتا خود کو کسی انجان جگہ پر پاہ کر پہلے تو ڈر جاتا مگر پھر بولتا کون ہو تم لوگ اور کیوں مجھے یہاں لائے ہو جانتے نہی ہو کون ہوں میں

بہت اچھے سے جانتے کون ہو تم اور جس کے دم پر اچھل رہے ہو نہ چونٹی کی طرح منٹ سے پہلے مسلا جائے گا وہ تیرا چاچو ملک شہریار

افان ماکس پہنے شخص کی بات سن کر ڈر کے مارے چپ ہو جاتا

بی. ایس اگے بڑھ کر اس کے منہ پر مکوں اور گھونسوں کی اچھی خاصی بارش کرتا وہ لڑکھڑا کر زمین پر جا گرتا کرسی سمایت اس کا جبڑا ٹوٹ جاتا

گارڈ جلدی سے ایسے کھڑا کرتا اور بی.. ایس بولتا جو پوچھو کا سچ بولنا اور اگر جھوٹ بولا تو تیری لاش کے ٹکرے ٹکرے کر کے چیل کوؤں کو ڈال دوں گا پھر تیرا وہ چاچا کیا کریں گا

افان کا تو جبڑا ہی ٹوٹ گیا تھا ساری اکڑ پل بھر میں اڑن چھو ہو گی تھی

تو بولوں ڈر گز سپلائی ی میں یونی میں اور کون کون تھمارے ساتھ ہے اور کب سے یہ دھندا شروع کر رکھا مجھے سچ سننا ہے یہ یاد رکھنا

افان کے ساتھیوں کی بھی دھلائی ی شروع ہو چکی تھی اب سچ کے علاوہ کچھ نہی بچا تھا.....

دو سال سے یہ کام جاری ہے اور یونی کے پروفیسر کے انڈر کام ہوتا وہ بھی اس کام میں برابر کے ملوث ہے ہم لڑکیوں کے ساتھ دوستی کا ناٹک کر کے آہستہ

آہستہ ان کو ڈر گز کی طرف لاتے اور جب وہ مکمل عادی ہو جاتی

توان کو دھندے پر لگا دیتے ہیں لڑکیاں ڈر گز کے لیے غلط کام کرنے لگ
کرتے ہیں blackmail جاتیں پھر ہم ان کے وڈیوز بنا کر بعد میں ان کو
اتنا بول کر افان چپ ہو گیا

اچھا تو یہ بتاؤ یہ جواب لڑکیوں کی باہر کے ممالک میں ڈیل ہو گی وہ کب ہے
اور کس جگہ پر ہے بی. ایس کے پوچھنے پر افان اس کی طرف دیکھتا پر اس کی
غصے اور وحشت سے بھری آنکھیں دیکھ کر حلق تر کرتا اور بولتا

آج سے چار دن بعد ڈیل ہو گی ڈیل فائی نل انصاری کے کلب ہو گی جب
کے لڑکیاں ملک شہریار کے بنگلے میں بنے طے خانے میں رکھی گ ئی ہیں

ولی ان کا کام تمام کر کے لاشیں سڑک کنارے پھنک دینا اتنا بول وہ اپنا ماکس درست کرتا کمرے سے نکل گیا پیچھے افان روتا بلکتا معافیاں مانگتا رہا پر سننا کس نے.....

ابان شاہ آج جلدی گھر آگیا وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا جب حیا بیگم نے آواز دی

ابان میری بات سن کر کمرے میں جانا وہ چلتا ہوا اپنی ماں کے سامنے آکر روک جاتا اور بولتا جی موم بولیں کیا بات ہے

ابان بیٹا اگر شادی کو نبھا نہی سکتے تو ہمیں انکار کر دیتے کیوں ہمیں بھابھی اور بھائی کے سامنے شرمندہ کرنے پے تلے ہوئے ہو میری ایسی تربیت تو نہی

وہ جو حیران ہوتا ماں کی بات سن رہا تھا اخری بات پر غصے سے دانت پیس کر

بولتا ہوا کیا ہے مام کیا کیا میں نے جو بات آپکی تربیت پر آگ ئی ی ہے

اچھا بیٹا جی ابھی کچھ ہی کیا باطشہ بیٹی کے ساتھ جو آپکا رویہ ہے نہ سب کو نظر آتا وہ بچی بولتی نہی تو اس کا مطلب یہ نہی ہمیں پتہ نہی چلنا
مام میں نے کچھ نہی کیا وہ نظریں چراتا بولتا ہے

بیٹا اب وہ آپکی بیوی ہے اور جس بات پر آپ ابھی تک ضد لگا کر بیٹھے بھول جاو ایسے رشتے تو پہلے ہی طے ہوتے کس کا جوڑ کس کے ساتھ وہ ہمارے پیدا ہوتے ہمارے نصیب کے ساتھ جڑ جاتے ہیں اور آپکا نصیب باطشہ کے ساتھ جڑا تھا اس لیے اللہ کے کیے گے فیصلے سے انکاری نہ ہو

وہ کافی دیر ایسے سمجھتی رہی اب ابان شاہ کی سمج میں بات پڑی کے نہی وہ تو ایسے ہی پتہ

ابان شاہ کمرے میں آیا تو باطشہ آئی ینے کے سامنے کھڑی بال بنا رہی تھی ان کے درمیاں بات چیت نا ہونے کے برابر تھی اب بھی وہ کوٹ صوفے پر رکھتا جا کر بیڈ پر لیٹ جاتا اور آنکھیں بند کر لیتا باطشہ جو ایسے اندر آتے دیکھ چکی تھی

وہ برش وہی رکھتی اور سر پر اچھے سے ڈوپٹہ لے کر نچے کچن میں جاتی تھوڑی دیر بعد اس کی واپسی ہوتی تو ٹری میں چائے کباب اور کچھ سینک رکھی ہوئی ی تھی وہ ٹرے ڈیبل پر رکھتی اور ابان شاہ کو مخطاب کرتی

شاہ اٹھ جائی یں چائے پی لیں ابان شاہ جو نیند میں جانے والا تھا باطشہ کی آواز سن کر آنکھیں کھولتا اور سامنے رکھی ٹرے پر ایک نظر ڈال کر پھر باطشہ کی طرف دیکھتا اور بولتا تمھیں یہ سب کرنے کی ضرورت نہی

تم کیا سمجھتی ہو یہ سب ڈرامے کر کے اچھی بیوی بننے کا فرض پورا کر لو گی اور میرے دل میں جگہ بنالو گی تو مس باطشہ غلط فہمی ہے تمھاری تم کبھی میرے دل تک نہی پہنچ سکتی

وہ یہ جانے بنا کے سامنے والے کا دل کس بدردی سے توڑ رہا اپنے طنز کے تیر برستا رہتا ہے باطشہ آنسو پر کنٹرول کیے کھڑی رہتی

اب کھڑی کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو لے جاؤ یہ سب

نہی چاھے کچھ بھی مجھے اور غصے سے ٹرے اٹھا کر زمین پر پھنک دیتا ہے گرم گرم چاھے ساری جا گر باطشہ کے پاوں پر گرتی جس سے وہ تڑپ کر چیخ مارتی وہ جو آنکھیں بند کر کے دوبارہ لیٹنے لگتا باطشہ کی چیخ سن کر فورن آنکھیں کھولتا نظر باطشہ کے پاوں پر جاتی جس پر چاھے گرنے سے لال لال نشان بن چکے تھے اور وہ بنا آواز کے روتی پاوں پر پھونک مار رہی تھی وہ بیڈ سے اترتا اس کی قریب آتا اور اس کے پاوں کو ہاتھ لگانے لگتا جب باطشہ ایسے ہاتھ کے

اشارے سے وہی روک دیتی اور بولتی زخم دینے والے کو مرہم لگانا زیب نہی دیتا مسٹر ابان شاہ

.....اور ابان شاہ اس کی بات پر لب بھینچ جاتا

باطشہ لنگڑتی ہوئی ی بیڈ کے سائی یڈ دراز کھولتی اور وہاں سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر وہاں سے ٹیوب نکال کر پاوں پر لگانے لگ جاتی جس پر چھالے بننا شروع ہو چکے تھے گرم چائے کی وجہ سے جلن کی شدت بہت تھی وہ روتی آنکھوں سے مرہم لگا کر وہی بیڈ پر بیٹھ جاتی جبک ابان شاہ وہی گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا تھا وہ غصے میں بھول ہی چکا تھا کے باطشہ سامنے کھڑی ہے چائے اس پر بھی گر سکتی وہ اٹھ کر بنا کچھ بولیں ڈرسینگ روم چلا جاتا باطشہ وہی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بلک بلک کر رونے لگ جاتی ہے ابان شاہ کپڑے چینج کر کے جب باہر نکلتا تو باطشہ کو یوں روتے دیکھ اس کے دل کو کچھ ہوتا ہے پر وہ

خود کو کمپوز کرتا اس کے سامنے جا کر بیٹھ جاتا باطشہ اس کی طرف نہی دیکھتی
وہ اس کے سرخ سفید جس پر تازہ ہی نیل پالش لگائی ی گ ئی ی تھی جلنے
کے سبب سرخ نشانوں سے بھر گے تھے دیکھ رہا تھا
وہ جانتا تھا باطشہ کو جلن کے ساتھ ساتھ درد بھی ہو رہا اور یہ ایسے پتہ نہی کیوں
اچھا نہی لگ رہا تھا پہلے خود درد دیتا پھر خود ہی کو اچھا نہی لگتا

ابرار شاہ اب ممکل طور پر صحت یاب ہو چکے تھے اس دوران حسالہ نے ان کا
بہت خیال رکھا تھا ٹائی م پر کھانا دوائی ی دیتی رہی اب وہ خود کو بالکل ٹھیک
محسوس کر رہا تھا اس لیے اس نے افروز کے ساتھ آفس جوائی ن کر لیا تھا
بہرام شاہ نے اس کا حصہ ایسے الگ دینے کا کہا تھا پر ابرار شاہ نہی مانے ان کا
کہنا تھا جیسے اب تک سب ساتھ ہیں پھر وہ کیوں خود کو الگ سے تھکائے وہ
سب کے ساتھ مل کر ہی کام کو اگے بڑھائے گے

ابان شاہ نے ان کے لیے الگ سے ڈرائی یور اور گاڑی کا بندوبست کر دیا تھا
تا کے ان کو کسی پریشانی کا سامنے نہ کرنا پڑے

وہ آفس کے لیے نکل رہا تھا جب حسالہ کمرے میں داخل ہوتی نظر آئی ی بابا
ماشاءاللہ بہت پیارے لگ رہے آپ تو دوبارہ سے جوان ہو رہے وہ مسکراتی
اپنے بابا کو چھیڑ رہی تھی اور ابرار شاہ اس کی مسکراہٹ پر واری صدقے جا رہا
تھا بابا میں آپ کے لیے ناشتہ تیار کروا کے آئی ی چلیں جلدی نچے پھر سب
ساتھ میں ناشتہ کرتے ہیں اچھا بیٹا آپ چلو میں آتا ہوں او کے بابا جلدی
آئی یے گا ناشتے کے ڈیبل پر سب انتظار کر رہے میں جب تک باطشہ آپی کو بلا
لو وہ اتنا بول کمرے سے نکل جاتی

حسالہ باطشہ کے روم کے سامنے آ کر روم نوک کرتی جب اندر سے باطشہ کی
ہلکی سے آواز آتی دروازہ کھولا ہے آجائی یں

حسالہ جب کمرے میں جاتی تو باطشہ بیڈ پر بیٹھی ہوتی

آپی ابان بھائی ی تو آفس بھی چلے گے آپ نچے نہی آئی ی ابھی تک ہاں وہ میری کچھ طبیت خراب جس کی وجہ سے کچھ بھی کھانا کا دل نہی چاہ رہا کیا ہوا آپ کو کچھ نہی بس سر میں درد ہے ابھی وہ بول رہی ہوتی کے حسالہ کی نظر اس کے جلے ہوئے پاوں پر پڑتی وہ جلدی سے بولتی باطشہ آپی آپ کا پاوں کیسے جلا افففف اتنا جل گیا کچھ نہی حسالہ وہ میں

ابان کے لیے حائے لے کر آرہی تھی کے پاوں پھسلا اور میں گر گی تو چائے ساری میرے پاوں پر گری وہ جھوٹ بولتی بتا گی ایسے مرہم لگائی ی جلد صیح ہو جائے گا اچھا آپ جا کر ناشتہ کریں نچے سب انتظار کر رہے ہو گے اور سنوں نچے کسی کو کچھ نہ بتانا او کے مگر کیوں آپی

وہ اس لیے کے سب ایسے پریشان ہو گے یہ اچھی بات نہی او کے جی اچھا آپی حسالہ بولتی کمرے سے نکل گی باطشہ اس کے جاتے ہی آنکھیں بند کر کے لیٹ گی تھی.....

عیشاہ کمرے میں بیٹھی پلیٹ میں انگور ڈالے کھا رہی تھی ساتھ ساتھ ٹی وی پر ڈرامہ دیکھ رہی تھی جب امثال شاہ اس کے کمرے میں آیا

وہ آتے اس کے اگے سے پلیٹ اٹھا کر سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ کر مزے لے کر کھانا لگ جاتا اور عیشاہ اس کی یہ حرکت ہک بک دیکھتی رہے جاتی

شاہ. برو یہ کیا حرکت ہے

لائی ے میری پلیٹ واپس کریں وہ اس کی بات سن کر بولتا پلیٹ واپس چاھے یس برو تو امثال شاہ انگور اٹھ کر ایک ہاتھ میں پکڑتا اور خالی پلیٹ عیشاہ

کی جانب سر کا دیتا وہ شاہ برو

کیا ہے خود تو پلیٹ مانگ رہی تھی اب کیوں ایسے دیکھ رہے میں نے انگوروں
والی پلیٹ مانگی تھی خالی نہی وہ روہانسی ہوتی بولتی اور امتثال شاہ کا چھت پھاڑ
قہقہ کمرے میں گونجتا وہ کچھ انگور اپنے پاس رکھ کر باقی عیشاہ کی جانب کرتا
اور بولتا لے کھالیں

ویسے شاہ برو آج میرے کمرے میں خیر تو ہے کیوں کے بنا مطلب کے
میرے کمرے تک آنا ایسا ہو ہی نہی سکتا عیشاہ بھی اس کے ساتھ صوفے پر
بیٹھتی پوچھتی ہے جب وہ مسکراتا اس کی طرف دیکھتا

ویسے کتنے اچھے سے جانتی ہو مجھے ہاہاہا ویری فنی اب بولیں کیا کام ہے کام بس
یہ ہے کے آپ کو کل حسالہ کو بلانا ہے ایسے میرا انہی بتانا کیوں برو میں حسالہ

کو کچھ شاپنگ کروانا چاہتا اور لال حویلی سے ایسے میرے ساتھ آنے کی
اجازت نہی ملے گی اس لیے آپ کی ہلیپ چاھے
اچھا تو بدلے میں مجھے کیا ملے گا بروو شرارتی نظروں سے دیکھتے ایسے پوچھتی
ٹھیک ہے ٹھیک ہے آپ بھی کر لینا شاپنگ
اوکے بروو پھر بس کل تیار رہنا اوکے ،،،،،،،

اشتال شاہ کے جاتے ہیں عیشاہ حسالہ کو کال کرتی حسالہ جو ابھی ابھی
کمرے میں آئی ی ہوتی فون رنگ ہونے پر فون اٹھاتی تو عیشاہ آپی کالنگ لکھا
آرہا ہوتا وہ جھٹ کال یس کرتی اور سلام بولتی دوسری طرف سے عیشاہ
وعلیکم سلام بولتی اور کہتی حسالہ آپ کل میرے ساتھ شاپنگ پر چلو گی ماما
بزی ہے اور باطشہ کی ابھی ابھی شادی ہوئی ی ایسے یو سارا دن ساتھ رکھنا
مناسب نہی تو آپ چلو گی

عیشاہ بہانہ بناتی اسے ساتھ لے جانے کے لیے راضی کرنے لگتی

عیشا آپی میں بابا سے پوچھ کر بتاتی ابرار ماموں سے میں نے پوچھ لیا ہے اگر کل فارغ ہو تو تیار رہنا دوپہر میں چلیں گے

جی اچھا عیشاہ آپی اور کچھ دیر بات کرنے کے بعد عیشاہ کال کٹ کرتی اور امثال شاہ کو ڈن کا مسیج کر کے فون بیڈ پر رکھی نیچے انوشے کے پاس چلی جاتی

حسالہ نے پھر بھی اپنے بابا کو پوچھنے کی غرض سے ان کے کمرے میں جاتی دروازہ نوک کر کے وہ اندر جاتی ابرار شاہ ابھی شہر سے لوٹے تھے وہ نہا کر ٹاول سے بال رگڑتے نکلے ہی تھے کے حسالہ اجازت لیتی اندر آئی ی

بابا عیشاہ آپی کی کال آئی ی تھی وہ کل مجھے اپنے ساتھ شاپنگ پر لے جانا چاھتی اگر آپ کی اجازت ہو تو کل میں ساتھ چلی جاؤ..

جی بیٹا مجھے عیشاہ بچے پوچھ چکی ہے اب وہ آپ کی کزن کے ساتھ ساتھ نند بھی ہے میں کیسے انکار کر سکتا آپ کل چلی جانا یہ بولتے وہ دراز میں سے کچھ کیش نکال کر حسالہ کو دیتے اور بولتے آپ بھی اپنی ضرورت کی چیزیں لے آنا

او کے بابا میں آپ کے لیے چائے بنا کر کے لاتی اور نچے کچن میں چائے بنانے چلی جاتی.....

باطشہ کا ایک پاوں تو صیح تھا پر دوسرے پر کافی چھالے تو نہی بنے تھے پر سرخ نشاں بن چکا تھا اور چلتے ہوئے درد بھی محسوس ہوتا تھا جب وہ دوپہر میں بھی کھانے پر نہی آئی ی تو امینہ بیگم کو پریشانی سی ہونے لگ گی تھی وہ اوپر باطشہ کے کمرے میں آئی ی تو باطشہ سرخ آنکھوں سے بیٹھی پاوں پر دوا لگا رہی تھی

وہ بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی اور اس کا پاوں دیکھ کر تڑپ کر رہ گی اس کی ناز و پلی بیٹی اس وقعت کس درد میں تھی اور وہ کیسی ماں تھی جو جان ہی نہ سکی

یہ پاوں پر کیا ہوا ہے وہ روتی ہوئی ماں کی طرف دیکھتی اور اس کے سینے سے لگی بچوں کی طرح اونچی اونچی رونے لگ جاتی ہے امینہ بیگم تو بوکھلا جاتی

باطشہ کو ایسے روتا دیکھ

کیا ہوا بچہ ابان نے کچھ کہاں ہے پر باطشہ روتی رہتی امینہ اس کی کمر سہلاتی رہتی جب کافی رو کر دل کا غبارہ نکال لیتی باطشہ تو ماں کی سینے سے سر نکال کر ان کی طرف دیکھتی پر امینہ بولتی تاشی پاوں پر سرخ نشان کی چیز کے ہیں اور بتایا کیوں نہی کسی کو

کچھ نہی اماں سائی یں یہ کل میں ان کے چائے لا رہی تھی تو میرا پاوں سلپ

ہوا اڑے نچے گری تو چائے کے چھنٹے میرے پاوں پر گر گے اور تو کچھ نہی
ہوا ابان شاہ جو آج جرگے کے فیصلے کی وجہ سے شہر نہ جا سکا کمرے کے اندر
آتے باطشہ کے آخری الفاظ سن کر خود کو شرمندگی انتہا میں گرا ہوا محسوس
کرتا وہ اندر آتا تو امینہ بیگم اٹھ کر جانے لگتی جب باطشہ کی آواز آتی اماں
سائیں مجھے کچھ دیر نچے جانا کمرے میں لیٹ لیٹ کر تھک گی

امینہ بیگم ابان شاہ کی طرف دیکھتی جو لب بھینچ کر کھڑا ہوتا ماں تھی کیسے نہ
جانتی بیٹی کی آنکھوں میں درد وہ کچھ کچھ معاملہ سمجھتی سہارا دیں کر باطشہ کو
کھڑا کرتی اور آہستہ آہستہ لیے ایسے نچے لے جاتی ابان شاہ پیچھے اس کی پشت
.....ہی دیکھتا رہے جاتا

دوسرے دن امتثال اور عیشاہ تیار ہو کر لال حویلی حسالہ کو لینے کے لیے نکل گ ئی ے تھے وہاں پہنچ کر امتثال مردان خانے میں بہرام شاہ کے پاس چلا گیا جبکے عیشاہ اندر حویلی میں جب وہ حویلی کے اندر جاتی تو حسالہ لاونج میں عبایا پہنے اس کا ہی انتظار کر رہی ہوتی

عیشاہ جا کر سلام بولتی اور پن اتار کر نقاب کھول کر صوفے پر بیٹھ جاتی جلدی کریں حسالہ ہمیں واپس بھی آنا پھر جی آپی میں تو تیار ہوں بس اندر سے پرس لے کر آتی پھر چلتے ہیں او کے عیشاہ مسکرا کر بولتی اور حسالہ کچن میں کھڑی ملازمہ کو عیشاہ کے لیے جوس بنا کے دینے کو بول کر جلدی جلدی اپر روم میں جاتی الماری میں لٹک رہے پرس کو اٹھا کر کندھے پر لٹکاتی ایک نظر آئی ینے میں خود کو دیکھ کر نیچے چلی جاتی جہاں عیشاہ جوس ہاتھ میں پکڑے باطشہ سے باتوں میں مگن ہوتی چلیں آپی حسالہ بولتی اور عیشاہ ہاتھ میں پکڑے جوس کے گلاس کو سامنے پڑے شیشے کے ڈیبل پر رکھ کر سلام کرتی دونوں باہر نکل

جاتی سامنے ہی گاڑی سے ٹیک لگائے آنکھوں پر بلیک چشمہ لگائے امتثال شاہ کھڑا تھا جیسے دیکھ حسالہ پہلے تو کنفوس سی ہوتی پھر آہستہ قدم لیے گاڑی میں بیٹھنے لگتی عیشاہ جس نے چلا کی سے پچھلا دوازہ کھول کر بیٹھ جاتی اور حسالہ جب بیٹھنے لگتی تو امتثال شاہ کی آواز سنائی ی دیتی

حسالہ آپ میرے ساتھ اگے آکر بیٹھے حسالہ مدد طلب نظروں سے عیشاہ کی طرف دیکھتی پر وہ فون میں خود کو بزی ظاہر کرتی چار وناچار حسالہ کو اگے جا کر ہی بیٹھ جاتی امتثال شاہ حسالہ کی طرف سے گاڑی کا دوازہ لوک کر کے دوسری طرف آکر ڈرائی یونگ سیٹ پر بیٹھ جاتا اور گھڑی زن سے بھاگ لے جاتا....

حسالہ امتثال شاہ کے پاس بیٹھی خود کو بڑی بے بس سا محسوس کر رہی تھی
امتثال شاہ سے اٹھتی پرفیوم کی بھنی بھنی سی خوشبو اس کے حواسوں پر سوار ہو
رہی تھی وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مسل رہی تھی جب عقب سے امتثال
شاہ کی آواز آتی کیوں ظلم کر رہی ہو ان نازک انگلیوں پر کیا قصور ان کا حسالہ
جلدی ہاتھ گود میں رکھ کر سیدھی ہو کر بیٹھ جاتی پر بولتی کچھ نہی کیا ہوا آج
چپ کا روزہ رکھا ہوا حسالہ شاہ نے وہ امتثال شاہ کی طرف دیکھتی ہاں بس
ایک نظر_ وہ ایک نظر ہی کافی تھی امتثال شاہ کی لو دیتی نظریں ایسے شرم
وحیا سے پلکیں جھکانے پر مجبور کر گ ئ ی تھی چہرے پر لالی پھیل چکی تھی
اور امتثال شاہ نے یہ بدلتا منظر
اپنی آنکھوں میں قید کر لیا تھا وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی یا امتثال شاہ کو لگی وہ
.. سمج نہی سکا
عیشاہ تو ایسی تھی جیسے گاڑی میں موجود ہی نہ ہو وہ فون میں مگن مسیج پر بزی
تھی کانوں میں ہینڈ فری لگائے ان کی باتوں سے انجان تھی حسالہ جو روخ

موڑے عیشاہ کو دیکھ رہے تھی اب اطمنان سے نظریں سامنے کر گ ئی ی

اور تھوڑی دیر بعد وہ شہر کے بڑے مال کے سامنے کھڑے تھے عیشاہ اور حسالہ گاڑی سے نکل کر مال کے اندر چلی گ ئی ی اور امتثال شاہ گاڑی پارک کرنے چلا جاتا ...

وہ کھڑی پارک کر کے جیسے ہی مڑنے لگتا اس کی نظر دوسری جانب کھڑے زوایار پر پڑتی جو فون پر مصروف تھا امتثال شاہ ابان شاہ کی شادی پر زوایار سے مل چکا تھا اور ان کے درمیان کچھ تھوڑی بہت دوستی بھی ہو چکی تھی وہ مسکراتا ہوا اس کی جانب آتا ....

ہیلو مسٹر زوایار کیسے ہو

زوایار جو فون پر بزی ہوتا اپنے نام کی پکار پر مڑ کر دیکھتا تو سامنے امتثال شاہ

کھڑا ہوا وہ فون کٹ کرتا اس مسکراتا اس کے گلے لگتا اور حال حوال پوچھنے
کے بعد

شاہ صاحب آپ کیسے آج مال میں میں فیملی کے ساتھ شاپنگ کے لیے آیا

جواب امتثال شاہ کی طرف سے آتا

اچھا اچھا میں بھی کچھ شاپنگ کے لیے آیا اگلے ہفتے کسی دوست کی شادی تو
بس ایسی لیے زوایار بولتا اور دونوں مال کے اندر چلیں جاتے حسالہ اور عیشاہ
اوپری حصے میں کھڑی اس کا انتظار کر رہی ہوتی کیوں کے حسالہ کی شاپنگ
امتثال شاہ نے خود کرنی تھی

سامنے سے ہی امتثال شاہ کسی سے بات کرتی آ رہا تھا عیشاہ ایسے دیکھ کر پہچان
گ ئی ی تھی وہ زوایار خانزدہ تھا جیسے دیکھتے عیشاہ کے دل نے ایک بیٹ مس
کی تھی زوایار کی نظر بھی ان پر پڑ چکی تھی بشک دونوں عبایا پہنے ہوئی یں تھی
پر زوایار نے عیشاہ کو پہچان لیا تھا وہ تو دیدایار کر کے خوشی سے پھولے نہی سما

رہا تھا ایسے لگا تھا امتثال اپنی مام کے ساتھ آیا ہو گیا پر سامنے وہ حیسن لڑکی کھڑی دیکھ ایسے لگا جیسے آس پاس ساری دنیا حسین ہو گی ہے عیشاہ خود پر زوایار کی نظریں محسوس کرتی کنفوز ہو رہی تھی نقاب کے اندر اس کا چہرہ شرم سے لال ہو گیا تھا زوایار جگہ کا خیال کرتا امتثال شاہ سے ہاتھ ملاتا اگے کی جانب بڑھ گیا اور عیشاہ نے اس کے جاتے اپنی کب سے روکی سانس بحال کی

....

ابان شاہ جب رات کو کمرے سونے کے لیے گیا تو نظر سامنے بیڈ پر پڑی جو خالی تھا ایسے لگا باطشہ واشرم میں ہو گی پر اس کا دروازہ بھی کھولا تھا وہ لاشعاری طور پر باطشہ کو یاد کرنے لگ گیا اس کے نہ ہونے سے جیسے کمرے میں کمی سی تھی

باطشہ جو آج امینہ کے پاس ہی روک گی تھی اس کی حالت کو دیکھتے امینہ نے
بھی جانے پر زور نہی دیا بشک باطشہ منہ سے کچھ نہی بولتی پر اس کی آنکھوں کی
ویرانی اور ہونٹوں کی چپی اس کی اجڑی زندگی کی منہ بولتی تصویر تھی

رات کے دس بج چکے تھے پر نہ باطشہ کمرے میں آئی ی نہ ہی آج ابان شاہ کو
سکون مل رہا تھا کہنے کو تو یہ کہے جاتا کے باطشہ سے نفرت ہے پر وہ ک ئی ی نہ
ک ئی ی دل کے کسی کونے میں اپنی چاپ چھوڑ چکی تھی آج وہ کمرے میں
نہی تھی پر مجھے سکون کیوں نہی کیوں دل ایک نظر ایسے دیکھا چاھتا

تو جو کل اس کے ساتھ کیا وہ ٹھیک تھا وہ تو تمھاری تھکن کی وجہ سے چائے لے
کر آئی ی اور توں نے کیا کیا ایسے اسی چائے سے جلا دیا پھر بھی سکون نہی ملا تو
ایسے طعنے دے کر مارنے کی کوشش کی دل سے آواز آئی ی تو وہ کچھ بول نہ
سکا صیح تو بات تھی جس دن سے شادی ہوئی ی اس نازک لڑکی کو دکھ کے سوا

دیا ہے کیا ہے وہ بس سوچ ہی سکا اور رات گے تھے ک ئی ی نہ ک ئی ی اس دشمناں جاناں کا انتظار رہا پر وہ بھی شاہد آج تڑپانے کے موڈ میں تھی جبھی تو سارے حساب آج ہی پورے کرنے پر تلی تھی .....

ساری رات صیح سے نہ سونے کے سبب صبح ابان شاہ کے سر درد سے پھٹ رہا تھا پر ضروری مٹینگ کی وجہ سے آفس جانا بھی ضروری تھا وہ فریش ہو کر جب نچے آیا تو سب ناشتہ کے ڈیبل پر موجود تھے

وہ اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا اور جوس کا جگ اٹھا کر اپنے لیے جوس ڈال کر ناشتہ کرنے لگ گیا جب حیا بیگم کی تشویش زدہ آواز آئی ی ابان بیٹا یہ آپ کی آنکھیں اتنی لال کیوں ہو رہی کیا سارے رات سوئے نہی سب ان کی طرف متوجہ ہو چکے تھے

بس تھوڑا سا سر

درد ہے ابھی دوائی لوں گا تو ٹھیک ہو جائے گا اچھا پھر آفس نہی جائیں
آج کمرے میں جا کر ریسٹ کر لو نہی مام جانا ضروری ہے آج میٹینگ ہے
بہت اہم وہ جوس کا گھونٹ پی کر ہاتھ صاف کرتا اٹھ کھڑا ہوا ایک نظر سامنے
لاونج میں ڈالی پر وہ وہاں بھی نہی تھی وہ سنجیدہ سے ہوتا کوٹ ہاتھ پر رکھے
گاڑی میں جا کر بیٹھتا اور ڈرائیور گاڑی حویلی سے لے کر نکل جاتا
باطشہ جو اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑی اس سنگ دل کو جاتے دیکھ رہی تھی
ایک آنسو چپکے سے پلکوں کی باڑ توڑتا گال پر پھسل چکا تھا جیسے وہ انگلی کی پور
سے صاف کرتی کمرے میں چلی جاتی

وہ آفس تو آ چکا تھا پر دھیان کئی ی اور ہی تھا روز اس کے اٹھنے سے پہلے
باطشہ اس کی ساری چیزیں سجا کر رکھ دیتی تھی آفس کے لیے ڈریس روز تیار

شدہ ملتا تھا پر آج سب کچھ خود کرنا پڑے شادی کے بعد اس کی بے رخی کے باوجود باطشہ اس کے سارے کام خود کرتی تھی اب تو کئی نہ کئی ی ابان کو بھی ان سب کی عادت ہو چکی تھی اور عادت تو پھر محبت سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی

اور کل سے اس کا نظروں کے سامنے نہ آنا اب ابان شاہ کو غصہ دلا رہا تھا وہ مٹینگ سے فارغ ہوتا حویلی کے لیے نکل چکا تھا جب وہ حویلی داخل ہوا باطشہ سامنے لاونج میں بیٹھی نظر آئی ی چہرے پر چھائی ی سستی بے رخی پل میں اڑن چھو ہوتی محسوس ہوئی ی دل میں سکون سا اترتا محسوس ہوا ابان شاہ کو وہ خود کو پر سکون محسوس کر رہا تھا طبیت کا بوجھل پن ختم ہو چکا تھا باطشہ جو خود پر کب سے کسی کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر رہی تھی سامنے نظر پڑی تو وہ سنگ دل بڑی محویت سے دیکھ رہا تھا باطشہ کی نظر پڑتے ہی نظریں پھیر کر .....اوپر کمرے میں چلا گیا باطشہ کی نظروں نے دور تک اس کا تعاقب کیا تھا

وہ لوگ کافی دیر سے شاپنگ کر رہے تھے حسالہ کو امتثال شاہ اپنی مرضی کی کافی ساری چیزیں کپڑے سینڈل اور جیولری وغیرہ دلا چکا تھا حسالہ کے لاکھ منع کرنے پر بھی وہ اپنی من مانی کر رہا تھا عیشاہ نے اپنے لیے ایک لونگ آسمانی کلر کی فراک پسند کی تھی جو بالکل سادہ سی تھی بس بازوں پر دھاگے سے کام کیا گیا تھا

ان کی شاپنگ مکمل ہو چکی تھی اب وہ لوگ کچھ کھانے کی غرض سے کسی ہوٹل کا روخ کرتے ابھی ہو رستے میں ہی ہوتے کے عیشاہ کو پانی پوری (گول گپے) کا ڈھیلا نظر آتا وہ امتثال شاہ کو گاڑی روکنے کا بولتی امتثال شاہ نا سمجھی میں گاڑی روکتا عیشاہ جلدی سے دروازہ کھول کر باہر جاتی امتثال شاہ ایسے یو دیکھ پریشانی سے اس کے پیچھے جاتا تو اگے جو کچھ دیکھنے کو ملتا امتثال شاہ آنکھیں پھاڑے عیشاہ کی طرف دیکھ رہا ہوتا وہ اس معولی سی پانی پوری کے لیے اتا ولی

ہو رہی تھی

سریلی تم ان کے لیے پاگل ہو رہی ہو وہ عیشاہ کا مزاق اڑتا بولتا وہ ناک سے مکھی اڑاتی بولتی بندر کیا جانے ادرک کا سواد

کیا کہا تم مجھے دی گریٹ امتثال شاہ کو بندر بول رہی وہ تو بچارہ سدمے میں جا چکا تھا اور حسالہ جوان کو دیکھنے باہر آئی ی تھی امتثال شاہ کی آخری بات سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑی جب تک عیشاہ پانی پوری کی دو پلیٹ تیار کروا چکی تھی اور اب گاڑی میں بیٹھ کر کھانے کا اردہ کیے جا کر گاڑی میں بیٹھ گی ساتھ حسالہ کو بھی بلا چکی تھی پھر دونوں نے خوب مزے سے کھٹے میٹھے گول گپے کھائے اور زبردستی امتثال شاہ کو بھی کھلائے وہ تو پہلی پانی پوری کھاتے ہی کھانسنے لگ چکا تھا پر ان دونوں کو پوری پلیٹس چٹ کرتے دیکھ حیران تھا پر وہ جانتا نہی تھا گول گپے تو لڑکیوں کی کمزروی ہے امتثال شاہ نے پانی پوری والے کو پیسے ادا کیے اور اب ان کا اردہ ہوٹل پیزا کھانے کا تھا....

ابان شاہ کمرے میں آکر فریش ہوتا اب آئی ینے کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا
جب باطشہ کمرے میں آئی ی وہ آتی الماری کی طرف بڑھی ابان شاہ کی نظر
اس کی طرف ہی تھی پر باطشہ نے اک نظر دیکھنا بھی گوارہ نہی کیا
یہ بات ابان شاہ کو اندر تک سلگا گی تھی پر وہ خود پر قابو پاتا جا کر بیڈ پر بیٹھ فون
میں بزی ہو چکا تھا تھوڑی دیر بعد وہ نہا کر گیلے بالوں کو ٹاول میں لپیٹے
آئی ینے کے سامنے جا کھڑی ہوتی اس نے اس وقعت گول گھیر دار شارٹ
فراک جس کا کلر مرجنڈہ تھا نچے سفید پلازو وہ پہن رکھا تھا بلاشبہ یہ کلر اس پر
بہت جچج رہا تھا اب وہ بال کھول کر برش سے سیدھے کر رہے تھے کمر سے
نچے آتے کالے گھنے بال ابان شاہ کے دل میں ہلچل مچا چکے تھے

اس کے بالوں کی خشبو اپنے اندر اتارنے کی دل نے چپکے سے خواہش کی تھی
اور آج ابان شاہ دل کی سنتا اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور اس کو اپنے حصار میں

بھر لیتا ہے ایک ہاتھ کمر میں ڈالے دوسرے ہاتھ سے اس کے بال پکڑ کر
ناک قریب کرتا بالوں سے آتی بھینی بھینی خشبو اپنے اندر اتارنے لگ جاتا
باطشہ تو اس کی اس حرکت پر سن رہے جاتی وہ دم سادھے کھڑی رہتی جب وہ
آہستہ آہستہ اس کی گردن پر اپنے لب رکھتا باطشہ کے اندر تک سنسناہٹ
پھیل جاتی وہ گردن پر جا بجا اپنی شدتیں لوٹانے لگ جاتا
کافی دیر تک وہ ایسے ہی لگا رہتا جبکے باطشہ تو اب گرنے والی ہو چکی تھی جب وہ
اس کو سیدھا کھڑا کرتا اس کا رخ اپنی طرف کرتا اور اس کی پلکوں پر اپنے لب
رکھتا اور ایک ہاتھ کا انگوٹھا اس کے لال گلابی ہونٹوں پر پھیرتا پھر جھک کر
لب اسکے لبوں پر رکھ دیتا باطشہ کی سانسیں بند ہو رہی تھی پر وہ اپنی من مانیاں
کرنے پر مصروف تھا جب ایسے لگا وہ اب سانس نہی لے پا رہی تو اس سے
الگ ہوتا نظر اس کے لبوں پر جاتی سو سرخ ہوئے پڑے تھے جیسے خون نکل
رہا ہو چہرے لال گلنار ہوا پڑا تھا وہ لمبے لمبے سانس لیتی اپنی سانس سیدھی
کرنے لگ جاتی اور شکوہ بھری نظروں سے ابان شاہ کی طرف دیکھتی جب وہ

بولتا یہ ایک رات اپنے کمرے سے باہر رہنے کی سزا ہے اگر دوبارہ کمرے سے باہر رہی تو تیار رہنا میری اگلی سزا کے لیے یہ بول وہ کمرے سے نکل جاتا ..... پیچھے وہ بلک بلک کر رونے لگ جاتی ہے

وہ کافی دیر وہی زمین پر بیٹھی روتی رہتی ہے اس کے کانوں میں ابان شاہ کے کیے گئے طنز گونجتے رہے جو اس نے شادی کی پہلی رات بولے تھے کے تم ایک انچاہی بیوی ہو میری زندگی میں تمھاری کبھی جگہ نہی بن سکتی جب میں انچاہی بیوی تھی تو اب کیوں میرے قریب آئی یں ہیں کیا وہ صرف اپنی طلب پوری کرنے کے لیے میرے قریب آرہے وہ کب سے انہی سوچوں میں غرق رہی اور پھر ایک فیصلہ کرتی ہاتھ کی پشت سے آنکھیں صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی ی ..؟

ابان شاہ حویلی سے نکل کر باہر اپنے ڈیرے پر آگیا تھا کرسی پر بیٹھا اپنی کچھ دیر پہلے والی بے خودی پر خود کو ملامت کر رہا کے وہ کیا کر آیا ہے باطشہ کیا سوچ رہی ہو گی اس کے بارے میں خود ہی تو ایسے بولتا کے وہ میری بیوی کا مقام کبھی حاصل نہی کر پائے گی پھر خود ہی میں اپنے آپ کو قابو نہی رکھ سکا

کیوں ایسے دیکھتے میں اپنی بات پر قائم نہی رہے پاتا اس کی مصومیت مجھے اپنی طرف کھنچ لیتی ہے کیوں دل ایسے اپنے سامنے دیکھ کر سکون محسوس کرتا ہے وہ خود ہی اپنی کفایت سے انجان تھا یہ جان کر بھی انجان بنا ہوا ہے پر ابان شاہ نہی جانتا کے وہ نہ صرف اپنی بیوی کا درجہ باطشہ افروز کو دے گا بلکے وہ اس کا آخری عشق بھی بہت جلد بننے والی ہے .....

حسالہ کو حویلی چھوڑ کر عیشاہ اور امتثال شاہ واپس شاہ منشن آگ ئے تھے

امتثال شاہ تو تھکن کی وجہ سے سیدھا اپنے کمرے میں آرام کرنے چلا گیا جبکہ عیشاہ اپنی ساری شاپنگ دیکھانے کے لیے انوشے شاہ کی طرف بڑھ جاتی

امتثال شاہ جو کمرے میں آتے ہی اپنا کوٹ صوفے پر رکھتا اور جیب سے فون نکال کر حسالہ کو کال کرنے لگتا جو تیسری بیل پر فون اٹھا لیا جاتا جب حسالہ کی آواز اس کے کانوں سے ٹکراتی

کیا ہوا شاہ ابھی آدھا گھنٹہ ہوا مجھے حویلی آئے اور پھر کال شروع کر لی آج سارا دن آپ کے ساتھ ہی رہی اب میں تھک گی سونے لگی میں وہ یہ بول کر فون کٹ کرنے لگتی جب امتثال شاہ بولتا

جانم کال بند نہ کرنا دس منٹ بات کرو پھر سو جانا اور کیا بول رہی کے سارا دن میرے ساتھ رہی تو جانم ہم اکیلے تو نہی تھے نہ ہم کھل کر بات کر سکے نہ

آپ میری آنکھوں میں اپنے لیے عشق دیکھ سکی

شاہ کیا ہے ہر وقعت آپ کو عشق کی پڑی رہتی مجھے کنفوز کرتی آپ کی ایسی باتیں اور امتثال شاہ اس کے فیس کے کیوٹ سے سٹائی ل ذہن میں سوچتا دھیرے سے مسکراتا اور بولتا حسالہ آپ سے ملنے پہلے میں بہت بگڑا ہوا تھا مختصر لفظوں میں یہ جان لو کے ہر برائی ی مجھ میں تھی پر جب سے آپ کو دیکھا یہ امتثال شاہ تو کچھ اور ہی بن گیا ھے آپ کی محبت میرے لیے خوشقسمتی بن کر اتری ہے جس نے مجھے آپ جیسی مصوم سی پری دی ہے

حسالہ جو کب سے ایسے سن رہی تھی امتثال شاہ کی ایک ایک بات پر ایمان لا چکی تھی کیوں کے وہ جانتی تھی وہ جو بول رہا سب سچ ہے

شاہ....جی جانم شاہ

شاہ کبھی کبھی میں سوچتی ہوا گر میری قسمت میں آپ نے ہوتے تو پتہ نہی زندگی کس موڑ پر ہوتی مجھے نہی پتہ آپکا ماضی کیسا پر نہ مجھے جاننا ہے مجھے بس اتنا پتہ جس امتثال شاہ کو میں جانتی وہ مجھ سے دیوانوں کی طرح محبت کرتا اور .....دوسری طرف امتثال شاہ کے لب دھیرے سے مسکراہٹ میں بدلتے

اچھا حسالہ ایک بتائے

جی پوچھیں شاہ کیا پوچھنا اور آپ کو مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نھی میں یہ پوچھنا چاھتا اگر کبھی میرے ماضی کی کی گ ئی ی غلطیاں آپ کے سامنے آجاتی تو تب بھی آپ مجھ پر ایسے ہی یقین رکھیں گی

ماضی ہر کسی کا ہوتا ھے شاہ پر کامیاب وہی ہوتا جو اپنی ماضی میں کی گ ئی ی غلطیوں سے سبق حاصل کرتا اور مستقبل میں وہ غلطیاں دوبارہ نہی دوہراتا

اور مجھے اپنے شاہ پر پورا بھروسہ ہے وہ کبھی ایسا کچھ نہی کریں گا جسکی وجہ ایسے اپنی محبت کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے اور میں وعدہ کرتی میں آپ کے ماضی کو لے کر کبھی آپ سے جواب طلب نہی ہو گی کیوں کے وہ آپ ماضی تھا مجھ سے پہلے آپ کیا کرتے رہے کس کے ساتھ رہے مجھ اس سے مطلب نہی میں اس امتثال شاہ کو جانتی سال پہلے والے کو نہی

اور اس کی باتیں سن کر امتثال شاہ کے دل میں حسالہ ابرار کے لیے محبت کے ساتھ عزت بھی بڑھ چکی تھی میں وعدہ کرتا ہوں یہ امتثال شاہ مرتا مر جائے گا پر حسالہ ابرار شاہ کو کبھی دھوکہ نہی دے گا یہ مرنے کی بات دوبارہ نہ کیجیے گا ورنہ میں آپ سے بات نہی کرنی حسالہ غصے سے بولتی اوکے اوکے جانم نہی کرتا اور ویسے بھی ابھی میں بھی کہاں مرنا چاھتا ابھی تو آپ کے سنگ زندگی گزارنے کا ڈھنگ سیکھا ہے ابھی تو ہماری شادی بھی ہونی اور پھر چھوٹے چھوٹے چنوں منوں بھی آنے یہ کون ہیں شاہ حسالہ چنوں منوں پر چونک

جاتی اور جب امتثال شاہ کا چھت پھاڑ قہقہ فون میں گونجتا تو وہ بات سمجھتی خجل .....سے ہونے لگتی اور جلدی سے کال ڈسکنکٹ کر جاتی

باطشہ فریش ہوتی نیچے آتی آج وہ شادی کے بعد پہلی بار کھانا بنا رہی تھی ویسے تو وہ پہلے بھی جب دل کرتا سب گھر والوں کو اپنی اترنگی انرز سے کچھ نہ کھ نیا بنا کر کھلاتی رہتی پر شادی کے کچھ دنوں بعد ایک دن کچن میں شام کے ڈنر کی تیاری کرنے کی غرض سے گ ئی ی تو حیا بیگم نے منع کر دیا کے میری اکلوتی بیٹی پلس بہو کو ابھی کچن میں آکر کام کرنے کی ضرورت نہی ن ئی ی ن ئی ی شادی ہوئی ی اپنے شوہر کا ٹائی م دو ایک دوسروں کے ساتھ وقعت گزارو تا کے ایک دوسرے کو سمجھ سکوں اور باطشہ کے کافی کہنے پر بھی تائی ی جی نے ایسے کچن سے نکال کر ہی دم لیا

اس دن کے بعد وہ آج کچن میں آئی ی تھی ویسے تو ابان شاہ کے لیے کبھی

کوفی تو کبھی چائے بنانے آتی رہتی تھی پر کھانا نہی بنایا تھا شام والی ابان شاہ کی حرکت کی وجہ سے اس کا دل ابان کی طرف سے بدن ہو چکا تھا یہ فطری بات ہے اگر شوہر اپنی بیوی کو پہلی رات ہی ایسے بول دیں وہ انچا ہی عورت ہے بات بات پر ظنز طعنے دیں اور کہے کے تم کبھی میری دل میں جگہ نہی حاصل کر سکتی تو عورت کو شوہر سے بذ ظن ہونے میں وقعت نہی لگتا بشک شوہر کے احساسات بدل رہے ہو پر عورت اپنی تزلیل نہی بولتی اور باطشہ کے حالات بھی اس وقعت کچھ اس طرح کے ہی بن گے تھے

وہ کچن میں کھڑی بریانی بنانے کے لیے مصالہ تیار کر رہی تھی جب امینہ باطشہ کی ماں کھانا بنانے کے لیے کچن میں آئی ی تو دیکھا باطشہ پہلے سے ہی چولہے پر برتن چڑھائے کھڑی ہو جلدی سے باطشہ کے پاس آتی اور بولتی کیا ضرورت ہے ابھی کام کرنے کی پاوں ابھی مکمل ٹھیک نہی ہوا جاؤ کمرے میں آرام کرو میں خود کر لوں گی یہ سب اماں سائی یں میرا دم گھٹتا وہاں میں نہی جا رہی

اور ویسے بھی میرا پاؤں ٹھیک ہے اور آج تو میں نے نٹ سے دیکھ کر انڈہ بریانی بنانی آپ جائیں کھانا تو آج میں نے ہی بنانا آج آپ آرام کریں اور پھر باطشہ نے اپنی اماں سائیں کو کچن سے نکال کر ہی دم لیا

ابان شاہ حویلی لوٹا تو پانی پینے کی غرض سے کچن میں چلا آیا وہ فریج سے پانی نکال رہا تھا کے نظر باطشہ پر پڑی جو بالوں کا رف سا جوڑا بنائے ڈوپٹہ کمر کے گرد بندھے بازوں فولڈ کریں سلیب کے پاس کھڑی بیسن گھولنے میں مصروف تھی ابان نے ابھی اس کا جائزہ لے ہی رہا تھا کے باطشہ جو فریج سے کچھ لینے کے لیے مڑی تو سامنے ابان شاہ کو کھڑے دیکھ گبھرا گئی اور ایسے اگنور کرتی فریج سے مرچ نکال کر ایسے چھری سے کاٹنے لگ گی پر دھیان پیچھے کی طرف ہی تھا جب اس کے حلق سے چیخ نکلی کیوں کے وہ بے دھیانی سے چھری اپنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی پر چلا چکی تھی

ابان شاہ جو جانے کو پلٹا ہی تھا باطشہ کی چیخ سن کر واپس پلٹا تو انگلی سے خون نکل

کر ساری سلیب لال کر چکا تھا اور وہ انگلی پکڑے رونے میں مصروف تھی
ابان شاہ تیزی سے اگے بڑھ اور باطشہ کا ہاتھ پکڑ کر پانی کے نیچے کرتا اور غصے
سے بولتا دھیان کہاں تھا آپ کا اگر زیادہ لگ جاتی تو

تو لگ جاتی آپ کیوں فکر کر رہے اتنی میں کون سا کچھ لگتی آپ کی میں تو
انچاہی عورت ہوں ساتھ آنسو نکل نکل کر گالوں کو بھگو رہے تھے بکواس بند
کرو ورنہ میں نے جب بند کی تو آپ کے لیے اچھا ثابت نہی ہو گا وہ غصے سے
ڈھاڑا تو باطشہ ڈر کر سہم چکی تھی وہ اس کا ہاتھ پکڑتا چولہا بند کرتا ایسے اوپر لے
کمرے کی طرف لے کر بڑھ گیا
اور کچن کے دروازے کی اوڑھ میں کھڑی حیا بیگم سکتے میں جا چکی تھی باطشہ
.....کی بات سن کر

وہ ایسے لیے اپنے کمرے میں لاتا اور بیڈ پر دھکہ دے کر خود بھی اس کے اوپر

جھک جاتا اب سین کچھ یوں تھا باطشہ آڑھی ترچھی بیڈ پر پڑی تھی اور ابان شاہ دونوں ہاتھ اس کے دائیں بائیں رکھے اس پر جھکا ہوا تھا ایک کی آنکھوں میں خوف تھا تو دوسرے کی آنکھوں میں غصہ وہ حلق تر کرتی ہمت کرتی اٹھنے کی کوشش کرتی پر اس کی یہ کوشش ابان شاہ ناکام بنا دیتا وہ کچھ بولنے کے لیے لب وا کرتی پر ابان اس کے گلابی ہونٹوں پر انگلی رکھتا ایسے چپ کرواتا اور بولتا بس چپ ایک دم چپ اب میں بولوں گا اور تم سنو گی اور میری بات ختم ہونے سے پہلے تو بول نہی سکتی وہ وہی سہم کر چپ ہو جاتی جہاں تک کے سانس بھی روک لیتی اب میں نے سانس روکنے کو نہی کہا وہ نظریں جھکا جاتی جب کے اس کے باریک شیپ بنے گلابی ہونٹ ابان شاہ کا صبر آزما رہے ہوتے پر وہ خود پر قابو پاتا نظریں پھیر جاتا اور بولتا ہے

مان مانتا ہوں مجھے ایسے الفاظ نہی بولنے چاھے تھے جو میں پہلی رات بولے پر میں تب غصے میں تھا اصل میں میں شادی نہی کرنا چاہتا تھا کیوں کے آپ مجھ

سے دس سال چھوٹی ہو ان مجبور ہو مجھے لگتا تھا کے آپ میں میری بیوی بننے
کے گن نہی ہے پر مام اور دادا سائی یں کی خوشی کے لیے مجھے ہاں کرنی پڑی یہ
جانتے ہوئے بھی کے اس میں آپکی کیا غلطی میں پھر بھی غصے پر کنڑول نہی سکا
میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں میں جانتا ہوں ایسا کہنے سے آپکو جو تکلیف سہنی
پڑی وہ ختم نہی ہو گی پر کم تو ہو گی چھے ماہ ہو گے ہماری شادی کو میں بھی انسان
ہوں میرے بھی جزبات ہیں ضروری تو نہی اب بھی میرے خیال ویسے
ہوں جو پہلے تھے خیال بدل بھی تو سکتے وہ آخری بات شرات سے آنکھ ونک
کر کے بولتا اور باطشہ جو اس کی بات توجوں سے سن رہی ہوتی ایسے لگ رہا ہوتا
اس وقعت ابان شاہ جو بول رہا بالکل سچ بول رہا پر اب وہ بھی ایسے تنگ کرنے
کے موڈ میں آچکی تھی

عورت ایسی ہی ہوتی مرد کے دو پیار کے بول پر اپنا آپ نچھاور کرنے پر تل)
جاتی ہے اور مرد اگر من پسند ہو تو اس کی تو ایک تسلی ہی کافی ہوتی عورت کو
پر عورت بھی ایسی جو راشتہ نبھانا جانتی ہو اگر مرد رشتے میں پہل کر رہا تو

عورت کو بھی چاہیے پرانی باتوں کو بھول کر اپنی ن ئی زندگی کا آغازہ کریں
(ایسے انا کے مسلہ نابنائے

باطشہ آپ میری عادت بن گی ہو میں نہی جانتا میں آپ سے محبت کرنے لگا
کے نہی پر آپ میرے لیے ضروری بنتی جارہی ہو اور اس کا اندزا مجھے پرسوں
رات ہوا ہے جب آپ کے بنے کمرہ مجھے کاٹ کانے کو دوڑتا رہا ساری رات
باطشہ لیٹی پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو چکی تھی ابان کی بات وہی رہے گی
وہ ایسے سینے سے لگائے چپ کروانے لگ گیا

کیا ہوا تا شی یار رونا تو بند کر کیا پانی کی ٹنکی فٹ کروا رکھی اندر جب دیکھوں
رونا شروع ہو جاتی ہو باطشہ اس کی بات سن کر اس کے سینے سے سر اٹھائے
غصے سے ایسے دکھتی وہ کان پکڑ کر سوری کرتا وہ اس کے سینے میں دوبارہ منہ
چھپا جاتی ابان شاہ اس کے بالوں میں لب رکھتا اور سکون سے آنکھیں موند

لیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

صبح فجر میں ابان شاہ کی آنکھ کھولی تو اس نے اپنے سینے پر وزن محسوس کیا تو اپنی دائی یں طرف دیکھا باطشہ اس کے سینے پر سر رکھے ایک ٹانک اس کی ٹانگوں کے درمیاں رکھے سکون سے سو رہی تھی سوتے ہوئے وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کے ابان شاہ ایسے ہی تکتا رہا ایک ہاتھ سے اس کے بال سہلاتا رہا وہ نیند میں ہی کھسک کر اس کے اور قریب لگ کر سو گ ئی ی باطشہ کی اس قدر قربت میں ابان شاہ کے سوئے جزبات انگڑائی ی لیتے بیدار ہو رہے تھے پر وہ سب اس کی رضامندی سے کرنا چاھتا وہ نہی چاھتا کے باطشہ ایسے غلط سمجے پہلے بھی ایسے اپنی طرف سے کافی بدگمان کر چکا ہے

اٹھیں تاشی فجر کی نماز پڑھوں

سونے دیں بان مجھے بہت نیند آرہی ایسا بول کر وہ پھر نیند میں کھو چکی تھی

تاشی اٹھ جائی یں نماز پڑھ سو جانا چلیں اٹھیں شاباش وہ جو یہ دیکھے بنا کے

آنکھیں مسلتی اٹھتی پر خود کو ابان شاہ کے حصار میں سوئے دیکھ بوکھلا کر اٹھ

جاتی اور بنا کچھ بولے بھاگ کر واشرم میں بند ہو جاتی پیچھے ابان شاہ اس کی

اس حرکت پر ہلکا سا مسکرا کر بیڈ سے اٹھ کر الماری سے اپنے کپڑے نکال کر

ڈرسینگ روم چینج کرنے چلا جاتا تاشی واشرم میں بیسن کے پاس کھڑی ابھی

بھی خود کو ابان شاہ کے حصار میں لیٹی محسوس کر رہی تھی کتنا سکون تھا محرم

کی بانہوں میں شادی کے بعد کی پہلی رات اتنے سکون میں گزری اور صبح کا

آغاز بھی محبت بھری نظروں سے ہوا دل نے اچانک سے خواہش کی کے

کاش روز صبح ایسے ہی ہو ابان شاہ کی بانہوں میں پھر وہ مسکراتی شرماتی وضو کر

کے باہر نکلی تو ابان شاہ کی طرف ایک نظر کی وہ ایسے ہی دیکھ رہا تھا وہ جلدی

سے الماری سے جائے نماز نکال کر نماز پڑھنے لگی ابان شاہ بھی وضو بنا کر نماز

پڑھنے مسجد چلا گیا...

وہ نماز پڑھنے کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کر رہی تھی جب ابان شاہ سر پر ٹوپی پہنے کمرے میں آیا وہ آتے ہی بیڈ پر لیٹ گیا باطشہ نے اپنی تلاوت مکمل کی اور قرآن شریف اٹھا کر شلیف پر رکھ کر ابان کے پاس آئی ی بان میں چائے بنانی چلی نچے آپ نے پینی تو بتا دیں

حجاب کی طرح ڈوپٹہ اوڑھے صاف شفاف دھلی رنگت وہ ابان شاہ کو دل کے قریب محسوس ہو رہی تھی جب سے راشتے کو دل سے قبول کیا تب سے باطشہ ابان شاہ کو اپنی اپنی سی لگ رہی تھی وہ نفرت غصہ تو ک ئی ی دور جا سو یا تھا نہی مجھے چائے نہی کچھ اور پینے کو دل کر رہا کیا پینے دیں گی ابان شاہ محبت بھری نظروں سے فوکس اس کے گلابی باریک لبوں پر رکھتے ہوئے بولتا وہ اس کی نظروں سے کنفوز سی ہوتی ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی چہرہ پل پھر میں سرخ ہو گیا اور کانوں سے دھواں نکلنے لگ چکا تھا

کیا پینے بتائے میں بنا دیتی ہوں وہ انگلیاں مڑورتی ہوئی ی بولتی تو ابان شاہ ایسے ہاتھ سے پکڑ کر خود پر گراتا وہ پکے آم کی طرح اس کی گود میں آ کر کے گرتی ابان شاہ بنے ایسے سنبھلے اس کے لبوں پر اپنے لب رکھتے اپنی پیاس بجھانے لگتا کافی لمحے ایسے ہی بیت جاتے جب باطشہ کو سانس نہی آتا تو وہ اس کے سینے پر مکے مارنے لگ جاتی تب جا کر وہ اس کے لبوں سے اپنے لب ہٹاتا بس کچھ ہی پل اور ایک بار پھر شروع ہو جاتا باطشہ تو اپنی آنکھیں ہی شرم سے بند کر لیتی ابان شاہ اپنی من مانی کر کے ہی اس کی جان خلاصی کرتا وہ منٹ سے پہلے اٹھ کر کھڑی ہوتی اور بولتی بہت برے ہیں آپ ابھی میری جان نکل جاتی تو

ایسے کیسے جان نکل جاتی اتنی نازک مزاج ہیں آپ ابھی سے یہ حال ہے تو اگے چل کر میری شدیتیں کیسے برداشت کریں گی مسز ابان شاہ
وہ کچھ بھی بولے بنا کمرے سے باہر نکل جاتی اور پھر کچن میں آ کر ھی سانس

حیا بیگم نے جب سے کچن میں باطشہ اور ابان شاہ کی باتیں سنی وہ بہت پریشان ہو چکی تھی بشک ابان ان کا اکلوتا اور لاڈلا بیٹا ہے پر باطشہ بھی ایسے کم عزیز نہی ہے وہ تو حیران اس بات پر تھی کے اس کے بیٹے نے ایسے الفاظ بول بھی کیسے لیے کے وہ انچاہی بیوی ھے بھلا اس بچی پر کیا گزری ہو گی کیا وہ نہی جانتی باطشہ کے دل میں ابان کی محبت کو لے کر وہ تو تب سے جانتی تب تو شاہد باطشہ خود بھی نہی جانتی تھی کے وہ ابان شاہ سے محبت کرتی ہے وحیران تھی اس بچی پر وہ اتنے مہنوں سے ابان شاہ کی کڑوی باتیں چپ چاپ برداشت کرتی رہی اب وہ یقین ابان شاہ کی اچھے سے کلاس لینے کا اردار کھتی تھی یہ جانے بنا کے اب ان میاں بیوی میں سب سیٹ ہو چکا ہے

امتثال شاہ آج ایک میٹنگ کے سلسلے میں کراچی کے مشہور کیفے میں آیا ہوا تھا وہ میٹنگ سے جیسے ہی فارغ ہوا تو وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑا کیوں کے ایسے آج جلدی شاہ منشن جانا تھا چونکے رات کو حسالہ کی برتھڈے تھی تو امتثال شاہ حسالہ کو سرپرائی زدینا چاھتا تھا جس کی تیاری وہ عیشاہ کے ساتھ مل کر چکا تھا

ایسی لیے وہ اب بنادیری کے واپس جارہا تھا وہ جلدی جلدی جارہا تھا کے اس کی اچانک کسی سے ٹکر ہوئی ی اس سے پہلے کے سامنے والا زمین پر گرتا امتثال شاہ نے ایسے کمر سے پکڑ کر گرنے سے بچایا وہ جو گرنے والی تھی پر اچانک ہوا میں ہی روک گی تو فورن آنکھیں کھولتی اوپر دیکھتی اور حیرانی سے آنکھیں پھاڑیں سامنے والے کو دیکھتی رہتی امتثال شاہ کو فت سے نظریں

گھمارہا تھا پر وہ لڑکی بڑے مزے سے اس کی بانہوں میں جھول رہی تھی جب
امتثال شاہ کی آواز آئی ی محترمہ لگتا میری بانہیں زیادہ پسند آگ ئی ی ہیں
جبھی نکلنا بھول چکی ہیں آپ وہ طنز کرتا بات مکمل کرتی اور ہما یہ بات سن کر
جلدی سے سیدھی کھڑی ہوتی اور امتثال شاہ اگے بڑھنے لگتا جب وہ لڑکی
آواز دیں کر روکتی اور اس کے سامنے آتی ابان شاہ لڑکی طرف ایک نظر دیکھتا
جس نے شارٹ شرٹ جو پیٹ سے اپر بندھ رکھی تھی ساتھ جھنز پہنے بال
کھولے چھوڑے پاوں میں سفید جو گر پہن رکھے تھے

آپ امتثال شاہ ہو نہ میں ہما بلوچ ہو مسٹر وجاہت بلوچ کی بیٹی آپ سے ایک
کلب میں شاندار معلا قات ہوئی ی تھی اور امتثال شاہ کو کوئی ی پوچھتا ماضی
کی کوئی ی بات یا کردار سامنے آجانے پر انسان آسمان سے زمین پر کیسے گرتا

پر وہ خود پے قابو پاتا ہما سے بولتا دیکھیں مس ہما بلوچ آپ جو کوئی ی بھی ہے
میں نہی جانتا کیوں کے جس وقعت کی آپ بات کر رہی وہ بیت چکا نہ وہ

وقعت واپس آسکتا نہ اس وقعت کا امتثال شاہ اس لیے مجھ سے جان پہچان بڑھانے سے کچھ فائی دا نہی

اب میں چلتا ہوا میری جان جگر میری محبت کی اکلوتی حقدار میرا گھر انتظار کر رہی یہ بولتے وہ آنکھوں پر گلاسسز لگائے کیفے سے باہر نکل جاتا

عیشاہ نے امتثال شاہ کہنے پر حسالہ کو بہانے سے شاہ منشن بولا لیا تھا اب وہ دونوں کچن میں کھڑی نہاری اور ساتھ مٹر پلاو بنا رہی تھی انوشے شاہ کو آج عیشاہ نے کھانا بنانے سے منع کر دیا یہ کہے کر کے آج کھانا حسالہ بنائے گی کیونکے حسالہ کھانا بہت اچھا بناتی ہیں عیشاہ بھی کبھی کبھار کچن کا چکر لگا لیتی تھی پر صرف کھانے پینے کے لیے عیشاہ کو کچن میں کھڑا ہو کر کام کرنا بہت مشکل لگتا انوشے شاہ بھی اتنا کام کے لیے نہی فورس کرتی ابھی بھی وہ صرف حسالہ کی مدد کرانے کے لیے کچن میں موجود تھی تا کے چیزیں اٹھنانے میں

حسالہ کو مشکل نہ ہو کھانا پک کر تیار ہو گیا ہے عیشاہ کڑائی ی کا ڈھکن اٹھا کر دیکھتی اور پھر حسالہ کو لیے کچن سے باہر نکل جاتی امتثال شاہ کال پر بتا چکا کے وہ نو بجے تک گھر پہنچ جائے گا اس لیے سب ایسی کا انتظار کر رہے کے جبھی کھانا کھائے گے

اور عیشاہ حسالہ کو لیے اپنے کمرے میں آتی اور رات بر تھڈے پارٹی میں پہنے کے لیے سوٹ دیکھانے لگ جاتی یہ بات الگ کے حسالہ کو پتہ نہی کے سب تیاری اسی کے بر تھ ڈے کے لیے ہو رہی

نو بجے سے پہلے ہے امتثال شاہ شاہ منشن آ گیا اور اب سب مل بیٹھ کھانا کھا رہے تھے سب نے حسالہ کے کھانے کی تعریف کی تھی جیسے وہ خشدلی سے قبول کرتی رہی کھانے سے فارغ ہو کر وہاب شاہ اور انوشے اپنے کمرے میں چلے گ ئی ے امتثال شاہ واک کرنے باہر لان میں نکل جاتا

عیشاہ ملازنہ کو ڈیبل صاف کرنے کا بول کر حسالہ کے ساتھ کمرے میں جاتی کیونکے دس بج چکے تھے 12 بجے تک امتثال شاہ کے مسیج کے مطابق عیشاہ نے اسیے گارڈن میں سجائی ی گ ئی ی جگہ پر لے کر جانا تھا اس لیے اب حسالہ کو تیار بھی تو کرنا تھا.....

بارہ بجنے میں کچھ ہی منٹ رہتے تھے کے امتثال شاہ کے نمبر پر مسیج آیا بھائی ی میں حسالہ کو لیے نچے آرہی آپ لائی ٹس اف کر لیں امتثال شاہ اوکے کا مسج لکھ کر عیشاہ کے نمبر پر سینڈ کرتا اور تمام لاٹ ئی س اوف کر کے گارڈن میں بنے پھولوں کی کیاری کے پاس جا کھڑا ہوتا عیشاہ حسالہ کی آنکھوں پر پٹی باند کر نچے لاتی

آپی کدھر لے کر جا رہی بتا نہی رہی آپ اوپر سے اتنی لمبی فراک پہنا دی مجھے

ڈرلگ رہا گرنہ جاوں میں ارے نہی گرنے دیتی میں آپ کواور بس اب بولنا نہی بس انتظار کی گھڑیاں ختم

1.2.3 go

Happy Bhirtday to u dear hesala my queen ...

Happy bhirtday to u my love

😍😍😍😍😍

امتثال شاہ لائی ٹس اون کر کے حسالہ کی آنکھوں سے پٹی کھولتااور ساتھ گنگنا تاایسے ساتھ لیے ڈیبل کی جانب آتاجہاں کیک رکھاہوا تھاکیک پر خوبصورتی سے بڑ تھڑے گرل لکھاہوا تھاحسالہ توخوشی سے رونے ہی لگ

چکی تھی یہ اس کی زندگی کی پہلی برتھڈے تھی جو کسی نے اتنے پیار اور چاھ سے منائی ی تھی

امتثال شاہ محبت بھری نظروں سے حسالہ کو دیکھ رہا ہوتا جس نے سفید کلر کی گھیر دار فراک پہن رکھی تھی فراک پر سرخ پٹی جس پر برتھڈے گرل لکھا ہوا تھا وہ پہنے سر پر تاج لگائے ہلکے میک اپ کے ساتھ بہت پیاری لگ رہی تھی

کیسا لگا جانم میرا چھوٹا سا سرپرائی زوہ حسالہ سے پوچھتا تو حسالہ اگے بڑھ کر اس کے گلے میں اپنی بانہیں ڈالتی اور بولتی تھنکس فور ایوری تھنگ

میں اللہ کی بہت شکر گزار ہوں جس نے آپ سا پیار کرنے والا اور خیال کرنے والا جو میری چھوٹی سے چھوٹی چیز کا خیال رکھتا مجھے ایسا ہمسفر

دیاالحمدُ للہ

اچھااب بس آنسو صاف کریں چلیں کیک کاٹتے حسالہ بھی مسکرا کر سر ہاں میں ہلاتی اور پھر دونوں نے مل کر کیک کاٹا ایک دوسرے کو کھلایا اور یوں حسالہ کی اور امتثال شاہ کی خوشیوں بھری رات کا اختتام ہوا بشک امتثال شاہ .....ایک اچھا ہمسفر ثابت ہونے والا تھا

ابان شاہ صبح افس کے لیے تیار ہو کر نچے آیا تو سب ناشتے پر اس کا انتظار کر رہے تھے باطشہ بھی بیٹھی اپنا ناشتہ کر رہی تھی ابان شاہ سب کو سلام کرتا باطشہ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا باطشہ کی تو ڈھڑکنوں نے شور مچانا شروع کر دیا تھا ابان شاہ سے اٹھتی برینڈڈ پرفیوم کی خشبو اس کے حواسوں پر چھا رہی

تھی باطشہ کو اپنا ناشتہ کرنا مشکل ہو گیا تھا ابان شاہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ دیکھ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا وہ جانتا تھا جو اس وقعت اس نازک مزاج لڑکی کی حالت ہو رہی تھی وہ جوس کا گلاس اٹھا کر پیتا اٹھ کر جانے لگا جب دادا جی کی آواز پر قدم رکھے کیا بات ہے شاہ ناشتہ کیوں نہی کیا ٹھیک ہے دادا سائی یں بھوک نہی ہے صبح صبح ناشتہ کیا تھا آج وہ باطشہ کو نظروں کے حصار میں رکھے لب دباتا بول کر نکل گیا باطشہ تو شرم سے نظریں جھکا کر ناشتہ کرنے میں مصروف تھی ناشتہ کم اور سوچ زیادہ رہی تھی ابان شاہ کا بدلتا روایہ جہاں ایسے خوشی دے رہا تھا وہاں آنے والے لمحات کا سوچ سوچ کر ہتھلیاں پسنہ چھوڑ رہی تھی .....

باطشہ کمرے کی ڈسٹنگ کر رہی تھی جب ملازمہ بیگ پکڑے کمرے میں آتی چھوٹی بی بی جی یہ صاحب جی نے دیا اور بولا شام کو ایسے پہن کر تیار رہنا باطشہ

بیگ دیکھ تجس میں پڑھ جاتی کے آخر ایسا بھی کیا اس میں

اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ ملازمہ چلی جاتی وہ کام چھوڑ بیگ کھول کر دیکھتی تو اس میں لال رنگ کی ریشمی خوبصورت ساڑھی ہوتی جس کے بلاوز پر پھول اور پتیوں سے خوبصورت کام کیا گیا تھا اور ساتھ میچنگ ہی جیولری اور پنسل ہیل تھی ابھی وہ یہ سب دیکھ ہی رہی ہوتی کے اس کے فون پر مسیج کی بیپ ہوتی وہ جلدی سے مسیج اوپن کرتی تو مسیج ابان شاہ کی طرف سے کیا گیا تھا

سردارنی صاحبہ امید میرا پہلا تحفہ پسند آیا ہو گا اگر میری پہلے والی سب غلطیاں معاف کر دی ہو تو یہ ساڑھی پہن کر رات آٹھ بجے تیار رہے گا آپ کے لیے سرپرائی زہے

باطشہ مسیج پڑھ کر مسکرانے لگتی ہے معاف تو اس نے اپنے بان کو ایسی دن کر دیا تھا جب ابان شاہ نے اپنی انا کو کچل کر اس سے معافی مانگ لی ہے تو جب وہ

اپنے راشتے کو ایک موقع دینا چاھتا تو پھر میں کیوں انا کا پرچم لہراتی رہوں
باطشہ یہ سوچ دل سے مسکراتی اور ساڑھی اٹھا کر پریس کرنے لگ جاتی

دوسری طرف ابان شاہ باطشہ کو مسیج کر کے فون ڈیبل پر رکھتا اور کرسی کی
پشت پر گردن ٹیک کر آنکھیں بند کر لیتا
اور سوچ رہا ہوتا کیا سچ میں محبت کا الہام آپ کو جب تک ہوتا تب تک انساں
محبوب کے کی خوشی کے لیے جانثار کرنے پر پل بھر بھی نہی سوچتا
جسے میں ابان شاہ بچپن سے باطشہ افروز شاہ سے نفرت کا داوا کرتا آیا ہوں پر
شادی کے چند مہنوں میں ہی باطشہ کی محبت نے مجھے چاروں شانے چت کر
ڈالے یہ باطشہ کی سچی محبت کا اثر ہے یا میں نے کبھی اس سے نفرت کر ہی نہ
سکا تبھی تو میری نفرت کی دیوار ریت کی ماند ریزہ ریزہ بکھر گی ان چند دنوں
میں باطشہ میری زندگی میں کتنی خاص بن چکی اس کا تو اس پاگل کو اندازہ بھی
.... نہی وہ مسکراتا تصور میں باطشہ سے ہی ہمکلام تھا

رات کے سات بج چکے تھے ایک گھنٹہ تھا باطشہ کے پاس تیار ہونے کو وہ جلدی سے شاور لینے جاتی اور تقر بن آدھے گھنٹے بعد وہ شاور لے کر گیلے بالوں کو ٹاول میں لپٹے نائی ٹی پہنے باہر نکلتی اب وہ شیشے کے سامنے کھڑی میک اپ کرنے لگ جاتی خوشی تو اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی بشک من چاھے شخص کی توجہ آپ کو دینا بھر کے چیزوں سے زیادہ خوشی دیتی پھر چاھے وہ چند گھنٹوں کا ساتھ ہو یا عمر بھر کا

میک اپ کر کے وہ بال کھولتی اور بالوں میں برش پھیر کر ان کو ایک سائی ڈ سے ترشی مانگ نکال کر دوسری سائی ڈ سے تھوڑے سے بال پکڑ کر پیچھے پش کر کے پن لگا کر باقی بالوں کو کھولا چھوڑ دیتی وہ چینج کرنے ڈرسنگ میں جاتی تب تک ابان شاہ کی کال آنے لگ جاتی ہے باطشہ جو تیار ہو ہی چکی تھی بس ایر رنگ پہنا باقی تھا کال کی جانب متوجہ ہوتی اور بولتی مسٹر ہینڈ سم آپ

کو پتہ ہونا چاھے لڑکیوں کو تیار ہونے میں ٹائم لگتا خاص کر تب جب وہ اپنے ہینڈسم شوہروں کے ساتھ ڈیٹ پر جاتی

اچھا جی چلیں جلدی تیار ہو کر باہر آجائیں میں گاڑی میں انتظار کر رہا پھر آپ کی تیاری کو خراج تحسین بھی اس بندے ناچیز نہ پیش کرنی وہ مسکراتا ہوا کال بند کر کے فون پینٹ کی جیب میں ڈال کر وہی گاڑی میں انتظار کرنے لگ جاتا

کچھ ہی دیر بعد وہ اسپیرا ابان شاہ پر بجلیاں گراتی ایک ہاتھ سے ساڑھی کا پہلو ٹھیک کرتی باہر آرہی تھی ابان شاہ تو ایسے دیکھتے ہی سٹل ہو چکا تھا

لال ساڑھی اس حسینہ پر اتنی جچ رہی تھی کے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا باطشہ نے ساڑھی پہنی تب خوبصورتی میں چار چاند لگے یا ساڑھی پہنے سے وہ قاتل حسینہ بنی

ابان شاہ توتب ہوش میں آیا جب وہ قاتل حسینہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ جاتی

اور بولتی چلیں اہہہ چلیں وہ مسکرا کر بولتا اور گاڑی اپنے فام ہاوس کی جانب موڑ لیتا.....

فام ہاوس پہنچ کر پہلے ابان شاہ گاڑی سے باہر نکلا پھر اس نے دوسری طرف آ کر باطشہ کی طرف کا دروازہ کھول کر اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پھیلائی ی جس پر مسکراتے ہوئے باطشہ نے اپنا نازک ہاتھ رکھا اور باہر نکلی پھر ابان شاہ نے اس کی آنکھوں پر کالی پٹی بندھ کر ایسے لیے اندر کی جانب بڑھتا

بان مجھے نظر نہی آرہا کچھ میں گر جاوں گی پلیز پٹی ہٹادیں
ایسے کیسے سردانی جی سرپرائی زکامزا ختم نہی کرنا میں نے وہ ایسے لیے جیسے ہی فام ہاوس کا گیٹ کراس کرتا ان پر پھولوں کی بارش شروع ہو جاتی باطشہ کو تو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ زمین پر نہی پھولوں کے ڈھیر پر پاوں رکھ رہی وہ کچھ اگے چل کر رکھ گے پھر ابان شاہ نے اس کی آنکھوں کی پٹی کھولی تو وہ نظریں اٹھا کر جہاں وہاں دیکھنے لگی

ایک جگہ پر جا کر اس کی نظر ٹھہر سی گ ئی وہاں پھولوں سے بھری کیاریوں کے ساتھ ڈیبل سجایا گیا تھا جس کے ساتھ دو کرسیاں رکھی ہوئی تھی اور ڈیبل پر کینڈل لائٹ جل رہی تھی پورا گارڈن کینڈل لائٹس اور گلاب کی پتیوں سے بھرا پڑا تھا رات کا سماں بہت رومانٹک اور سحر انگیز لگ رہا تھا باطشہ تو کھو سی گ ئی اس ماحول میں ابان شاہ نے ایسے دیکھا تو اس کی

جانب قدم بڑھائے اور پیچھے سے آکر اس کو اپنے حصار میں لے لیا ہونٹ اس کے کانوں کو ٹچ کر رہے تھے اور اس کی شر گوشیاں باطشہ کی جان پتلی کر رہی تھی

سردانی کیسا لگا اپنے سردار کا سرپرائی زوہ اس کی کان کی لو کو دانت سے ہلکا سے کاٹ کر بولا جس سے باطشہ کے منہ سے سسکاری نکلی

سس... بان کیا کر___ رہے آ۔۔پ باطشہ کے منہ سے ٹوٹ پھوٹ کر الفاظ نکل رہے تھے ابان شاہ تو اس کی ایسی حالت سے مزے لے رہا تھا اجائی یں جانم پہلے ڈنر کرتے باتوں کے لیے پوری رات ہیں نہ وہ ایک آنکھ ونک کرتا ہوا اس کو ساتھ لیا ڈیبل کی جانب بڑھتا اور باطشہ تو آنے والے لمحات کا سوچ کر ہی مرنے والی ہو چکی تھی .....

کھانا خشگوار ماحول میں کھایا گیا کھانے کے دوران بھی ابان کی معنی خیز باتیں

باطشہ کے کان تک سرخ کر چکی تھی دونوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا پھر ابان شاہ باطشہ کو گود میں اٹھا کر اندر بیڈ روم میں لے گیا بیڈ روم بھی کسی دلہن کی طرح سجایا گیا تھا بیڈ پر ہارٹ شیپ میں B|A لکھا ہوا تھا اور دیوار پر ہارٹ سے مائی لائف بنا ہوا تھا کمرے میں اٹھتی پھولوں کی مہک اور ابان شاہ سے اتنی پرفیوم کی خوشبو مکس ہو کر باطشہ کو مدہوش کر رہی تھی

بان یہ سب آپ نے میرے لیے کیا ہے باطشہ بچوں جیسی مصومیات منہ پر سجائے یں ابان سے پوچھتی وہ مسکراتا ہوا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور بولتا

جی ہاں جند جاں یہ سب آپ کے لیے ہی کیا گیا ہے پسند آیا آپ کو

بہت بہت پسند آیا میں لفظوں میں بیان نہی کر سکتی مجھے کتنی خوشی ہو رہی وہ گھول گھول گھومتی بولتی ابان شاہ ایسے کندھے سے پکڑ کر کھڑا کرتا اور بولتا بس کریں چکر آنا شروع ہو جائے گے وہ کھلکھلا کر ہنس دیتی اور ہنستی ہنستی بیڈ پر جا کر لیٹ جاتی

ابان شاہ تو ایسے ساڑھی میں دیکھ کر خود پر قابو نہی رکھ پا رہا تھا تبھی اس کے پاس جا کر خود اس کے اوپر جھک جاتا اور اس کی آنکھوں پر باری باری لب رکھتا پھر پیشانی پر لب رکھتا باطشہ خود میں سمٹنے لگ جاتی جسم ایسے ہو رہا ہوتا جیسے آگ ہو

با---ن ہٹے پیچھے وہ تھر تھراتے ہونٹوں سے بولتی ابان شاہ کی نظریں اس کے ہونٹوں پر روک جاتی اور پھر وہ وقعت کی دیری کیے بنا ہونٹوں کا رس چوسنے لگ جاتا باطشہ تو اس کی اتنی سی قربت پر نڈھال ہو چکی تھی کافی لمحے بیت چکے تھے پر ابان شاہ کی پیاس تھی کے بجھ ہی نہی رہے تھی آخر کار ترس آ ہی جاتا باطشہ پر وہ اس کے ہونٹوں کو چھوڑ دیتا باطشہ لمبے لمبے سانس لیے کر اپنی سانسیں ہموار کرتی جب اس کے کان کے پاس ابان کی سرگوشی سنائی دیتی

اگر اجازت ہو تو میں آج آپ کو محسوس کرنا چاھتا ہوں آپکے وجود میں گم ہو کر اپنا آپ بھولنا چاہتا ہو میں آج ہماری درمیان کی ہر دیوار گرادینا چاھتا ہوں اجازت ہے مجھے

اور باطشہ دھیرے سے نظریں جھکا کر اپنی رضامندی ظاہر کر دیتی تو ابان شاہ کالی گھٹا بن اس نازک جان پر چھا جاتا ہے
اور پھر ساری رات ایسے اپنے پیار کی بارش میں بھگو کر رکھتا رات باطشہ کو اس نے اپنے ہر عمل سے بتایا کے وہ اتنے کم وقعت میں اس کے لیے کتنی اہم بن چکی ہے.....

صبح سات بجے فون کال پر ابان شاہ کی آنکھ کھولی کال پر حیا بیگم تھی وہ ان کے بارے پوچھ رہی تھی ابان شاہ اپنا اور باطشہ کا فام ہاوس پر ہونا بتا کر کال بند کر

کے فون سائی یڈ ڈیبل پر رکھتا اور نظر اپنی زندگی کی طرف کرتا جو سرخ انار ی چہرہ لیے اس کی جانب رخ مڑے گہری نیند میں گم تھی گردن پر رات کی شدتوں کے لال لال نشان بن چکے تھے وہ ایسے دیکھ مسکرا کر دل میں ناجانے کیا سوجی کے پھر اس کے اوپر لیٹ کر جا بجا لب رکھتا ہی گیا باطشہ جیسے نیند میں خود پر وزن محسوس ہوا تو جھٹ آنکھ کھولی

بس کریں بان اب ہمت نہی رہی ساری رات سونے نہی دیا مجھے ابھی بہت نیند آ رہی ایسا بولتی وہ پھر نیند میں جا چکی تھی پر وہ ابان شاہ ہی کیا جو پیچھے ہٹ جائے۔

جانم سائی یں یہاں ہم پیار کرنے آئے سونے کے لیے نہی ایسا بول پھر اپن من معانیوں پر اتر چکا تھا اور باطشہ کی نیند بھی اڑا چکا تھا باطشہ خود کو اس کے سپرد کرتی اس کے ساتھ دینے لگ پڑھی اور کوئی ی حل بھی تو نہی اور ابان شاہ نے کون سا پیچھے ہٹا جانا تھا جو وہ نخرے کرتی

دس بجے تک دونوں نے شاور لے کر ناشتہ کر کے حویلی کے لیے نکل چکے تھے کیوں کے کل بنا بتائے نکل آئے تھے تو سب پریشان ہو رہے تھے باطشہ تو یہ سوچ سوچ ہلکان ہو رہی تھی کے سب کا سامنا کیسے کریں گی

وہ گاڑی میں بیٹھی یہی سوچ رہی تھی جبکے ابان شاہ ایسے نہارنے میں بزی تھا جو نکھری نکھری اس کے رنگ میں رنگی ایسے بہت پیاری لگ رہی تھی

وہ لوگ جیسے ہی گھر آئے سب ان کا ہی انتظار کر رہے تھے باطشہ تو شرم سے نظریں ہی نہی ملا پا رہی تھی جبکے امینہ بیگم بیٹی کے نکھرے روپ کو دیکھ کر اللہ کا شکر گزار ہو رہی تھی کے اس کی بیٹی کی اور داماد میں سب ٹھیک ہو گیا دونوں ہمشہ ایک ساتھ خوش رھیں باطشہ سب سے ملتی جلدی سے اوپر اپنے کمرے میں بھاگ جاتی ہے حیا بیگم اور امینہ بیگم پیچھے سے ارے ارے کرتیں

رہے جاتی

چھوڑیں بھابھی بچی شرما رہی ہے خود ہی ٹھیک ہو جائے گی ہمیں تو خوش ہونا چاھے ہمارے بچوں نے نادانی چھوڑ رشتے کو دلی طور پر قبول کر لیا حیا بیگم بولتی تو امنیہ بیگم آمین بول کر اپنے کمرے میں چلی جاتی

ابان شاہ کو گاوں کی پنچائی ت میں جانا تھا وہ باطشہ کو حویلی چھوڑ کے بہرام شاہ کے ساتھ ڈیرے روانہ ہو جاتا ہے

باطشہ کمرے میں آکر آئی ینے کے سامنے کھڑی ہو خود کا بھرپور جائی زہ لیتی رات ابان شاہ کی شدتوں بھرے لمحات یاد کرتی وہ دانتوں تلے انگلی دبائے شرمائی ی مسکراتی جا رہی تھی ابان شاہ کی محبت کی جا بجا نشانی دیکھ وہ اپنے سے بھی نظریں نہی ملا پاہ رہی تھی

باطشہ بالوں کا جوڑا بنائے شکرانے کے نفل ادا کرنے کی غرص سے وضو بنانے جاتی کیوں کے اللہ نے اس کی ہر دعا پر کن فرما دیا تھا تو وہ کیسے اللہ کے اس انعام کا شکر ادا نہ کرتی وہ وضو بنا کر کے آتے سر پر اچھے سے ڈوپٹہ سیٹ کر کے نفل ادا کرنے لگ جاتی

ہم انسان غمی کے موقع پر تو اللہ کے حضور بار بار سر رگڑتے روتے دھوتے (.... فریاد کرتے پر جب ہمیں خوشیاں ملتی تو ہم اللہ کو بھول ہی جاتے

اے انساں تو کتنا خود غرض ہے

☹☹ اللہ کے حضور سر بھی جھکتا تو فقط اپنے مطلب واسطے

شاہ منشن میں اس وقعت سب لوگ چائے پی رہے تھے عیشاہ سب کے چائے اور پکوڑے بنواں لائی ی تھی (بھلا خود کب وہ کچھ کر سکتی ہماری دوسری ہیرون نکمی جو ٹھہری😜)

وباب شاہ مسز وہاب شاہ اور امتثال شاہ چاروں مل بیٹھ چائے کے ساتھ لطف اندوز ہو رہے تھے میٹھا سا موسم تھا نہ سردی نہ گرمی ہلکی ہلکی ہوا میں ماحول پر سکون سا ہو رہا تھا وہاب شاہ تو چائے پینے کے ساتھ فون پر بھی بزی تھے جب کے امتثال شاہ کو عیشاہ کب سکون سے بیٹھنے دے سکتی وہ آپس میں ایک دوسرے کو انکھوں آنکھوں میں اشارے کر رہے تھے جیسے بہت ضروری بات کرنی ہو انوشے شاہ کب سے ان کی حرکتیں نوٹ کر رہی تھی بل آخر بول ہی پڑی کیا بات ہے عیشاہ جو تم دونوں کرنے کے لیے ایک دوسرے کو اکسا رہے ہو

ماما میں سوچ رہی تھی کیوں نے ہم بھائی ی کی شادی کی ڈیٹ فکس کر آئے اب حسالہ بھی پڑھائی ی سے فارغ ہو چکی اگر مزید پڑھنا ہوا تو ہم کون سا منع کر رہے

اچھا اور یہ مشورہ تمھارہ تو نہی ہو سکتا جیسے جلدی ہے شادی کی وہ خود بات کیوں نہی کر سکتا عیشاہ یہ سن کھلکھلا کر ہنس دیتی

افففف مام آپ کیسے جان لیتی ہو ہمارے من میں کیا چل رہا عیشاہ اپنی مام سے سوال کرتی بیٹا آپ دونوں کی ماں ہوں جب آپ لوگ بول نہی سکتا تھے میں تب آپ کے ہاتھ کے اشارے سے بات سمج جاتی تھی اب تو پھر تم دونوں جوان ہو

اچھا مام پھر آپ اور باباسائی یں کب جارہے ماموں کے ہاں امتثال شاہ

دوٹوک بات کرتا

اتنی بھی کیا جلدی ہے میر ااور آپ کے باباسائی یں کا خیال ہے آپ کی اور عیشاہ کی ایک ساتھ شادی کرائی ی جائی یں ایک دودن تک آپ کے بابا سائی یں کے دوست اپنے فیملی کے ساتھ ہمارے گھر آرہے عیشاہ کے رشتے کے لیے پھر ہی کچھ کہا جاسکتا

جبکے عیشاہ تواپنی شادی کا سن کر حیران پریشان ہو چکی تھی وہ جانتی تھی یہ تو نچرل بات ہے جواں لڑکی کے ماں باپ کے پاس رشتے آتے پر وہ خوش نہی ہو پار رہی تھی وجہ وہ بھی نہی سمجھ پار رہی تھی....

ملک شہریار کی آج دب ئی ی والے کلائی نٹ سے میٹنگ تھی اس کے لیے انھوں نے ایک شہر کے مشہور کیفے میں ڈ بیل بک کروار کھا تھا میٹنگ ان

لوگوں کی اسمگلگ کرنے کے بارے تھے ویسے تو وہ شہر کا جانا مانا بزنس مین تھا پر لوگ نہی جانتے تھے وہ کالی دنیا کا بادشاہ تھا جس کا کام کم سن لڑکیوں کو اغوا کروا کے باہر کے ممالک میں بیچ دینا ہوتا تھا

اور اس کے ساتھیوں کو اس میٹنگ کے بارے خبر پہنچ چکی تھی اب BS بس اس دن کا انتظار تھا جب وہ بحری جہاز جو دبئی سے آنا تھا اس پر ریٹ کرنی تھی ٹھیک چار دن بعد زوایار حانزادہ اور اس کے ساتھ عفان یہ لوگ ملک شریار کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھیں ہوئے تھے

اس وقعت وہ چھ لوگ گول میز کے آس پاس رکھی کرسیوں پر بیٹھیں آنے کے نام سے BS والے مشن کے بارے پلان بنا رہے تھے ان کا ہینڈ جیسے جانا جاتا تھا وہ فل بلیک لباس پہنے بلیک ہی ہڈی پہن رکھی تھی ماسک سے چہرہ ڈھانپ رکھا تھا وہ ان کو سب کا کام سمجھا رہا تھا

کسی کو کوئی سوال کرنا تو ابھی کر سکتا ہے کیوں کے اس بار ملک کا کام تمام بولتا سب کی BS کرنا ہے ہو گا پھر چاہے ہماری جان ہی کیوں نہ چلی جائے طرف باری باری دیکھتا سب یک زبان ہو کر بولتے

سر ہم وعدہ کرتے ہم اس پاک دھرتی کے لیے اپنی جان دینے سے بھی پیچھے نہی ہٹے کے ہمارے جسم کا آخری قطرہ رہتے تک ہم ملک دشمن کا صفایا کریں گے ان شاءاللہ،،،

ملک شہریار بہت خوش تھا کیوں کے اس بار پوری 100 لڑکیاں باہر کے ملک اسمگلگ کی جائے گی جو اس کو کڑڑوں کا منافع دے رہیں تھیں پر وہ نہی جانتا تھا کے اس بار قسمت اس کے ساتھ وفا کرتی یا دغا یہ تو اب چار دن بعد ہی پتہ چلنا تھا

حسالہ ابرار شاہ کو شام کی چائے دینے اس کے کمرے میں آتی تو دیکھتی وہ بالکنی میں کھڑے گہری سوچ میں گم تھے یہاں تک کے ان کو حسالہ کے آنے کی بھی خبر نہی ہو پائی ی وہ چائے ڈیبل پر رکھتی اور بولتی

بابا سائی یں وہ پھر بھی نہی سنتے حسالہ ان کے قریب جا کر ان کو بازو سے ہلاتی بابا سائی یں کہاں گم ہیں کب سے آوازیں دے رہی میں حسالہ بیٹا آپ کب آئی ی

میں تو ابھی آئی ی آپ کے لیے چائے لے کر پر لگتا آپ یہاں نہی تھے کیا بات ہے بابا کیاں سوچ رہے تھے آپ

کچھ نہی بیٹا بس اپنی زندگی کے وہ سال جو میں نے برباد کر دے اپنی ناکام محبت کے پیچھے بس وہی ماضی میں جھانک رہا تھا خیر چھوڑوں آپ نے اپنے لیے نہی چائے بنائی ی

بابا سائی یں باطشہ آپی نے اور میں نے ایک ساتھ چائے پی لی تھی تو ابھی صرف آپ کے لیے بنالائی ی وہ مسکراتے ہوئے ' چائے کا کپ ابرار شاہ کے اگے کرتی جیسے وہ مسکراتے ہوئے تھام لیتے ہیں

..... حسالہ کچھ دیر اپنے بابا کے پاس بیٹھ کر پھر اپنے کمرے میں چلی جاتی

ابان شاہ آفس سے واپس آتے تو سیدھا اپنے کمرے میں جاتا وہ جیسے ہی کمرہ کھول کر اندر جاتا تو خالی کمرہ اس کا منہ چڑھا رہا ہوتا باطشہ کو کمرے میں نہ دیکھ کر ایسے بہت غصہ آتا آفس میں بھی سارا دن دل نہی لگ رہا تھا بس باطشہ ہے

حواسوں پر سوار رہی اب گھر آکر کچھ لمحے اس کے سنگ گزارنا چاھتا تھا تو وہ
کمرے میں ہی نہی تھی وہ غصے سے کوٹ صوفے پر پھنکتا الٹے قدموں نچے
جاتا وہاں بھی ک ئی ی باطشہ نظر نہی آئی ی سامنے سے امینہ بیگم آرہی تھی
شاہد نماز پڑھ کر آئی ی ہو وہ ان سے پوچھ بیٹھا
چچی تاشی کدھر ہے نظر نہی آرہی غصہ تو بہت آرہا تھا پتہ نہی کیوں پر چچی کے
سامنے نارمل ہی دیکھ رہا تھا
بیٹا تاشی کچن میں ہے بول رہی تھی آپ کی فیورٹ ڈش بنا رہی میں نے منع کیا
تھا پر وہ لڑکی کب سنتی کسی کی یہ کہے کر وہ واپس اپنے کمرے میں چلی جاتی اور
ابان شاہ کچن کی جانب بڑھ جاتا
کچن کے دروازہ کے پاس جا کر روک جاتا سامنے ہی وہ بے بی پنک کلر کی شلوار
قمیض پہنے سفید رنگ کا ڈوپٹہ جو اس وقعت سر کی بجائے کمر پر باندھ رکھا تھا
بالوں کی چوٹی بنا کر کمر پر لٹکا رکھی تھی وہ اپنے آپ میں مگن تیزی تیزی سے
ہاتھ چلا رہی تھی جب وہ پیچھے سے ایسے اپنے حصار میں لے گیا وہ بوکھلا کر اس

سے پہلے کے چیخ مار کر سب کو اکھٹا کرتی ابان شاہ نے جلدی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا

شی شی میں ہو یار کیا ہوا اتنا ڈر کیوں گ ئی ی افففف آپ نے تو میرا تراہی نکال دیا

ہاں جیسے آپ کا تراسا منے ہی پڑا تھا وہ طنز کرتا اس کی گردن میں منہ چھپا جاتا باطشہ تو کسما کر رے جاتی کیا کر رہیں آپ یہ ہمارا بیڈ روم نہی کچن ہے کوئی ی اچانک آگیا تو وہ دانت پیستے ہوئے گھور کر بولتی
تو آنے دیں مسز اپنی بیوی سے رومانس کر رہا کسی اور کی بیوی سے تو نہی اور کچن میں کیا کر رہی ہو میرا انتظار کیوں نہی کیا کمرے میں وہ اسے بولتا

آپ کی پسند کی ہی ڈش تیار کر رہی پھر سارا وقعت آپ کا ہی ہے جناب وہ

مسکراتی ہوئی ی بتاتی

آپ فریش ہو جائے میں یہ بنا کر چائے کے ساتھ لاتی پھر دونوں مل کر کھاتے

اوکے جانم وہ اس کے بالوں پر لب رکھتا اوپر کی جانب بڑھ جاتا پیچھے باطشہ مسکراتی دوبارہ کام میں مگن ہو جاتی ....

باطشہ ٹرے پکڑے کمرے میں آتی سامنے ہی ابان شاہ بیڈ پر لیٹا فون پر کسی سے بات کر رہا ہوتا باطشہ صوفے کے قریب رکھے ڈیبل پر ٹرے رکھتی اور بیٹھ جاتی کچھ دیر بعد ابان شاہ کال بند کرتا باطشہ کے ساتھ آکر بیٹھ جاتا ٹرے میں چکن رول پراٹھا اور چلی کباب ساتھ انار دانے اور پودینے کی چٹنی رکھی

ایک سائی ڈپر کیچپ اور چائے کے دو کپ رکھیں ہوئے تھے چکن رول پر اٹھا دیکھ تو ابان شاہ کی بھوک چمک پڑی تھی وہ دیری کیا بنا پلیٹ میں ایک رول ڈال کر کانٹے اور چمچ کی مدد سے چٹنی کے ساتھ ڈیپ کر کے کھانے لگ جاتا پہلا نوالا منہ میں جاتے ہیں ایسے احساس ہوتا کے جو مزا گھر میں بنے کھانے کا ہوتا وہ کسی ہوٹل کا ماہر شیف بھی نہی بنا سکتا دونوں چائے سے پی کر فارغ ہوتے تو باطشہ خالی برتن اٹھا کر جانے لگتی ابان شاہ کی آواز آتی برتن رکھ کر جلدی واپس آنا وہی نہ روک جانا

وہ مسکراتی ہوئی ی نکل جاتی

اور ابان شاہ بیڈ پر آ کر باطشہ کا انتظار کرنے لگ جاتا جو کچھ پل کی دیری کے بعد واپس کمرے میں لوٹ آتی اور جا کر ابان شاہ کے پاس بیٹھ جاتی

بان کیسا رہا آپ کا آج کا دن

بہت بور نگ بہت مس کیا آپکو دل کر رہا تھا اڑ کر اپنی جانم سے پاس پہنچ

جاؤں وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر بولتا باطشہ نظریں جھکا جاتی اور ابان شاہ اس کا یوں شرمانا دیکھ ہلکا سا مسکراتا اور بولتا آپ نے مجھے مس کیا

وہ شرارت سے باطشہ سے سوال کرتا میں کیوں مس کرنا وہ جہاں وہاں دیکھ کر بولتی

ادھر میری طرف دیکھ کر بتائیں وہ اس کی تھوڑی پکڑ کا بولتا تو باطشہ پھر نہ میں سر ہلاتی ابان شاہ اگے بڑھ کر ایسے اپنے حصار میں لیتا اور بولتا جانم بہت ضروری بنتی جا رہی اور ابان شاہ کے لیے اور اس کی پیشانی پر اپنے ہونٹ رکھتا باطشہ شرما کر اس کے سینے میں منہ چھپا جاتی

یہ غلط بات ہے جانم ابھی بھی شرم لگتا آپ کی شرم ختم کرنے پڑی گی ایسا .....بول وہ اس پر جھک جاتا اور جا بجا اپنے پیار کی برسات شروع کر دیتا

آج عیشاہ کے دیکھنے راشتے والے آرہے تھے انوشے شاہ نے سب ملازموں
کی دوڈیں لگوار کھی تھی صاف صفائی ی اور کھانے بنانے میں
ابھی بھی وہ کچن میں خانساماں کو میٹھے میں کچھ بنانے کی ہدایت کرتی عیشاہ کے
کمرے میں آتی یہاں باطشہ بھی آئی ی ہوتی عیشاہ تم ابھی تک تیار نہی ہوئی ی
لڑکے والے آتے ہی ہو گے جی مام بس تھوڑی دیر تک ریڈی ہو جاؤں گی
پھو پھو آپ بے فکر رہے آج ہماری عیشاہ کا رشتہ بھی طے ہو جائے گا آخر اتنی
پیاری لڑکی ہے ہماری وہ الگ بات کام کاج میں نکمی ہے عیشاہ جو اس کی پہلی
باپ پر شرما جاتی آخر الی بات سن کر حیرانی سے باطشہ کو گھورنے لگتی جیسے دیکھ
انوشے شاہ اور باطشہ کا قہقہ کمرے میں گونجتا عیشاہ تو اب رونے والی ہو چکی
تھی اچھا اچھا مرنے والی نہ ہو نہی بولتے کچھ تجے باطشہ ایسے تسلی دیتی
تو عیشاہ اپنے کپڑے اٹھاے واشرم چل پرتی

مہمان آچکے تھی اندر باطشہ عیشاہ کو تیار کر رہ تھی جب ملازمہ انوشے شاہ کا پغیام لے آتی اچھا جاؤ آپ ہم آتے جواب عیشاہ کی طرف سے آتا

تھوڑی دیر بعد باطشہ عیشاہ کو لیے نچے ڈارئی نگ روم میں لے کر آتی جیسے ہی باطشہ کی نظر سامنے بیٹھے زوایار پر پڑتی وہ تو شوک رہے جاتی وہ ایسے ششورا سمج رہی تھی پر وہ تو رشتہ لے کر کے آیا ہوا تھا وہ آنکھوں کو میچتی پھر کھول کر چہرے پر مسکراہٹ سجائے سب کو سلام کرتی عیشا بھی ایسے دیکھ سلام کرتی عیشاہ کی نظر ابھی زوایار پر نہی پڑھی تھی جبکے زوایار تو عیشاہ کو دیکھتا وہی آس پاس دنیا بھلائے بس عیشاہ کو ہی تکتا جا رہا تھا

عیشاہ نے آج ہلکے گاجری سے کلر کی سمپل فراک جس پر فراک کے کلر جیسے ڈوپٹے پہنے پاوں میں فلیٹ چپل پہنے میک اپ کے نام پر صرف آنکھوں میں کاجل اور ہونٹوں پر ہلکی پنک لپسٹک لگا رکھی تھی اتنے میں ہی وہ کوئی ی ڈول ہی لگ رہی تھی زوایار کو ایسے دیکھ اس کی بہن اس کے باوز پر چماٹ

لگاتی اور بولتی بھائی ی لڑکی والوں سے پیٹنے کا اردہ ہے کیا وہ جہاں وہاں دیکھتا بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگ جاتا وہ تو شکر سب آپس میں باتوں میں مصروف تھے کیسی نے دیکھا نہی تھا.....

بیٹا وہاں کیوں کھڑی ہو یہاں میرے پاس آکر بیٹھوں مسز فاروقی بولتی تو عیشاہ دھیرے سے چلتی ان کے پاس جا کر بیٹھ جاتی زوایار کی بہن زوایار سے بولتی بھیا کیا چن کر بھابھی کا انتخاب کیا سو بیوٹی فل اینڈ انوسینٹ سی ہے زوایار فخر سے گردن اکڑا جاتا پھر دونوں ہی دبی دبی ہنسی ہنسے لگ جاتے جب مسز فاروقی کی آواز سے سب ان کی جانب متوجہ ہوتے

انوشے بہن ہمیں تو آپ کی بیٹی بہت پسند آئی ی ہے ہماری طرف سے رشتہ

پکا سمجیں میرا بیٹا آپ کے سامنے ہے اگر آپ لوگوں کو کوئی ی اعتراض نہ ہو تو میں شگن کی انگوٹھی پہنا سکتی ہماری بہو کو

انوشے شاہ وہاب اور امتثال کی طرف دیکھتی دونوں ہاں میں سر ہلاتے تو انوشے شاہ بولتی ہمیں کوئی ی اعتراض نہی پر ہم اپنی بیٹی سے بھی اک بار پوچھنا چاھتے ہیں تو عیشاہ اپنے نام پر اپنی ماں کی طرف دیکھتی اور پھر سر جھکا جاتی

مسز فاروقی بولتی مجھے لگتا ہمیں دونوں بچوں کو کچھ دیر اکیلے میں بات کر لینی دینی چاھے پھر جیسے ان کی مرضی

جائی یں عیشاہ بیٹا زوایار کو اپنا گھر دیکھا لائے عیشاہ زوایار کے نام پر جھٹکے سے لڑکے کی طرف دیکھتی تو آنکھوں میں حیرانی کے ساتھ ساتھ کہی نہ کہی

سکون بھی اتر آتا وہ جو تھوڑی دیر پہلے بجھے دل سے نچے آئی ی تھی اب اندر تک ہکی پھلکی ہو چکی تھی وہ ہلکا سے مسکرا کر زوایار کو ساتھ لیے باہر نکل جاتی پیچھے سب باتوں میں مصروف ہو جاتے اور باطشہ ابان شاہ سے مسیج پر بات کرنے لگ جاتی ہے جس کے اب تک لاتعداد مسیج آئے ہوتے ہیں باطشہ جانتی تھی وہ ناراض ہو چکا ہو گا پر کوئی ی نہ گھر جا کر پیار سے منالوں گی وہ سوچتے مسکراتی اور دوبارہ فون پر جھک جاتی .....

عیشاہ زوایار کو لے کر باہر لان میں پڑی کرسیوں پر آ کر ایک کرسی پر بیٹھ جاتی اور زوایار بھی پاس والی کرسی پر بیٹھ جاتا پر بات دونوں میں سے کوئی ی بھی نہی کر رہا ہوتا کے اتنے میں ملازمہ چائے اور ساتھ سرو کرنے کی چیزیں رکھ کر جاتی

کچھ دیر بعد زوایار خود ہی بولنے میں پہل کرتا عیشاہ آپ غصہ تو نہی یوں میرا اچانک پر پوزل لانے پے عیشاہ کوئی ی جواب نہی دیتی جب زوایار عیشاہ کا ہاتھ پکڑ کر بولتا عیشاہ میں آپ سے کھول کر بات کرنا چاھتا اس کے بعد جو آپ کا فیصلہ ہو گا مجھے قبول ہے

میں نے جب سے یونی میں آپکو دیکھا اس کے بعد نظر میں کوئی ی اور جیچا ہی نہی اس دل نے پہلی اور آخری بار صرف اور صرف عیشاہ وہاب شاہ سے وفا کی ہے میں محبت میں لمبے چوڑے دعوے نہی کرتا بس اتنا کہوں گا میرا پہلا اور آخری عشق صرف آپ ہیں میں اس رشتے کو پوری ایماندری اور دل سے نبھاوں گا آپکی عزت کرنا اور کروانا زویار خانزداہ پر لاگو ہو گی میری محبت ہی میری وفا کی ضمانت ہے ہر دکھ سکھ میں آپ مجھے اپنے ساتھ پائے گی کیوں کے میرا سکون تو صرف ایک لڑکی ہے اور وہ عیشاہ وہاب شاہ ہے اب بولیں

چلیں گی میری ساتھ عشق کی آخری منزل تک یہ بول وہ عیشاہ کا چہرہ اوپر کرتا اور سوالیوں نظروں سے دیکھتا عیشاہ جو پہلے بھی زوایار خانزداہ سے محبت کرتی تھی پر آج اس کے منہ سے اظہار سن کر اس بات پر ایمان لے آئی ی تھی کے زوایار سے زیادہ اس سے کوئی ی محبت کر ہی نہی سکتا وہ مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ پر اپنے دوسرا ہاتھ رکھ دیتی اور زوایار خانزادہ کو اس کا جواب مل چکا تھا وہ اندر تک سرشار ہوتا چائے کے کپ کو اٹھاتا منہ لگا جاتا جبکے عیشاہ شرم وحیا سے لال ہوتی نظریں جھکا جاتی جب کچھ دیر بعد باطشہ انوشے شاہ کے بلاوا ....لاتی دونوں اندر بڑھ جاتے

اندر آتے ہی عیشاہ انوشے شاہ کے پاس خالی جگہ پر بیٹھ جاتی اور زوایار امتثال شاہ کے پاس بیٹھ جاتا انوشے عیشاہ کی طرف دیکھتی جو شرماتے ہوئے نظریں جھکا جاتی تو انوشے شاہ مسز فاروقی کو بولتی ہمیں یہ رشتے قبول ہے

مسز فاروقی آگے بڑھ کر عیشاہ کے سر پر لب رکھتی اور بولتی سدا سلامت
رہوں پھر زوایار کو بولاتی اور عیشاہ کو انگوٹھی پہنانے کو بولتی زوایار عیشاہ کے
ساتھ بیٹھ جاتا اور ہاتھ اگے کرتا عیشاہ اپنا ہاتھ اگے کرتی تو زوایار انگوٹھی اس
کی انگلی میں پہنا دیتا سب ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے جب چپکے سے
زوایار عیشاہ کے کان کے پاس سرگوشی کرتا

مبارک ہو عیشاہ وہاب شاہ بہت جلد آپ کو اپنے ساتھ ہمشہ کے لیے لے
جانے واسطے آؤں گا اپنا خیال رکھنا اب سے میری امانت ہو آپ عیشاہ شرم
کر پلکیں جھکا جاتی پھر امتثال شاہ اکر زوایار کو گلے لگاتا اور مبارک بعد دیتا
انوشے شاہ نے کھانے کا انتظام بھی کروا رکھا تھا اس لیے رات کو سب لوگ
کھانا کھا کر پھر ہی واپس گے

اس دروان باطشہ نے اچھی خاصی عیشاہ کی درگت بناڈالی تھی اور عیشاہ بس

صفائی یاں دیتی رہی اور باطشہ خوش بھی تھی اپنی بچپن کی دوست کے لیے بشک زوایار ایک اچھا لڑکا تھا اور باطشہ دل سے دعا گو تھی ان دونوں کے لیے ابھی وہ باتیں کر رہی تھی کے باطشہ کے فون پر ابان شاہ کی کال آنے لگی گی جیسے وہ سکینڈ کی بھی دیری کیے بنا پک کر چکی تھی دوسری جانب شاہ منشن کے باہر کھڑا تھا وہ باطشہ کو لینے آیا تھا چونکے رات کافی ہو رہی تھی اس لیے وہ اندر نہی آیا

باطشہ عیشاہ کو گلے ملتی نچے آتی جہان مہمان جا چکے تھے انوشے شاہ ملازمہ سے ڈیبل صاف کروا رہی تھی جب باطشہ عبایا پہنے نچے آتی اچھا پھوپھو جانی ہم جاتے وہ بان باہر ہمارا انتظار کر رہا کیوں بیٹا ابان شاہ اندر کیوں نہی آئے بھلا یہ کیا بات ہوئی ی وہ پھوپھو لیٹ کافی ہو گی اس لیے ہم دوبارہ چکر لگائے گے ابھی میں جاتی ورنہ وہ ناراض ہو جائے گے

اچھا بیٹا اپنا خیال رکھنا اور خوش رھوں دونوں آمین،،،

باطشہ اپنا بیگ کندھے پر لٹکاتی باہر آتی جہاں وہ باہر گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا باطشہ کے آتے ہی ڈرائی یونگ سیٹ پر جا بیٹھتا اور جیسے ہی باطشہ گاڑی میں بیٹھتی وہ زن سے گاڑی بھگا کر لے جاتا یہ غصے کا اظہار تھا جیسے دیکھ باطشہ لب دبا کر ہنستی اور منہ دوسری طرف کر لیتی کہی ایسے ہنستا دیکھ اس کا بان اور ہی غصہ نہ کر جائے۔۔۔۔۔

حویلی آتے ہی ابان شاہ باطشہ کے نکلنے سے پہلے ہی حویلی کے اندر جا چکا تھا وہ دل مسوس کرتی رہے جاتی سمجھتا کیا

کھڑوس پلس جلاد وہ منہ میں بڑبڑاتی اس کے پیچھے ہی اندر جاتی اور جب کمرے میں آتی تو وہ کمرے میں نہی ہوتا واشروم سے پانی گرنے کی آوازیں آرہی ہوتی باطشہ گہرا سانس لیتی

عبایا اتار کر ہینگ کرتی اور سینڈل اتار کر ایک جگہ رکھ الماری سے اپنا سادہ سے سوٹ نکال کر چینجگ روم جاتی اور تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر نکلتی

تو ہلکے پھلکے سوٹ میں خود کو ریکس فیل کر رہی ہوتی ابان شاہ سخت تاثرات لیے آئی ینے کے سامنے کھڑا بال بنا رہا ہوتا

باطشہ ایسے ہی دیکھ رہی ہوتی

اب وہ خود پر پرفیوم چھڑک رہا ہوتا جب باطشہ ایسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتی اور ابان شاہ کے ساتھ چپک جاتی اور بولتی ایم سو سوری میں وہاں جا کر بات نہی کر سکی پر بان وہاں مہمان اتنے آئے ہوئے تھے

عیشاہ کا آج اتنا اسپشل دن تھا اب ایسے ٹائی م نہ دیتی تو برا لگتا نہ عیشاہ کو اس

کی تو کوئی ی بہن بھی نہی ابان شاہ تو سن ہو چکا تھا باطشہ کا یو ایسے چپکنا حیرت زدہ کر چکا تھا دل میں ہلچل سی مچ چکی تھی وہ آج پہلی بار خود سے اس کے گلے لگی تھی ابان شاہ کا غصہ تو جھاگ کی ماند بیٹھ چکا تھا

سوئے ہوئے جزبات انگڑائی ی لیتے بیدار ہونا شروع ہو چکے تھے وہ باطشہ کے بازو سے پکڑ کر سیدھا کرتا اور بنا کچھ بولے اسیے کھینچ کر سینے سے لگا کر ایسے خود میں سمولیتا باطشہ کچھ بولنے کے لیے لب وا کرتی جب وہ بولتا

شیییی کچھ نہی کہوں مجھے خود میں آپکو محسوس کرنے دیں مسز ابان شاہ خود میرے قریب آئی ہو میرے اب چپ کچھ نہی بولنا باطشہ بھی آنکھیں بند کر کے اس کے سینے میں منہ دھر جاتی کچھ دیر بعد ابان شاہ اس کا چہرہ ایک انگلی سے اوپر کی جانب کرتا وہ جو آنکھیں بند کریں اس کے سینے سے چپکی کھڑی ہوتی

ابان شاہ کو اتنی پیاری لگتی وہ مسکرا کر ہونٹ اس کی پیشانی پر رکھتا پر چٹاچٹ اس کے گال چوم لیتا

با..ن کہ. کیا کر. رہے ہو

پیار کر رہا اپنی چھوٹی سی بیوی کو وہ اس کے کان کے قریب جھک کر بولتا

مجھے نیند آرہی ہے پلیز باطشہ مصومیات سے بولتی پر ابان شاہ پر تو رومانس کا نشہ چڑھا ہوا تھا اس نے باطشہ کے ایک نہی چلنے دی اور ایسے گود میں اٹھا کر بیڈ پر لے جا کر آرام سے لیٹاتا اور خود بھی شرٹ لیس اور کر اس کے پاس لیٹے جاتا

باطشہ جان چکی تھی کچھ بھی کہنا اب بیکار ہے وہ خود کو اس کے سپرد کریں انکھیں موند جاتی ابان شاہ لیپ اوف کر کے اس کے اوپر جھک جاتا اور پھر ..... ساری رات وقفے وقفے سے ایسے اپنی پیار بھری نگری کی سیر کرواتا

حسالہ کو آج کچھ ضروری سامان لینا تھا جس کے لیے وہ باطشہ کو ساتھ لیے پاس والے بازار آئی ی تھی ان کو آئے کچھ ہی دیر ہوئی ی تھی جب باطشہ کو لگا جیسے کوئی ی ان کا پیچھا کر رہا ہے اس نے جہاں وہاں دیکھا پر کوئی ی نظر نہی آیا وہ اپنا وہم سمجتی دوبارہ حسالہ کی طرف متوجہ ہو گی

وہ دونوں اپنی شاپنگ پوری کر کے جیسے ہی بازار سے نکل کر گاڑی کی طرف بڑھی تو روڈ کے بیچ ایک کالے کلر کی گاڑی رو کی جس میں سے دو نقاب پوش باہر آئے ان لوگوں نے حسالہ اور باطشہ پر بندوق تان لی وہ دونوں خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھیں ان میں سے ایک جس نے بلیو کلر کی شرٹ اور بلیو ہی پینٹ پہن رکھی چہرے پر ماکس لگائے ہوئے تھا وہ بولا

تم دونوں میں سے ابان شاہ کی بیوی کون سی ہے باطشہ کے تو ہاتھ پاوں سن ہو چکے تھے اس سے پہلے کے وہ کچھ بولتی حسالہ نے ہاتھ میں مٹی بھر ان کی طرف اچھال دی یہ سب اتنا جلدی ہوا کے وہ دونوں نقاب پوشوں کے سمبھلنے تک وہ وہاں سے بھاگ چکی تھی

پکڑو ان دونوں کو اگر یہ بچ نکلی تو بوس ہمیں کاٹ کر رکھ دیں گا وہ اپنے ساتھیوں کو بولتا اور وہ سب ان کے پیچھے بھاگ نکلتے وہ دونوں بھاگتی ہوئی ی گاڑی کے پاس آتی حسالہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ جاتی ایسی بیچ باطشہ کی چپل ٹوٹ کر لٹکنے لگ جاتی وہ پاوں میں سے چپل نکال کر وہی پھنکتی اور گاڑی کے اندر بیٹھنے لگتی کے وہ جوان کا پیچھا کرتے ان تک پہنچ چکے تھے جیسے ہی گاڑی کے پاس آتے وہ باطشہ کو گاڑی سے کھینچ کر باہر پھنکتے باطشہ سڑک پر جا گرتی اس کے منہ سے زور کی چیخ نکلتی اور وہ وہی بے سدھ ہو کر گر جاتی

جب ان میں سے ایک جوان کا بوس تھا وہ حسالہ کے پاس آتا اور گاڑی میں جھانک کر بولتا

کو بتا دینا ملک شہریار سے پنگا لے کر اچھا نہی کیا 24 گھنٹے ہیں اس BS جا کر کے پاس بچا سکتا اپنی بیوی کو بچا لیں

باطشہ جو سسکیوں سے رو رہی ہوتی وہ نفی میں سر ہلاتی پر وہ لوگ باطشہ کو اٹھائے وہاں سے نکل جاتے ڈرائی یور کو پہلے ہی وہ زخمی کر چکے تھے

باطشہ وہی روتے روتے امتثال شاہ کو کال کرتی کیوں کے ابان کا نمبر حسالہ کے پاس نہی تھا

امتثال شاہ جو ابھی ابھی آفس پہنچا تھا حسالہ کی کال دیکھ مسکراتا ہوا کال پک کرتا اور بولتا جانم آج کیسے یاد آ گی میری پر دوسری طرف سے حسالہ کی سسکی

سن وہ وہی تھم جاتا جب حسالہ روتے ہوے بولتی

شاہ وہ باطشہ کو اٹھا کر لے گے

پلیز آپ یہاں آجائے وہ روتی سسکتی فریاد کرتی اور امتثال شاہ کی جان لبوں پر آجاتی بھلا وہ کیسے اس نازک جان کو روتا دیکھ سکتا تھا

کون لے گیا اٹھا کر باطشہ کو اور کہاں پے ہو آپ

میں باطشہ کو لیے پاس والے باراز میں آئی ی تھی جیسے ہم بازار سے نکلے ایک کالے رنگ کی گاڑی سے کچھ لوگ نکلے وہ باطشہ کو اٹھا کر لے گے اور بول کر کو بولنا ملک شہریار سے پنگا لے کر اچھا نہی کیا اتنا بول وہ پھر BS گے کے رونے لگ جاتی اچھا اچھا پریشان نہی ہو میں آرہا وہاں لوکیشن سینڈ کریں مجھے وہاں کی

اور فون بند کر دیتا اور ساتھ ہے ابان شاہ کو کال کرنے لگ جاتا

ابان شاہ میٹنگ سے فارغ ہو کر آفس کی طرف جارہا تھا جب امتثال شاہ کی

کال آئی ی وہ کال پک کرتا پر سامنے والے کی بات سن کر اس کو لگا جیسے
...آسمان سر پر آ گرا ہو

وہ اندھا دھند گاڑی چلاتا راستے میں تین جگہ گاڑی ٹھوکتا وہ وہاں پہنچا جہاں
ڈرائی یور زمین پر خون میں لت پت پڑا تھا اور حسالہ گاڑی میں دبکی بیٹھی
خوف سے کانپ رہی تھی جیسے ہی وہ گاڑی سے اترا سامنے سے امتثال شاہ بھی
گاڑی سے نکلتا بھاگتا آیا ابھی وہ آپس میں بات کرتے کے ابان شاہ کے فون پر
ان نون نمبر سے کال آنے لگ گی جیسے ہی اس نے کال پک کی ملک کی مکرو
ہنسی کی آواز فون کے سپکر میں گونج اٹھی جیسے بڑے صبر سے ابان شاہ
برداشت کر رہا تھا

باطشہ ابھی تک گھٹنوں پر سر رکھے وہی روتے روتے سو چکی تھی کے اچانک دوازہ کھولنے کی آواز پر وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوتی وہ جلدی سے اندر سے لوک لگا لیتی اور وہی دروازے کے پاس پشت لگا کر کھڑی ہو جاتی خوف اور ڈر سے وہ بری طرح کانپ رہی تھی پر اس سے بھی زیادہ ضروری تھا ایسے اپنی عزت کو ان درندوں سے بچا کر رکھنا تھا پھر چاھے اس کے لیے جان ہی کیوں نہ چلی جاتی

میم دروازے کھولے بوس نے کھانا بھجا آپ کے لیے باہر سے کسی کے بولنے کی آواز آتی وہ جو ڈر ہی سہمی کھڑی ہوتی وہ اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹتی اور پھر جلدی سے آنکھیں صاف کرتی بولتی مجھے نہی چاھے کچھ بھی دفعہ ہو جاؤ

یہاں سے

وہ غرا کر بولتی

دیکھیں میم آپ کھانے کی ٹرے پکڑ لیں اگر کھانا نہی کھائے گی تو بوس ہم پے غصہ کریں گا

میں نے کہانہ مجھے نہی چاھے کچھ لے جائی یں اپنے بوس کے پاس یہ کھانا اور اگر ہو سکے تو کچھ زہر بھی ملادیں اس میں تا کے تھمارا وہ سو کوڑی بوس کہتے ہی مر جائے کم سے کم زمین پر سے کچھ گندھ تو صاف ہو ایسا بول وہ وہی ہانپتی بیٹھ جاتی اونچی اور غصے سے بول بول کر اس کا حلق خشک ہو چکا تھا

پلیز بان آجائی یں میں مر جاؤں گی آخر کب آئی یں گے آپ بان وہ نچے زمین پر بے بس سی بیٹھ ابان شاہ کو ہی یاد کر رہی تھی

ابان شاہ امتثال شاہ کو لیتا لوکشن پر پہنچ چکا تھا وہ دونوں گاڑی سے باہر نکل کر

فام ہاوس کی طرف چل پڑے گاڑی ان لوگوں نے دور بنی جھاڑیوں کے پاس کھڑی کر دی تھی تا کے کسی کو شک نہ ہو

وہ دونوں الگ الگ سمت کی طرف نکلے تھے ابھی وہ فام ہاوس کے کچھ فاصلے پر تھے کے ایک کرولا گاڑی فام ہاوس کے گیٹ کے سامنے آرو کی چوکیدار نے گیٹ کھولا اور گاڑی اندر چلی گ ئ ی

ابان شاہ بھلے کسی کا ڈر خوف نہی رکھتا تھا پر اب اس کا دل سوکھے پتے کی طرح لرز رہا تھا

ناجانے کیوں اس کی چھٹی حس کچھ غلط ہونے کا اشارہ دیں رہی تھی وہ جلد از جلد اپنی جانم سردارنی کے پاس پہنچ جانا چاھتا تھا

امتثال شاہ پیچھے کے دروازے سے بغیر کسی کی نظر میں آئے اندر داخل ہو چکا تھا

راستہ صاف دیکھ وہ ابان شاہ کو اوکے کا بولتا اگے کی اور بڑھ گیا

ابان شاہ جو فام ہاوس کے مین گیٹ کی جانب بڑھ رہا تھا کے اس کی ڈوائی س سے امتثال شاہ کی آواز آتی

شاہ پیچھے کی جانب راستہ صاف ہے وہاں سے اندر آسانی سے جایا جا سکتا ہے

ابان شاہ یہ سن قدم دوسری جانب موڑ لیتا ہے زوایار اور وہ پہلے ہی لوکیشن سینڈ کر چکا تھا تا کے وہ اپنے ساتھ آرمی فورس لے کر وقعت پر پہنچ سکے

وہ دونوں اندر داخل ہو کر آس پاس کا جائی زہ لینے لگ گ ئی ے

فام ہاوس کوئی ی 10 کنال پر بنا ہوا تھا بشک وہ ایک ویران جگہ پر تھا پر وہ اپنی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا

اور ویرانے پر بنے ہونے کی وجہ سے یہاں سیکورٹی بھی نہ ہونے کے برار

تھی یہی وجہ تھی کے وہ لوگ یہاں تک آسانی سے پہنچ چکے تھے

امتثال شاہ نچے کی جانب اور ابان شاہ اوپر کی منزل کی طرف بڑھ گیا ابھی وہ آخری سیڑھی پر تھا کے ایسے کیسی کے چیخنے کی آواز آئی ی

اور ابان شاہ کو سمجھنے میں زیادہ دیر نہی لگی کے یہ آواز کس کی ہے وہ دوڑتا ہوا آواز کی سمت گیا وہ جیسے ہی دروازہ کھولنے لگا دروازہ اندر سے لاک تھا اور باطشہ کی مسلسل رونے اور چیخنے کی آوازیں آرہی تھی وہ دروازے کو ٹھوکریں مارتا جس سے چند پل بعد ہی دروازہ ٹوٹ جاتا جیسے ہی وہ اندر جاتا اس کی آنکھیں غصہ اور وحشت سے بھر جاتی ہیں

باطشہ زمین پر لیٹی ہوئی ی تھی کے اچانک دروازہ زور زور سے بجنا شروع ہو گیا وہ وہی زمین پر ڈر سی پیلی پڑتی جا رہی تھی اور دل اللہ کا ورد کرنا جاری ہو چکی تھی

بشک اللہ تو ہماری شے رگ سے زیادہ قریب ہے ایک بار سچے دل سے)
مشکل وقعت میں اللہ کو پکار کر تو دیکھیں دیکھنا وہ کیسے آپ کی مدد کرتا اللہ تو وہاں سے رستہ بادیتا جہاں سے بندے کا وہم و گمان بھی نہ ہو بس چند آنسو اور (اللہ اپنے بندے کو مایوس نہی لوٹاتا

اب باقاعدہ دروازہ توڑنے کی آوازیں آرہی تھی اس سے پہلے کے وہ کچھ سوچ پاتی ایک جھٹکے سے دروازہ ٹوٹ کر نیچے گرا اور باطشہ کی حلق پھاڑ ساتھ چیخ بھی سامنے ہی ملک شہریار مونچوں کو تاؤ دیتا غصے سے بھرا اندر آتا اور دے تردے چماٹوں کی بارش باطشہ پر کرنے لگ جاتا چماٹوں سے باطشہ کے

دونوں گال سرخ ہو گے تھے اور ہونٹوں سے خون کی دھار نکلتی گردن پر جا رہی تھی

سا+لی بازاری عورت کب سے دروازہ پیٹ رہے دروازہ کیوں نہی کھول رہی تمھیں کیا لگتا مجھ سے بچ پاؤ گی وہ اس کے بال مٹھی میں پکڑے اس کے کانوں میں غرا کر بولتا باطشہ آنکھیں میچتے درد برداشت کرتی رہتی پھر اچانک ملک کے دھکا دیتی وہ اس حملے کے لیے تیار نہ تھا کے پیچھے جا گرتا باطشہ طیش سے سیدھی ہوتی اور ملک پر جا کر تھوک دیتی اور بولتی

میں لعنت بھیجتی تجھ جیسے دو ٹکے کے انسان پر جو عورت کی آڑ میں بدلہ لیتا ارے مرد کی طرح کیوں نہی بدلہ لیا وہ جوش ایک لڑکی کو مار کر دیکھا رہے وہ وہ جا کر ابان شاہ کو دیکھانا چاھے تھا تجھے تجھ جیسے بھگوڑا باطشہ ابان شاہ نے اپنی زندگی میں نہی دیکھا

وہ اتنے غصے سے چیخ رہی تھی کے اس کی نسیں پھول چکی تھی ملک کا توہن اور ذلت سے چہرہ سرخ ہو گیا تھا وہ ایک ہی قدم سے باطشہ کی طرف آتا اور ایسے پکڑ کر بیڈ پر دھکا دیتہ اور اپنی شرٹ کے بٹن کھول کر اس کی جانب آتا باطشہ جو بیڈ سے اٹھنے لگتی ملک کو اپنی جانب بنا شرٹ کے دیکھ خوف سے آنکھیں میچ لیتی اور دل میں اللہ کو پکارنے لگ جاتی

کیا بولا میں نامرد ہوں آج تجھے میں اپنی مردانگی اس طرح دیکھاوں گا کے تھمارے پاس مرنے کے علاوہ اور کوئی ی رستہ نہی بچے گا آج تجھ جیسی رس ملائی ی کو میں چوس کر پی لوں گا افففف قیامت ہو تم کیا مزا آئے گا کچی گری کو کھانے کا وہ خباثت سے بولتا اس کے اوپر آجاتا اور کھینچ کر اس کا ڈوپٹہ زمین پر پھنک دیتا باطشہ اس کے سینے پر مکے مارتی رہتی پر اس نازک جان کے اگے دیو جیسا انسان تھا جیسے کچھ اثر نہی ہوا تھا باطشہ اب مسلسل خود کو اس سے آزاد کرواتی رونا بھی شروع ہو چکی تھی وہ ایک جھٹکے سے باطشہ کی کرتی کندھے

سے پھاڑ دیتا چڑ ڑ ڑ ڑ کی آواز سے کرتی کندھے سے پھٹ جاتی اور ساتھ باطشہ کی چیخں بھی نکلنا شروع ہو جاتی

چیخوں میری بلبل جتنا چیخ سکتی کیوں کے تھوڑی دیر بعد تم چیخوں کے قابل نہی رہوں گی وہ اتنا کہے اس کی جانب جھکنے ہی لگتا کے کوئی ی ایسے کندھے سے پکڑ دھکا دیتا اور ملک سیدھا زمین کو سلامی پش کرتا

ابان شاہ کو دیکھتے باطشہ کی جان سکون میں آتی پر باطشہ کو دیکھ ابان شاہ کا غصہ ساتواں آسمان کو چھونے لگ جاتا وہ باطشہ کو اٹھا کر بیڈ پر بیٹھاتا زمین پر گرا ڈوپٹہ اٹھا کر اس کے سر پر ڈالتا اور پھر ملک کی جانب بڑھتا اور لاتوں اور مکوں سے اس کی اچھی درگت بناڈالتا ملک کی ناک سے خون بہے رہا تھا چہرے پر زخموں کے نشان بن چکے تھے پر ابان شاہ ایسے مارتا ہی جا رہا تھا جب باطشہ روتی بلکتی اس کے پاس آتی بان چھوڑ دیں مر جائے گا پلیز چھوڑ دیں ابان شاہ

باطشہ کی حالت دیکھ ایسے کندھے سے پکڑ سیدھا کرتا اور گلے لگا کر تھام لیتا
باطشہ بھی اس کے سینے سے لگی پر سکون ہو جاتی اس سے پہلے کے وہ دونوں
باہر کی جانب بڑھتے ملک کی آواز سنائی دی ان کو

ورنہ میں گولی سے بھون دوں گا تمھیں اور تمھاری BS وہی روک جاوں
بیوی کو وہ گن نکال کر ابان شاہ کے سامنے کرتا
ابان شاہ مسکراتا بولتا ہمت ہے تو چلاو گولی میں سچ میں چلا دوں گا ملک حلق تر
کرتا بولتا اور ابان پھر بولتا تم ایسا کر ہی نہی سکتے کیوں کے ہمت نہی تجھ جیسا
زنا ہی اور بھگوڑے میں اتنا بول وہ باہر نکل جاتا ابھی وہ دروازے کے پاس
اور گولی چلا دیتا اور BS پہنچتا کے ملک کی بولتا گڈ بائے ابان شاہ عرف
اچانک سے ابان شاہ کے آگے باطشہ آجاتی اور گولی سیدھا باطشہ کو لگ جاتی
باطشہ دھڑم سے زمین بوس ہوتی اتنے میں امتثال شاہ بھی وہی آچکا تھا

اس نے ایک ہی پل میں ساری کی ساری گولیاں ملک کے سینے میں اتار دی
اور بھاگ کر ابان کے پاس آیا شاہ
ہوش کر شاہ بھابھی کو ہسپٹل لے کر چلتے پر ابان شاہ تو باطشہ کو خود میں لت
پت دیکھ سکتے میں جا چکا تھا

ملک شہریار کے فام ہاوس ویران جگہ پر ہونے کی وجہ سے سیکورٹی بھی نہی
تھی جس کی وجہ سے ابان شاہ کو اندر آنے میں مسلہ نہی ہوا تھا امتثال شاہ ابان
شاہ اور باطشہ کو فام ہاوس سے باہر نکال کر لاتا اور
ابان شاہ جس نے باطشہ کو گود میں اٹھا رکھا ہوتا وہ بس باطشہ کے پیلے زدر
ہوتے چہرے کو ہی تک رہا تھا امتثال شاہ بھاگ کر گاڑی کو لے کر آتا اور ابان
شاہ باطشہ کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لیٹا کر خود دوسری جانب آکر بیٹھ جاتا
وہ بار بار باطشہ کے گال تھپتپا رہا تھا سوری جانم میں لیٹ ہو گیا تم تک پہنچنے میں

پر پلیز مجھے چھوڑ کے مت جانا ابھی ابھی تو ابان شاہ نے زندگی جینا شروع کی ہے باطشہ بار بار آنکھیں کھول بند کر رہی تھی

پر ابان شاہ کی جان پر بنی ہوئی ی تھی کچھ دیر بعد وہ لوگ گاڑی ایک ہوسپٹل کے سامنے روکتے تو ابان شاہ باطشہ کو گود میں اٹھائے ایمر جنسی کی طرف بھاگ جاتا

ڈاکٹر ابان شاہ کو دیکھتے کی کیس پکڑ لیتا باطشہ کے بے جان وجود کو اسٹیچر پر icu میں لے جاتا اور ابان شاہ اپنے خالی ہاتھوں کو لیے وہی ICU ڈال وہ کے دروازے کے پاس کھڑا ہو جاتا امتثال شاہ چلتا ہوا اس کے پاس آتا ابان شاہ کی کٹی حالت دیکھ امتثال شاہ کے دل کو کچھ ہونے لگتا وہ انسان جو ایک دن میں تین تین بار نہا کر کپڑے بدلتا ہو جوتوں پر مٹی نہ لگنے دیتا ہو اس وقعت اپنی حالت سے بے خبر اندر بے جان وجود کے لیے تڑپ رہا تھا شرٹ خون سے بھری پڑی تھی پر یہاں پر وا کیسے تھی امتثال شاہ نے فون کر کے لال

حویلی والوں کو خبر دے دی تھی جو لال حویلی والوں پر قہر بن قر ٹوٹی تھی

حویلی والے سب اس وقعت سارے ہسپتال میں اکٹھے پہنچ چکے تھے رہداری کے دروازے پر پڑھتی جہاں ابان ICU سے گزرتے ان اسرار شاہ کی نظر کے دروازے پر گاڑھی ہوئی ی تھی icu شاہ گم سم سا کھڑا نظریں

اسرار شاہ اگے بڑھ اپنے بیٹے کو گلے لگا کر دلاسہ دینے لگتے ابان شاہ بھی اپنے باپ کو دیکھ اپنے حوصلہ کھو جاتا اور اسرار شاہ کے کندھے لگے کسی چھوٹے بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ جاتا

حیا بیگم کا دل تو بیٹے کی حالت دیکھ کٹ سا جاتا وہ اگے بڑھ اپنے بیٹے کو اپنے سینے سے لگاتی اور بولتی حوصلہ رکھو شاہ دیکھنا تاشی بچہ بالکل صیح ہو جائے گی تم

اگر ہمت ہار جاوں گے تو تاشی کو کیسے سنبھالوں گے اللہ سے اچھے کی امید رکھوں سب ٹھیک ہو جائے گا

بہرام شاہ طبیت خراب کے سبب ہسپتال نہی آپاتے امینہ بیگم بھی بیٹی کے اغوا کو دل پے لگا بستر تک پہنچ چکی تھی ان میں بس حیا بیگم اور انوشے ہی تھی جو سب کو سنبھال رہی تھیں پر اندر سے وہ بھی بہت پریشان تھیں

سب باطشہ کی سلامتی کے لیے اللہ سے دعا گو تھے جب اندر سے ڈاکٹر باہر نکل کر آتے ابان جو وہی دروازے کے پاس کھڑا ہوتا وہ لپک کر ڈاکٹر کے پاس جاتا اور بولتا

ڈاکٹر میری وائف کیسی ہے اب کوئی خطرے کی بات تو نہی

دیکھے مسٹر شاہ ہم آپ کو کسی خوش فہمی میں نہی رکھنا چاھتے گولی آپ کی

وائی ف کے دل کے قریب سے چھو کر گزری ہم نے پوری کوشش کی پر

پر کیا ڈاکٹر بولوں پر کیا ابان شاہ ڈاکٹر کا گریبان پکڑ کر غصہ سے چلانے لگتا
ابرار شاہ اگے بڑھ کر ایسے کنڑول کرتا اور ڈاکٹر کی جانب دیکھتا

پر یہ کے ابھی ان کی کنڈیشن میں کچھ فرق نہی آیا ڈر اور خوف کی وجہ سے دل
کے وال بھی بند ہو چکے تھے اگر ان کو 24 گھنٹوں میں ہوش نہی آیا تو یہ
کومے میں بھی جا سکتی ہے

ڈاکٹر سب کے سروں پر بمبم پھوڑ کر جا چکا تھا
ابان تو چکراتے سر کے ساتھ دیوار کا سہارا لے کر کھڑا ہوتا
اور پھر کچھ سوچتے وہ ہسپتال کی بنی مسجد کی جانب چل پڑھتا اب ایسے اپنی
جانم کو ڈاکٹروں سے نہی اس پاک ہستی سے مانگنا تھا جس نے اپنے در سے

کبھی کسی کو خالی ہاتھ نہی لوٹایا تھا

وہ وضو بنا کر مسجد میں داخل ہوتا کچھ اکا دکا لوگ مسجد میں نظر آرہے تھے وہ بھی ایک صف پر جا کھڑا ہوتا اور عصر کی نماز ادا کرتا نماز کے بعد جیسے ہی دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا تو آنکھوں کے سامنے وہ بچپن کے کچھ سہنری لمحے گردش کرنے لگ جاتے جب ابان شاہ پندرہ سال کا تو باطشہ پانچ سال کی تھی .....

وہ لان میں بیٹھی اپنے گڑیا کے ساتھ کھیل رہی تھی ساتھ عیشاہ اور امتثال شاہ بھی تھا پانچ سالہ باطشہ کی گڑیا عیشاہ توڑ دیتی ہے تو باطشہ جو گڑیوں کی دیوانی ہوتی وہ یہ دیکھ ٹپ ٹپ آنسو بہانے لگ جاتی وہ عیشاہ کی شکایات لے کر دادا سائیں کی طرف جا رہی ہوتی کے رستے میں ابان شاہ سے ٹکر ہو جاتی ابان شاہ جو ابھی ابھی نہا کر آیا تھا باطشہ کے مٹی بھرے ہاتھوں نے اس کے دامن

پر گہری چھاپ چھوڑ دی تھی ابان شاہ خود کا بیڑا غرق ہوتا دیکھ غصے سے باطشہ کی طرف دیکھتا اور اس کا بازو پکڑ کر زور سے کھینچتا اور بولتا نظر نہی آتا سارے کپڑے خراب کر دیا باطشہ جو ابان شاہ کی بات کا غصہ کیے بنا بولتی

بان بان وہ عیشو نے میری ڈول توڑ دی پلیز آپ عیشو کو ڈانٹے نہ پلیز ززززز وہ آس سے ابان شاہ کی طرف دیکھتی اور ابان شاہ غصے سے بولتا تاشی میرے سامنے نہ آیا کرو مجھے بہت بری لگتی ہو تم اور مر نہی جاوں گی اگر ڈول ٹوٹ گی ہے تو چلو رستہ چھوڑوں میرا یہ بول ایسے سائی یڈ کرتا دوبارہ کپڑے بدلنے .....کمرے کی جانب بڑھ جاتا

ابان شاہ دوبارہ حال میں لوٹ آتے اور دعا کے لیے لب وا کرتے

اے اللہ یہ گنہا گار بندہ آج تیرے در پر خالی جھولی لے کر آیا ہے مجھے اپنے در سے مایوس نہ کرنا اندر ہسپتال میں میری زندگی میرے جینے کی وجہ زندگی اور موت میں جھول رہی

اے ستر ماوں سے بھی زیادہ پیار کرنے والے اپنے اس بندے کی پکار سن لے مجھے میری تاشی لوٹا دیں اے اللہ میں مانتا ہوں میں نے زندگی کے ک ئی ی سال بجا بغض میں گزر دے پر پھر آپ نے ایسے میرا نصیب بنایا میں نے پھر بھی قدر نہ کی وہ پاگل جانے کب سے مجھے اپنا سب مان بیٹھی تھی میرے دھتکارنے پر بھی اس نے میری ذات کا تماشہ نہی بنایا

پھر وہ مجھے اچھی لگنے لگ گی پھر کب وہ اچھی سے اہم اور ضروری بن گی میں نہی جان سکا آج تو میرے حصے کی گولی بھی وہ خود کھا گ ئی ی میں اس بوجھ

کے ساتھ جی نہی پاوں گا

اے اللہ میری فریاد سن لے وہ لمبا چوڑا نوجوان اللہ کے سامنے گڑگڑا رہا تھا
اپنی چھوٹی سی بیوی کے لیے وہ مر درو رہا تھا

جو بولتے مرد کو درد نہی ہوتا وہ رو نہی سکتا اگر ابان شاہ کو ایسے فریاد کرتے
دیکھ لیتے تو اپنی کہی بات کو خود غلط قرار دیتے وہ دعا مانگ کر جیسے ہی فارغ ہوا

ایک باریش بزرگ اس کے پاس آیا اور بولا بچہ پریشان نہی ہو وہ مالک تک
تیری فریاد پہنچ چکی ہے بس اب اس کے کن کا انتظار کر اور ایک بات یاد رکھنا

قسمت سے لڑا نہی کرتے جو قسمت میں لکھا ہو وہی ملتا ہے ابان شاہ بزرگ
کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا وہ ہاں میں سر ہلاتا آنکھوں کو صاف کرتا اٹھ کھڑا

ہوااور بزرگ کو سلام کرتا باہر نکل گیا

امینہ بیگم کل سے ہی بستر پر بے سدھ پڑی تھی ڈاکٹر نے چیک کرنے کے بعد بتایا تھا کے انھوں نے کسی چیز کا بہت شوک لیا ہے ان کا ذہن ایسی بات پر اٹک چکا ہے تبھی ان کی کنڈیشن ایسی ہو رہی پر پریشان ہونے کی بات نہی میں نے انجکشن لگا دیا ہے یہ دوائی یاں ان کو ٹائی م پر دیں یہ جلد ٹھیک ہو جائی یں گی

عیشاہ بھی حویلی میں ہی تھی وہ ابھی بھی امینہ بیگم کے پاس سوپ لے کر کے آئی ی تھی ممانی یہ سوپ پی لیں ہماری تاشی بہت جلد ٹھیک ہو کر ہمارے درمیاں ہو گی بھلا وہ ہم سے پہلے کبھی دور رہی جواب ہو گی وہ امینہ بیگم کا ذہن بھٹکتی ایسے باتوں میں لگانے کی کوشش کر رہی تھی پر وہ بھول رہی تھی

کے

بھلا ماں کو کب ایسے سکون ملے گا جب تک اس کا بچہ صیح سلامت نظروں کے سامنے نہ آئے ماں کے دل پر جو چھریاں چلتی اولاد کو مشکل میں دیکھ اس کا اندازہ بس ایک ماں ہی لگا سکتی

عیشو بچہ اپنے ماموں کو فون لگا نہ میری بیٹی کیسی ہے اب میری جان کو تب ہی سکون ملنا جب میں اپنی بچی کو اپنی نظروں کے سامنے دیکھوں گی

عیشاہ جانتی تھی باطشہ کی حالت کے بارے پر امینہ بیگم کی حالت دیکھ سچائی ی نہی بتا پا رہی تھی وہ جی اچھا بولتی فون نکالتی اور یو نہی کوئی ی بٹن پر یس کرتی اور فون کال سے لگا لیتی

ممانی ماموں کا نمبر نہی لگ رہا میں بعد میں بات کر کے آپ کو بتادوں گی فلحال آپ سوپ پی لیں تندرست ہو گی تو تاشی کی خبر لینا کیوں وہ خود کا خیال نہی رکھ سکی.....

باطشہ کو روم میں شفٹ کر دیا تھا اس کی حالت میں کچھ سدھار نہی آیا تھا ابان شاہ روم میں داخل ہوتا تو باطشہ کو یوں نالیوں اور پٹیوں میں جکڑا دیکھ ٹوٹ سا جاتا پھر ہمت کرتا باطشہ کی جانب آتا اور اس کے پاس رکھے سٹول پر بیٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیتا اور اس کے ڈریپ لگے ہاتھ پر اپنے لب رکھ دیتا

تاشی یار اٹھ جاو کیا بدلہ لے رہی ہو میری بے روخی کا جو اتنا عرصہ تم سے برتا

رہا ایک بار اٹھ جاو میں وعدہ کرتا ہوں کبھی کوئی ی دکھ تمھارے قریب بھی نہی آنے دو گا اتنی خوشیاں دوں گا کے تمھارا دامن بھر جائے گا پر خوشیاں ختم نہی ہو گی

وہ اس کا ہاتھ اپنے سینے پر دل کے قریب رکھتا اور بولتا دیکھ
نا یار یہ دل بند ہو رہا تجھے یوں چپ ہوتا دیکھ کر اس دل میں تم ایسے بس چکی ہو کے اب اگر تم مجھ سے دور ہوئی ی تو یہ دل ڈھڑکنا ہی بھول جائے گا

میں مان تو رہا ہو سب میری غطیاں اب بس کرو مجھے بہت جینا تھمارے ساتھ
وہ بہتے آنسو سے اپنا حال دل بیان کر رہا تھا

یہ جانے بنا کے تاشی کی پلکیں لرزش رہی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ وہ آنکھیں پوری کھول دیتی وہ اپنے آس پاس نظریں دوڑاتی تو ایسے یاد آتا وہ کسی کے قبضے

میں تھی اور وہ شخص اس کی عزت لوٹنے کی کوشش کرتا پھر ابان شاہ آتا اور
پھر جو گولی ابان شاہ کو لگنی تھی وہ باطشہ کھا لیتی وہ چیخ مارتی اٹھنے کی کوشش
کرتی ابان شاہ جو اسی کی جانب بیٹھا آنکھیں بند کریں اس کے ہاتھ کو دل کے
اوپر رکھے ہوئے تھا باطشہ کی چیخ سن کر فورن اس کے پاس آتا اور
اور اس کے پاس بیٹھ کر سر اپنے سینے پر رکھتا اور بولتا

کچھ نہی ہوا میرا جان تم بالکل ٹھیک ہو اور میرے ہوتے میری جان کو بھلا
کچھ ہو سکتا وہ اس کے بالوں میں لب رکھتا باطشہ پر سکون ہوتی پھر غنودگی میں
جا چکی تھی ابان شاہ ڈاکٹر کو بلاتے

ڈاکٹر آکر چیک اپ کرتے کافی دیر بعد وہ بولتے

مبارک ہو مسٹر شاہ یہ تو ایک طرح سے مجزہ ہی ہوا کے دس گھنٹوں بعد ہی

مسز شاہ کو ہوش آگیا خطرہ کی کوئی ی بات نہی پر پھر بھی احتیاط کی ضرورت ہے باقی دو دن تک آپ ان کو گھر لے جا سکتے ہیں بس خیال رکھیے گا یہ اس پر بہتا حادثہ یاد کر کے پینک نہ ہونے پائے

تھنکس ڈاکٹر

یو ولکیم مسٹر شاہ

ڈاکٹر کے جاتے ابان شاہ وہی سٹول پر بیٹھ جاتا اور اپنی مصوم بیوی کو تکتا رہتا ایک ہی دن میں کیسے مرجھا سی گ ئی ی تھی وہ پر سکون تھا کے اب سب صیح ہو جائے گا

وہ جیب سے فون نکال حویلی سب کو باطشہ کے ہوش میں آنے کی خبر دیتا اور پھر باطشہ کے ساتھ ہی بیڈ پر لیٹ کر آنکھیں ماند جاتا پر سکون ہو کر

حویلی میں جیسے ہی خبر پہونچتی باطشہ کے ہوش میں آنے کی پوری حویلی میں خوش کا ماحول سا بن جاتا بہرام شاہ فورن صدقے کے بکروں کا انتظام کرنے کو بولتا اور صدقے کا گوشت گاوں کے ہر گھر دینے کا اعلان کرتا جہاں کچھ دیر پہلے سب کے چہرے مرجھائے ہوئے تھے اب سب کھلکھلا کر ہنس رہے تھے

امینہ بیگم کی صحت بھی کافی بہتر تھی وہ شکرانے کے نفل ادا کرنے کمرے کی جانب بڑھ جاتی

عیشو بھی یہ خوشی کی بات حسالہ کو سنانے چل پڑھتی جو خود کو ان سب کا قصوار سمجھتی روم میں ہی بند ہو چکی تھی عیشا اس کے روم میں آتی تو پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا وہ اگے بڑھتی بٹن اون کرتی تو اک دم سارا کمرہ روشنی سے نہا جاتا حسالہ بیڈ پر گم سم سی لیٹی ہوئی ی تھی عیشاہ اس کے سامنے

آ کر بیٹھ جاتی اور بولتی حسالہ کب تک خود کو سب سے الگ کر کے رکھوں گی
اور ویسے بھی جو حادثہ قسمت میں ہو وہ ہو ہی جاتا تم اس گلٹ سے باہر نکلو

اور ایک خوشی کی خبر ہے باطشہ کو ہوش آ گیا ہے ابان بھائی نے فون پے بتایا

سچ آپی ٹھیک ہو گی ہے یا اللہ تیرا شکر اور عیشاہ کے گلے لگ جاتی خوشی سے
طبیت اک دم فریش سی لگنے لگ گی تھی

اچھا اب چلو نچے سب لوگوں کے ساتھ بیٹھوں چلو آؤں عیشاہ حسالہ کو نچے لا
جا کر ہی مانی

پھر دونوں نے سب کے لیے چائے کا انتظام کیا اور سب باطشہ کو ملنے ہسپتال
چل دیے

اَلسَلامُ عَلَیکُم وَرَحمَۃُ اَللہِ وَبَرَکاتُہُ

قسط کیسی لگی کمنٹ میں بتاناسب

ہیلو مسٹر ابان شاہ کیسا لگا میرا سر پر ائی زامید ہے بالکل بھی اچھا نہی لگا تمھیں کیا لگتا بس تم ہی شوک لگا سکتے ہو 24 گھنٹے ہیں تمھارے پاس میرا اضبت کیا سارا مال واپس کر دو تو تمھاری بیوی صیح سلامت تمھارے گھر پہنچ جائے گی ورنہ مجھ جیسے حواس کے بچاری سے کچھ بھی توقوں کی جاسکتی اور قہقہ لگا کر ہسنے لگ جاتا

ملک شہریارا گر میری بیوی کو ایک خراش بھی آئی ی تو میں تمھارا نام صحفہ

ہستی سے مٹادو گا ابان شاہ غرا کر بولتا

ہاہاہاہا میں تو ڈر گیا ملک اس پر طنز کرتا اور جھٹاک سے فون بند کر دیتا ابان شاہ کا غصے سے برا حال ہو چکا اس کا اس وقعت دل کر رہا تھا ملک اس کے سامنے ہو تو وہ اس کو چھیڑ پھاڑ کر رکھ دیں

وہ فون پر کسی کو کال ملاتا اور ایسے تفصیل سے ساری بات بتا کر ایک گہرا سانس لیتا خود کو پر سکون کرنے کے لیے کیوں کے یہ وقعت جوش سے کام لینے کا نہی ہوش سے کام کرنے کا تھا

امتثال شاہ اس کے پاس آتا اور اس کے کندھا پر تھپکی دیتا اور بولتا بھا بھی مل جائے گی ہم مل کر سوراخ لگاتے ہیں چلو اب یہاں روکنے سے کچھ حاصل نہی ہمارے پاس وقعت بہت کم ہے ایمبولنس کو کال کر دی تھی وہ آچکی تھی

ڈرائی یور کو وہ لا جا چکی تھی امتثال شاہ حسالہ کو لیے لال حویلی کے لیے نکل جاتا اور ابان شاہ زوایار کو کال کر کے اڈے پر سب کو بلانے کا بول کر وہی کے لیے نکل جاتا

امتثل شاہ گود میں حسالہ کو اٹھائے جیسے ہی لال حویلی داخل ہوتا تو سب سے پہلے اس پر امینہ بیگم کی نظر پڑتی وہ سینے پر ہاتھ رکھتی بھاگ کر ان کی طرف آتی اور بولتی کیا ہوا امتثال بچے حسالہ کو کس نے اس کی یہ حالت کی ہے اور باطشہ کدھر ہے یہ دونوں تو ایک ساتھ نکلی تھی بازار کے لیے

حسالہ کو سامنے صوفے پر لیٹا کر وہ امینہ کی طرف متوجہ ہوتا اور بولتا ممانی جان باطشہ کو کسی نے اغوا کر لیا ہے اور حسالہ خوف سے بہوش ہو گ ئی ی

ہے آپ اس کا خیال رکھیں میں اور ابان جا رہے اور باطشہ کو صیح سلامت لے
کر کے ہی واپس آئے گے امینہ بیگم تو باطشہ کی اغوا والی بات سنتے ہی ڈھے سی
گ ئی ی تھی میری پھول سی نازک بچی وہ رو رو کر خود کو ہلکان کر چکی تھی
باطشہ ہی تو اس کی کل کائی نات ہے اگر ایسے کچھ ہو گیا تو وہ اس سے اگے کچھ
سوچنا ہی نہی چاھتی تھی حیا بیگم بھی شور کی آواز سن کر لاونج میں آ چکی تھی
سامنے صوفے پر حسالہ بکھیری حالت میں پڑی اور ساتھ امینہ بیگم رو رہی تھی
ایسے کچھ انہونی کا احساس ہوا وہ بھاگ کر ان کے قریب آتی اور حسالہ کے
گال تھپانے لگتی حسالہ بچا کیا ہوا آپ کو اور باطشہ کہاں ہے

بھابھی میری پھول سی بچی نا جانے کہاں ہو گی کس حال میں ہو گی امینہ روتے
ہوئے ساری بات بتاتی اتنے میں حویلی میں سب کو خبر لگ چکی تھی باطشہ کے
اغوا کو لے کر افروز شاہ تو ڈھے سے گے تھے باطشہ میں تو سب کی جان بستی
تھی بھلا کیسے نہ سب بے چین ہوتے نا جانے اگے کیا ہونا ابھی باقی تھا سب کی

.....جان حلق میں اٹک چکی تھی

باطشہ کو جب ہوش آیا تو وہ ایک خوبصورت بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی وہ دھیرے دھیرے آنکھ کھولتی اور انجانا ماحول دیکھ کر گھبرا کر اٹھنے کی کوشش کرتی پر سر میں پڑھ رہی ٹیسوں کی وجہ سے اٹھ نہ سکی وہ دوبارہ کوشش کرتی اور اس بار وہ بڑی مشکل سے درد برداشت کرتی اٹھ کھڑی ہوتی وہ ننگے پاوں ہی چلتی دروازے کے پاس آتی تو دروازہ باہر سے بند ہوتا ہے وہ زور سے چلانے لگ جاتی

کوئی ہے پلیز مجھے یہاں سے نکالوں سم باڈی ہیلپ می پلیز

پر وہاں کوئی ہوتا تو جواب دیتا وہ دروازہ پیٹ پیٹ کر تھک ہار کر وہی دروازے کے ساتھ لگ کر نیچے بیٹھ جاتی اور گھٹنوں میں سر دیے بلک بلک کر

رونے لگ جاتی

بان پلیز مجھے نکالوں وہ روتے روتے ابان کو پکارنے لگ جاتی جیسے اندھیرے میں کچھ روشنی کی کرن نظر آئی ہو

پلیز سیف می بان آپکی تاشی کو ضرورت ہے آپکی وہ روتی بلکتی یہی بولتی جا رہی تھی

دوسری طرف ابان شاہ تل تل مر رہا تھا یہ خبر ہے سوح روح تھی کے اس کی تاشی کو اغوا کر لیا گیا تھا وہ جانتا تھا تاشی کی حالت رو رو کر بگڑ چکی ہو گی بھلا وہ کب سختی کی عادی تھی ایسے رہے رہے کر ملک پر غصے آ رہا تھا یقینن اس بار ملک کی موت ابان شاہ کے ہاتھوں ہی لکھی جا چکی تھی

گھنٹوں میں سے یی 12 گھنٹے گزر چکے تھے پر باطشہ کا کچھ پتہ نہی چل پا رہا 24

تھا

اور یہی بات ابان شاہ کو طیش دلا رہی تھی کے آخر کہاں رکھا ہو گا باطشہ کو وہ ان سوچوں میں گم تھا جب اسے یاد آیا اس دن جو باطشہ کو برسلٹ دیا تھا اس میں کیمرہ فٹ کیا ہوا تھا

وہ جلدی سے موبائل اون کرتا اور لوکیشن ٹریس کرنے لگ جاتا یہ اس کی خوشقسمتی تھی کے باطشہ کی لوکیشن ٹریس ہو رہی تھی وہ کسی انجان جگہ کی لوکیشن تھی جس کے آس پاس کچھ نہی تھا جیسے کسی نے الگ تھلگ جگہ پر فام ہاوس بنا رکھا ہوں یہ دیکھ اس کی جان میں جان آتی وہ منٹ کی دیری کیے بنا نکل پڑتا امتثال شاہ کو بھی کال کر کے اپنے ساتھ بولا چکا تھا کیوں کے وہ باطشہ کی زندگی پر کوئی ی رسک نہی لے سکتا تھا

حسالہ کو ہوش آچکا تھا پر وہ ڈر اور خوف سے ابھی بھی کانپ رہی تھی ک ئی ی نہ ک ئی ی ایسے یہ گلٹ بھی تھا کے جو کچھ بھی ہوا اس کی وجہ سے ہوا نہ وہ باطشہ کو لے کر جاتی نہ یہ سب ہوا وہ ان سب میں خود کو قصوروار سمج رہی تھی

وہ نہی جانتی تھی کے جو قسمت میں حادثہ لکھا ہو وہ ہو کر ہی رہتا پھر چاھے ہم جتنی بھی تدبیر کیوں نہ کر لیں

ابرار شاہ حسالہ کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا حسالہ کا سر اس کی گود میں رکھا ہوا تھا اور ایک ہاتھ سے اس اپنے بابا کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا جیسے وہ ہاتھ چھوڑے گا تو حسالہ گم ہو جائے گی

وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا تبھی وہاں پر انوشے شاہ اور عیشاہ بھی پہنچ جاتی جیسے دیکھ حسالہ بھاگ کر انوشے کے گلے لگ کر بلک بلک کر رونے لگ جاتی انوشے اس کے سر پر تھپکی دیتی رہتی جب وہ رو رو کر دل ہلکا کر لیتی تو اس کے شانے سے سر الگ کرتی اور سوں سوں کرتی بولتی پھوپھو سب میری وجہ سے ہوا نہ میں جاتی نہ یہ سب ہوا پتہ نہی تاشی کس حال میں ہو گی اتنا بول وہ پھر رونے لگ جاتی جبکے عیشاہ دانت بھینچ کر رہے جاتی وہ بھی کافی ڈری ہوئی ی تھی باطشہ کو لے کر یہ تو طے تھا جب تک باطشہ گھر صیح سلامت نہی پہنچ جاتی شاہ خاندان کے لوگ سکون سے نہی رہے سکتے تھے

جب وہ لوگ ہو سپٹل پہنچے تو اسرار شاہ ان کو لے کر باطشہ کے روم کی جانب چل پڑا سب ایک ساتھ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے تو سامنے والے منظر

دیکھ سب حیرت اور شرمندگی سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگ گے

ابان شاہ جس نے باطشہ کا سر اپنے سینے پر رکھے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ ڈالے سکون کی نیند پوری کر رہا تھا

بہرام شاہ جیسے اپنے پوتے سے یوں کھلے عام اس بے شرمی کی امید نہ تھی وہ اچانک سے اپنا گلا کھنکھارتے جس کی آواز سن ابان شاہ جھٹ آنکھیں کھول سامنے دیکھتا جہاں اس کی پوری فیملی ہاتھوں میں پھولوں کے گلدستے لیے دروازے میں کھڑی تھی اس نے ہلکی سے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے اپنی دوسری سائیڈ دیکھا جہاں باطشہ ان سب سے بے خبر سو رہی تھی شاہد ڈاکٹر نے دوائی ایسی دی تھی کے وہ نشے کے زیر اثر رہے

ابان شاہ بیڈ سے اٹھ کر کھڑا ہوتا اور بولتا آپ لوگ اس ٹائم بتا تو دیتے چاچو یار

کیوں ابان بھائی ی آپ کا رومانس خراب ہو گیا عیشاہ مزاح کرتی بولتی تو ابان شاہ لاجواب سا ہو جاتا

امینہ بیگم باطشہ کے پاس جاتی اور اس کے سر پر پیار کرتی ہوئی ی اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھتی دو دن میں ہی مرجھا سی گ ئی ی میری پھول جیسی بچی وہ کبھی اس کے ہاتھ چومنے لگ جاتی تو کبھی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی

باطشہ کو اپنے آس پاس آوازیں آتی تو وہ آنکھیں کھولتی تو سب سے پہلی نظر اپنی ماں پر جاتی وہ دونوں ہاتھوں کو بیڈ پر ٹکائے اٹھنے کی کوشش کرتی پر زخم کچا ہونے کی وجہ سے درد کا دباؤ بڑھنے لگتا وہ تھک کر نیچے لیٹ جاتی امینہ بیگم ایسے اٹھا کر بیڈ پیچھے سے اونچا کرتی تا کے ٹیک لگا کر سکون سے بیٹھ سکے

باطشہ جو ماں کو دیکھتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو چکی تھی سب کی آنکھوں میں آنسو لا چکی تھی سب ہی اس کے درد سے واقف تھے

اماں سائی یں مجھے لگا تھا میں مر جاؤں گی میں کبھی آپ کو اور بابا سائی یں کو دیکھ نہی سکوں گی وہ ماں کا ہاتھ پکڑے روتے ہوئے بتا رہی تھی اس کی مرنے والی بات سن کر سب کے دل دہل گے تھے

نہ میرا بچہ ایسی باتیں نہی کرتے دیکھوں میرا بچہ بالکل ٹھیک ہے اور بہت جلد حویلی بھی جائے گی افروز شاہ اس کی دوسری سائیڈ آکر بیٹھتے ایسے اپنے سینے سے لگائے پچکارنے لگ جاتے وہ آنسو بہاتی باپ کی پناؤں میں لپٹی رہتی

.....

ابان شاہ کمرے سے نکل کر ڈاکٹر کے کیبن میں جاتا
ڈاکٹر جو باطشہ کی فائل ہی چیک کر رہا تھا ابان شاہ کو دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے
اٹھ کھڑا ہوتا اور بولتا

آئی یں مسٹر شاہ میں آپ کی وائف کی ہی فائل دیکھ رہا تھا

تو ڈاکٹر صاحب میری وائف کی حالت کیسی ہے کیا ہم ایسے گھر لا جا سکتے ہیں

جی بالکل وہ پہلے سے کافی بہتر ہے کل تک آپ ان کو گھر لے جا سکتے ہیں پر
ایک چیز کا خیال رکھنا کے ایسے بیتی باتوں کو دہرانے کا موقع نہ دیا جائے ابھی
ابھی وہ جس ٹورمہ سے نکلی اس کے لیے کچھ بھی منفی سوچ یا واقعہ خطرناک
ثابت ہو سکتا

تھنکس ڈاکٹر وہ ہاتھ ملاتا باہر کی جانب قدم بڑھا جاتا

کمرے میں سب باطشہ کے ساتھ باتوں میں مگن تھے باطشہ سب کو دیکھ کر کافی حد تک نارمل ہو چکی تھی جب سے اٹھی تھی ابان شاہ نظر نہی آیا تھا باطشہ کی نظریں ابان شاہ کو ہی ڈھنڈ رہی تھی

اہمم کسی کا انتظار ہو رہا ہے

عیشاہ جو باطشہ کی بے چینی نوٹ کر چکی تھی وہ اس کے پاس آتی ایسے چھیڑنے لگ جاتی باطشہ پزل سی ہوتی نفی میں سر ہلانے لگ جاتی پر عیشاہ کب اس کی جان چھوڑنے والی تھی

کچھ دیر بیٹھ کر سب حویلی کے لیے روانہ ہو گ ئی ے تھے امینہ بیگم باطشہ کے پاس رو کنا چاھتی تھی پر ابان شاہ نے منع کر دیا کے کل چھٹی ہو ہی جانی

اس لیے وہ پریشان نہی ہو

ان کے جاتے ہی ابان شاہ باطشہ کی طرف متوجہ ہوتا جو آنکھیں بند کرے بیڈ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے وہ اگے بڑھ کر اس کی پیشانی پر لب رکھتا اور بولتا

کل ہم لوگ حویلی کے لیے نکلے گے اور حویلی جا کر صرف ریسٹ کرنا کسی کام کی پریشانی نہی لیتی اوکے

باطشہ سر ہاں میں ہلاتی اور دوبارہ آنکھیں بند کر لیتی

باطشہ ہوسپٹل سے گھر واپس آچکی تھی زخم پہلے سے کافی بھر چکا تھا بس کسی وقعت ہلکا سے درد شروع ہو جاتا تھا ڈاکٹر کا کہنا تھا کچھ دنوں تک یہ ممکل ٹھیک ہو جائے گا ابھی بھی وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی ی تھی

باہر جانے کا بہت من کر رہا تھا اس کا پر ابان شاہ کے غصے کے ڈر سے جا نہی
سکتی تھی اس نے سختی سے منع کیا تھا

کے جب تک ممکل ٹھیک نہی ہو جاتی نہ باہر جانا اور نہ ہی کسی کام کو ہاتھ لگانا
پہلے تو باطشہ نے کافی چوں چرا کی پر پھر ماں کے سمجانے پر چپ ہو گی

امینہ بیگم کل اس کے کمرے میں سوپ لے کر آئی ی تو باطشہ منہ پھلائے
بیٹھی تھی جبکے ابان شاہ آئی ینے کے سامنے کھڑا آفس جانے کی تیاری کر رہا
تھا وہ ایک نظر ماں بیٹی پر ڈالتا گاڑی کی چابی لیے باہر نکل جاتا

تمیں کیا ہوا تاشی کچھ نہی اماں سائی یں آپ کے داماد نے مجھے سختی سے نچے
جانے سے منع کیا اور بولا جب تک میں نہ کہوں نچے نہی جانا اور نہ کوئی ی کام

کرنا بھلا یہ کیا بات ہوئی ی وہ کیوٹ سا فیس بنائے اپنی ماں سے اپنے شوہر کی شکایات کر رہی تھی

اس کی ماں مسکراتی ہوئی ی سوپ کا کٹورہ سائی یڈ ڈیبل پر رکھتی اور اس کا ایک ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھوں میں لیتی اور بولتی بیٹا وہ تمھارے بھلے کے لیے ہی تو کہے رہے
اور تمیں تو خوش ہونا چاھے اللہ نے ابان بیٹے کے دل میں تمھارے لیے پیار پیدا کیا وہ تمھاری اتنی فکر کرتا تمھارے بابا سائی یں بتا رہے تھے کے جب تم میں تھی تو ابان بیٹا کتنا تڑپ رہا تھا Icu

اور خوش قسمتی نے اگر تمھارے دروازے پر دستک دی ہے تو اگے بڑھ کر دروازہ کھول کر ایسے دل سے قبول کروں

ورنہ ہمارے معاشرے میں عورت کی ساری زندگی بیت جاتی شوہر کی طرف
سے پیار کے دو بول سننے کو پرسن نہی پاتی سارا دل سسرالیوں کی خدمت کرنا
بچے پیدا کرنا اور ٹکے ٹکے کی باتیں سنتے قبر میں جا لیٹتی ہے عورت
تم تو قسمت والی ہو جان سے بڑھ کر پیار کرنی والی ساس ہے سسر ہے
تمھارے لیے سب کر گزرنے والا شوہر ہے اور تم ایک چھوٹی سی بات پر منہ
بنا کر بیٹھ گی آخر میں وہ بیٹی کو ہی ڈانٹنے لگ جاتی

اس بیٹی کا گھر کبھی خراب نہی ہوتا جس کی ماں ایسے گھر بنانے کے گن)
سیکھائے نہ کے گھر توڑنے کے ہمارے ہاں کیا ہوتا بیٹی کو اگر کچھ ساس یا شوہر
برا کہے دیں تو ماں باپ بجائے بیٹی کو در گزر کروانے سے ایسے گھر بیٹھا لیتے
الٹے سیدھے مشورے دیتے جس سے کیا ہوتا ہے آخر میں بیٹی ہمشہ کے لیے
گھر آ کر بیٹھ جاتی طلاق لے کر اگر ہم اپنی بہن بیٹی کو صبر کرنا سیکھا دیں تو
(ک ئی ی گھر ٹوٹنے سے بچ سکتے

شام میں ابان شاہ جلدی گھر آیا گیا تھا باطشہ کو ہوسپٹل سے گھر آئے تیسرا دن تھا آج ابان شاہ کا اردہ باطشہ کو ساتھ لے کر باہر ڈنر کرنے کا تھا جس کے لیے وہ جلدی حویلی آگیا تھا وہ جیسے کمرے میں آیا تو
LDE باطشہ میڈم مزے سے بیڈ پر بیٹھی پاپڑ کھانے میں بزی تھی سامنے چل رہی تھی جس پے ڈورے مون کارٹون چل رہے تھے وہ دنیا سے بے خبر چپس اور پاپڑ پاس رکھیں کھانے میں بزی تھی

ابان شاہ غصے سے اگے بڑھتا اور چپس کا باول اٹھا کر ڈیبل پر رکھتا اور پاپڑ کے پیکٹ اٹھا کر کچرے دان میں پھنک دیتا باطشہ تو صورت حال سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کے یہ اچانک سے اس کے ساتھ کیا ہو گیا

تاشی یار کیوں بچوں جیسی حرکتیں کرتی ہو طبیت پوری طرح صیح ہوئی ی نہی
اور الٹ پھلٹ چیزیں کھانا شروع وہ غصے سے ڈانٹا ہوا اس کے سامنے بیٹھ جاتا
اور باطشہ نچلا ہونٹ نکالتی لبالب آنسو آنکھوں میں لیتی اس کی طرف سے
روخ موڑ چکی تھی
ابان شاہ نفی سے سر ہلاتا اس کا چہرہ پکڑ کر اپنی طرف کرتا
اور بولتا اچھا سوری وہ اپنے کان پکڑ کر اس کی طرف مصوم سا بنا دیکھنے لگ جاتا
باطشہ ایسے پہلے تو غصے سے دیکھتی رہتی پھر اچانک اس کے سینے سے لگ جاتی
اور بولتی

بان میں بور ہوتی رہتی کمرے میں ویسے تو بہت پیار کے دعوے کرتے ہو یہ
نہی سوچتے اپنی چھوٹی سی بیوی کو ک ئی ی گھمانے لے کر چلا جاؤں شادی
کے بعد ایک بار بھی مجھے باہر نہی لے کر کے گ ئے وہ اس کی شرٹ کے

بٹنوں سے کھیلتی اسی کی شکایات اسی سے کر رہی تھی

وہ مسکراتے ہوئے اسے دونوں کندھوں سے پکڑے سیدھا کرتا اور بولتا میری چھوٹی سے بیوی کے لیے ہی آج میں جلدی گھر آیا چلیں فنافٹ تیار ہو جائی یں آج ڈنر باہر کر کے آتے اور پھر شاپنگ بھی کریں گے

سچی بان وہ خوشی سے چٹاچٹ ابان کے گال چوم جاتی اور جب سمج آتی تو شرم سے اس کے سینے میں منہ چھپا جاتی ابان شاہ تو اپنے گال پر ہاتھ رکھیں باطشہ کے نرم ہونٹوں کا لمس محسوس کرنے لگا تھا

اس سے پہلے کے ابان شاہ کوئی ی حرکت کرتا وہ جھٹ بیڈ سے اترتی تیار ہونے بھاگ جاتی پیچھے ابان شاہ اس کی چلاک پر لب دبا جاتا

وہ ہلکے گرین کلر کی فراک پہنے پیروں میں کھوسہ پہن رکھا تھا بلاشبہ یہ رنگ اس کی گوری رنگت پر خوب جچج رہا تھا

وہ بال بنانے کی کوشش کر رہی تھی پر لمبے بال اور اوپر سے تین دن سے برش بھی نہی کیا تھا وہ برش میں اٹک رہے تھے الجھے بال سلجنے کا نام ہی نہی لے رہے تھے

ابان شاہ کب سے ایسے بالوں کے ساتھ لڑتے دیکھ رہے تھا وہ بیڈ سے اٹھ کر اس کے قریب آتا اور

وہ برش پکڑ کر اس کو سامنے سٹول پر بیٹھنے کا بولتا وہ مسکراتی ہوئی ی سٹول پر بیٹھ جاتی پھر وہ دیوانہ اپنی چھوٹی سی بیوی کے ایک ہاتھ سے بال پکڑتا اور دوسرے سے بالوں میں برش پھیرنے لگ جاتی باطشہ سامنے لگے آئی ینے میں اس حسین نوجوان کو دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کیا کوئی ی اتنے کم

وقعت میں کسی سے اتنا جنوں عشق کر سکتا ہے جتنا ابان شاہ اپنی باطشہ سے کرتا تو یقینن کوئی ی نہی کیوں کے یہ دنیا کا ایک الگ ہی جوڑا تھا وہ اس کے بال بنا چکا تھا

پھر باطشہ نے حجاب لیا اور دونوں کمرے سے نکل گ ئے۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ تیار ہو کر نکل کر نچے لاونج میں آئے تو حیا بیگم جو حسالہ کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ دل ہی دل میں ماشاءاللہ بولتی بشک وہ دونوں ایک ساتھ ممکل لگ رہے تھے

مام میں باطشہ کو لیے باہر جا رہا ہم لوگ واپسی پر ڈنر باہر سے کر کے آئی یں گے

ٹھیک ہے بیٹا دھیان سے جانا اور میری بہو کا خیال رکھنا خوش رہو ہمشہ بدلے میں ابان شاہ اور باطشہ آمین بولتے اور دونوں ایک ساتھ حویلی سے نکل کر گاڑی میں بیٹھ کر شہر کی جانب نکل جاتے حیا بیگم مسکراتی ہوئی دوبارہ حسالہ کی جانب متوجہ ہو جاتی

تائی جی ابان بھائی اور باطشہ آپی دونوں ایک ساتھ کتنے پیارے لگتے ہیں نہ جیسے دونوں ایک دوسرے کے لیے ہی بنے ہو

حسالہ مسکراتے ہوئے حیا بیگم کو بولتی

ہاں اللہ میرے دونوں بچوں کو ہمشہ ایک ساتھ خوش و خرم رکھیں آمین حیا بیگم بولتی اور پھر دونوں اپنی باتیں کرنے لگتی.....

باطشہ اور ابان اس وقعت شہر کے مشہور ہوٹل کے سامنے کھڑے تھے ابان شاہ گاڑی پارک کرنے گیا اور باطشہ وہی سڑک کنارے کھڑی اس کا انتظار کر

رہی تھی ہلکی ہلکی سردی تھی اور ہوا بھی ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی تھی موسم
کافی خوشگوار لگ رہا تھا اتنے دن بند کمرے میں رہنے کے سبب ابھی زیادہ اچھا
محسوس ہو رہا تھا وہ اپنے گرد ابان کی پہنائی ی ہوئی ی شال لپٹے سوچوں میں
مگن تھی

جب ابان شاہ اس کے قریب آیا اور بولا چلیں مسز ابان شاہ وہ مسکراتی
ہوئی ی اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیتی اور ہوٹل میں داخل ہو
جاتے باطشہ جیسے ہی ابان شاہ کے ساتھ اندر قدم رکھتی قطار میں کھڑے ویٹر
ان دونوں پر سرخ گلابوں کی برسات کرنے لگ جاتے
پورا ہوٹل رنگین غباروں اور پھولوں سے سجا ہوا تھا اور سامنے دیوار پر

ولکیم مائی ی لائی ف مائی ی لیٹل وائی ف لکھا ہوا تھا
باطشہ کو یہ سب ایک خواب کی ماند لگ رہا تھا جیسے ابھی آنکھ کھولے گی اور

سب غائب ہو گا وہ خوشی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات لیتی نم آنکھوں سے ابان شاہ کی طرف دیکھتی وہ بھی مسکراتا ہوا کندھے اچکا جاتا وہ اس کی جانب آتی اور بولتی

بان یہ سب آپ نے میرے لیے کیا

سچ میں مجھے یقین نہی ہو رہا کیا میں اتنی لکی ہو افففف وہ ہنستی ہنستی رونے لگ جاتی آنسو ابل ابل کر باہر نکل رہے تھے

ابان شاہ جو مسکراتا ہوا اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا وہ باطشہ کو روتے دیکھ اس کی جانب بڑھتا اور اسے کندھے سے پکڑ کر اپنی جانب کرتا اور بولتا

کیا ہوا جانم کیا میرا سر پرائی زا اتنا برا لگا کے رونے ہی لگ گی میری لیٹل وائف وہ نفی میں سر ہلاتی اس کے سینے پر اپنے سر رکھتی اور بولتی یہ تو خوشی کے آنسو ہیں رشک آ رہا خود کی قسمت پر

اچھا اگر اتنا ہی دل کر رہا ساتھ لپٹنے کو تو گھر جا کر جتنا مرضی لپٹ جانا وہ آنک ونک کر شرارت سے بولتا باطشہ جو اس کے گلے لگی کھڑی تھی ہڑبڑاتی ہوئی ی اس سے تھوڑا فاصلے پر کھڑی ہو جاتی.....

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر ڈیبل کی جانب لے کر جاتا کھانے کے ڈیبل پر ساری باطشہ کی پسند کی ڈیشز تھی اور درمیان میں ہارٹ شیپ بنا کر کنڈل لائی ٹس لگا رکھی تھی ابان اس کے لیے کرسی سیدھی کرتا اور باطشہ کو کرسی پر بیٹھتا اور اس کے بعد اس کے سامنے والی کرسی پر خود بیٹھ جاتا

فل رومانٹک ماحول میں کھانا کھایا ان لوگوں نے اور یہ ڈنر دونوں کو ہمشہ یاد رہنے والا تھا

ہوٹل پورا کا پورا ابان شاہ نے بک کروا رکھا تھا اس لیے کسی کی طرف سے بھی ان کو پریشانی نہی تھی کھانے سے فارغ ہو کر وہ مال میں شاپنگ کرنے کے لیے نکل پڑتے

شاپنگ بھی ساری ابان نے اپنی پسند کی کروائی ی تھی باطشہ کے نہ نہ کرتے بھی اس نے ڈھیروں جوڑے اور جوتے لے کر دے اور پھر وہ رات گے واپسی حویلی کو نکل گ ئے

گھر آتے ان کو بارہ بج چکے تھے باطشہ آج صبح جتنا بور ہو رہی تھی شام اتنی ہی یادگار ثابت ہوئی ی تھی اب وہ ممکل تھک چکی تھی اس کا اردہ کمرے میں جاتے ہی سونے کا تھا پر وہ نہی جانتی تھی کمرے میں ایسے زبردست جھٹکا لگنے والا ہے.....

وہ لوگ جب حویلی میں داخل ہوئے تو سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں آرام کر رہے تھے

باطشہ جیسے ہی اوپر کمرے میں گ ئی ی تو لائی ٹس اوف تھی ساری وہ حیران ہوئی ی یہ دیکھ کر کیوں کے کمرے کی لائی ٹس تو وہ اون ہی چھوڑ کر گ ئی ی تھی

اور ان کی غیر موجود گی میں بھلا کس نے آنا تھا شاہد لائی ٹس خراب ہو گ ئی ی ہیں وہ ایسا بولتی اندھیرے میں ہی بٹن اون کرتی تو پورا کمرہ روشنی سے نہا جاتا

جیسے ہی فین اون ہوتا تو سرخ پھول پورا کمرے میں گرنے لگتے ہیں پورے

کمرے میں پھولوں کی بھینی بھینی خشبو آرہی تھی باطشہ ایک لمبا سانس کھینچ کر خشبو اپنے اندر اتارتی اور اگے بڑھتی جیسے ہی وہ بیڈ کے پاس آتی تو بیڈ پر بھی پھولوں کی پتیاں بیکھری ہوئی ی تھی درمیان میں بڑا سا ہارٹ بنا کر لکھا ہوا تھا سنگار ڈیبل پر بھی کنڈل لائی ٹس اور پھول ترتیب B.S اس میں سے سجا رکھے تھے

پورا ماحول رومانٹک ہو رہا تھا باطشہ کے اندر عیجب سی سنسناہٹ ہو رہی تھی وہ یہ سب دیکھنے میں اتنی محو تھی کے ابان شاہ کے آنے کا بھی پتہ نا چلا ایسے وہ پیچھے سے ہو کر ایسے اپنے حصار میں لیتا اور اس کا ڈوپٹہ کھول کر بیڈ پر اچھال دیتا

بال کھول کر کمر پر گرا دیتا باطشہ کا دل دھک دھک کر رہا تھا جب ابان کی شرگوشی آئی ی جانم سائیں آج یہ ابان شاہ آپ کو اپنے ہر عمل سے حیران

ہی کریں گا وہ اس کا چہرہ اپنی جانب موڑ کر ایسے ایک پھول پیش کرتا اور بولتا

Fou You My Life

باطشہ مسکراتے ہوئے پھول پکڑتی اور اس کی خشبو اپنے اندر اتارتی آج تو آپ سرپرائی زپر سرپرائی زدیے جارہا

ہاں کیوں کے یہ میری طرف سے آپکی صحت یابی کی خوشی میں ہے میں تو ہر دن آپ کو سرپرائی زدینے کو تیار ہو جانم

تم میرا پہلا اور آخری عشق ہو

اور یہ بات میں نے ان دنوں جانا جب تم میرے پاس نہی تھی ایسا لگتا تھا جیسے زندگی جینے کی وجہ ختم ہو گی ہے اگر تمھیں کچھ ہو جاتا تو ابان شاہ تو جیتے جی مر

.....جا

اس سے پہلے کے وہ اپنا جملہ پورا کرتا باطشہ اس کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھی گ ئی ی اور غصے سے بولی دوبارہ ایسی بات نہ کرنا

آپ کو کچھ ہونے سے پہلے میں نہ مر جاؤں بھلا میں کیسے رہے سکتے آپ کے بنا یہ بول وہ آنکھوں میں آنسو بھر لاتی ہے جیسے ابان شاہ اپنے لبوں سے باری باری چن لیتا باطشہ شرم سے دوہری ہوتی اس کے سینے میں منہ دے جاتی ہے

.....

صبح سب لوگ ناشتہ کر رہے تھے جب ابرار شاہ بولیں بابا سائی یں وباب شاہ کی کال آئی ی تھی وہ لوگ امتثال شاہ اور حسالہ کی شادی کی تاریخ لینا چاھتے ایسی سلسلے میں وہ لوگ حویلی آنا چاہ رہے آپ کیا کہتے اس بارے

شادی تو کرنی ہی ہے پھر جلد یا دیر اس میں کیا تم ایسا کرو رات کے کھانے پر ان لوگوں کو بولا لو پھر سب مل بیٹھ کر تے تاریخ طے بھی جی بابا سائیں

سب لوگ ناشتہ کر کے اٹھ جاتے پیچھے ملازمہ برتن اٹھا کر کچن میں لے جاتی باطشہ اور ابان ابھی سو کر نہی اٹھے تھے اس لیے ان کا ناشتہ ابھی تیار نہی کیا گیا تھا

حسالہ ناشتہ کر کے اپنے کمرے میں جاتی تو اس کا فون بج رہا تھا وہ فون اٹھاتی تو کال امتثال شاہ کی تھی وہ مسکراتی ہوئی ی فون پک کرتی تو امتثال شاہ بولتا کہاں تھی آپ اگر فون پاس نہی رکھنا ہوتا تو لیا کیوں ہوا

جب بھی کال کرو پہلی بار میں تو سننی ہی نہی حسالہ اس کے غصے بھری باتیں سن لب دبائے مسکراتی رہتی پتہ تھا اگر آواز فون کے اس پار گ ئی ی تو شاہ

سائی یں اور تپ جائی یں گے

اچھا سوری شاہ سائی یں وہ مصوم سی بنتی جھٹ سوری بول جاتی

اب اگر اتنے پیار سے سوری بولوں گی تو بھلا کون ناراض رہے سکتا تو حسالہ کھکھلا کر ہنس دیتی اچھا شاہ سائی یں بتائی یں کیوں فون کر رہے تھے

وہ آج مام اور بابا سائی یں حویلی آرہے رات کے کھانے پر ہماری شادی کی ڈیٹ فکس کرنے حسالہ یہ سن شرما جاتی اور کچھ بول ہی نہی پاتی دوسری جانب امثال شاہ خاموشی سن بولتا

حسالہ کیا ہوا آپ چپ کر گ ئی ی کیا آپ کو خوشی نہی ہوئی ی یہ سن کر ارے نہی شاہ ایسی بات نہی

تو میری جاں کیسی بات ہے بتائے مجھے بھی کچھ نہی لڑکیوں کو شرم بھی آہی جاتی شادی کی بات سن کر آپ تو بال کی کھال اتارنے لگ جاتے

اچھا اب میں کال رکھنے لگی آپ بھی کام پر دھیان دیں یہ بول وہ امتثال کی .....بات سنے بنا فون بند کر جاتی پیچھے وہ ارے ارے کرتا رہے جاتا

باطشہ کی صبح نو بجے آنکھ کھولتی وہ جیسے ہی ٹائم دیکھتی تو بیڈ سے بھاگنے کے انداز میں اٹھتی اور فریش ہونے واشرم بھاگ جاتی جب کے ابان شاہ پہلے ہی اٹھ چکا تھا وہ فریش ہو کر آئی اینے کے سامنے کھڑا بال بنا کر خود پر پرفیوم کی بارش کر رہا تھا

وہ اٹھ بجے ہی اٹھ چکا تھا جب وہ اٹھا باطشہ گہری نیند میں گم سو رہی تھی چہرے

اور گردن پر اپنی رات کی شدیتیں دیکھ ابان شاہ کو سکون سے مل رہا تھا کیسے وہ رات اس کی پناہوں میں سمٹی جاتی رہی

ساری رات ابان شاہ نے ایسے اپنے پیار کی بارش میں بھگویا تھا صبح تین بجے جا باطشہ کی جاں کو سکوں آیا ایسی لیے صبح ابان نے اٹھایا نہی وہ فریش ہوتی ٹاول میں بال لپٹے اس کے ساتھ آئی ینے کے سامنے کھڑی ہوئی ی اور بالوں کو ٹاول سے اچھے سے رگڑ کر برش سے بال سیدھے کرتی اور پھر بالوں میں کچر لگا کر سر پر اچھے سے ڈوپٹہ اوڑھے نچے کی جانب نکل جاتی ابان شاہ بھی اس کے ساتھ نہی نچے جاتا دونوں جا کر ناشتے کے ڈیبل پر بیٹھ جاتے

حیا بیگم جوان کو نچے آتا دیکھ چکی تھی وہ فنافٹ ان کے لیے ناشتہ تیار کرواتی اور ملازمہ ان کو ناشتہ دیتی

ابان تو ناشتہ کر کے آفس کے لیے نکل جاتا اور باطشہ لاونج میں رکھے صوفے پر جا کر کے بیٹھ جاتی اور فون پے عیشاہ کو مسیج ٹائی پ کرنے لگ جاتی

باطشہ اس بات سے ابھی انجان تھی کے عیشاہ کی ڈیٹ فکس ہو رہی تھی حسالہ اور امتثال شاہ کے ساتھ ہی عیشاہ ایسے رات کو ان کی طرف آنے کا بتاتی تو باطشہ بھی خوش ہو جاتی کیوں کے جب سے باطشہ کے ساتھ وہ حادثہ ہوا تھا عیشاہ اور باطشہ کی بات ہی نہی ہو پائی ی تھی ابھی وہ عیشاہ سے بات کر رہی ہوتی کے حیا بیگم اس کے پاس آکر کے بیٹھ جاتی باطشہ ان کو دیکھ کر فون سامنے ڈیبل پر رکھتی اور مسکراتی ہوئی ی ان کی جانب دیکھنے لگ جاتی

کیسی ہے میری بیٹی درد تو نہی ہوتا اب زخم والی جگہ پر نہی تائی ی سا اب میں بالکل ٹھیک ہوں دیکھیں تبھی آپ لوگوں کے ساتھ یوں بیٹھی ورنہ بان نے تو مجھے کمرے تک ہی رکھ لیا تھا

وہ منہ بناتی ساس سے اس کے ہی بیٹے کی شکایات کرتی جیسے سن وہ مسکراتی ہی

رہتی بنا کوئی ی نا گوارئی ی دیکھائے

._____

شام کو وہاب شاہ انوشے اور عیشاہ حویلی آئے ہوئے تھے امتثال شاہ کو کسی کام سے اچانک شہر سے باہر جانا پڑا اس لیے وہ ساتھ نہی تھا مرد لوگ لاونج میں رکھے صوفے پر بیٹھے باتوں میں مگن تھے عورتیں سب کچن میں بزی تھی جبکے لڑکیاں تینوں حسالہ کے کمرے میں تھیں عیشاہ اور باطشہ حسالہ کو خوب چھیڑ رہی تھیں اور حسالہ شرم سے لال سرخ ہوتی
ان کے پاس بیٹھی تھی

تھوڑی دیر بعد ملازمہ نے کھانا لگنے کی اطلاع دی تو وہ تینوں اپنے ڈوپٹے درست کرتی ڈائی نگ ڈیبل پر چلی گ ئی ی کھانا سب نے ایک ساتھ بیٹھ کر کھایا تھا کھانے سے فارغ ہو کر سب لوگ دوبارہ صوفوں پر بیٹھ جاتے

اب کی بار چاھے حسالہ اور باطشہ مل کر بناتی اور یوں ہنسی خوشی کے ماحول میں شادی کی تاریخ بھی طے پائی ی گ ئی ی جو کے اگلے ماہ کی پانچ تاریخ کو طے پائی ی تھی

و باب شاہ توانوشے کے ساتھ شاہ منشن واپس چلا جاتا جبکے عیشاہ کو باطشہ حویلی ہی روک لیتی اب وہ تینوں ایک ساتھ بیٹھی نہ ختم ہونے والی گفتگو شروع کر چکی تھی

شاہ منشن میں شادی کی تیاری شروع ہو چکی تھی انوشے شاہ گھر اور شادی کی شاپنگ میں گھن چکر بنی ہوئی ی تھی جبکے ان سب سے ہٹ کر عیشاہ میڈم جس کا کہنا تھا شادی تو ایک بار ہوتی اس لیے وہ اپنی بیوٹی پر دھیان دینا چاھتی

بس اس لیے وہ روز بار وز گوگل سے سرچ کر کر ٹوٹکے آزمار ہی تھی خود پر تا
کے شادی پر وہ سب سے نمایاں نظر آئے شاپنگ اس نے باطشہ اور حسالہ کے
ساتھ جا کر کے لے آئی ی تھی سب چیزیں جب کے نکاح کا جوڑا زوایار نے
اپنی مرضی کا پسند کر کے بھیجا تھا جو عیشاہ کو بہت پسند آیا تھا

ابھی وہ بیٹھی منہ پر بیسن اور ہلدی کا ماکس لگا رہی تھی جب انوشے شاہ اس کے
کمرے میں آئی ی وہ تاسف سے سر ہلاتی اس کے پاس آئی ی اور بولی ان
سب سے اچھا تم کسی بیوٹی پالر والی کے پاس جا آتی

ارے موم بیوٹی پالر والی نے کون سا تیر مار لینا وہ ہی جو چیزیں یوز کرتی ان
سے اچھے میری یہ دیسی ٹوٹکے ہیں کم سے کم کوئی ی سکن ایشو تو کریٹ نہی
ہوتا اچھا اچھا یہ سب چھوڑ اور یہ کچھ ڈریس ہے تمھاری شادی کے لیے ان کو
پہن کر چیک کر لینا بعد میں پھر مجھے نہ کہنا کیا سے کیا ہو گیا

اوکے میری پیاری موم عیشا ایسا بول مسکرانے لگتی ہے اور انوشے کمرے سے نکل جاتی پیچھے عیشاہ کپڑے اٹھا اٹھا خود کے ساتھ لگاتی آئی ینے کے سامنے جا کھڑی ہوتی..

حسالہ اور باطشہ کو ابان شاہ دوپہر کو شہر ساتھ لے کر کے آگیا تھا باطشہ نے تو ساری شاپنگ کر لی تھی عیشاہ کے ساتھ ہی پر ابان شاہ ایسے اپنی پسند کی الگ سے شاپنگ کروانا چاھتا تھا اور حسالہ کو بھی بڑا بھائی ی ہونے کے ناطے اس کی ضرورت کی ہر چیز دلانے ساتھ لایا تھا تا کے اس خوشی کے موقع پر وہ یہ نہ سوچیں میرا بھی کوئی ی بھائی ی ہوتا تو میری ہر خواہش پوری کرتا

وہ ان کو کو شہر کے مشہور مال میں لے کر آتا جیسے ہی وہ مال میں داخل ہوتا سلیز مین جو ابان شاہ کو جانتا تھا اس کے پاس آتا اور بولتا میں کیا آئے سر یہاں آئے کیا چیز لینا چاھتے آپ تو ابان شاہ ایسے شادی کے فگشن کے حساب سے کچھ ڈریس دیکھانے کو بولتا او کے سر سلیز مین بولتا

کچھ دیر بعد ان کے سامنے ڈھیروں اعلی سے اعلی کوالٹی کے ڈریس پڑے تھے ابان شاہ ان میں سے ایک ریڈ کلر کی ساڑھی باطشہ کے لیے پسند کرتا اور کچھ عام دنوں میں پہنے کے لیے

اور حسالہ کے لیے شادی کے جوڑے اور ایک خوبصورت ملٹی کلر میں گھیر دار فراک پسند کرتا پھر پیمنٹ کرتا دوکان سے نکل جاتا اور ایسی طرح وہ لوگ جولیری اور میک اپ کا سامان لیے شام تک حویلی واپس چل دیتے
تینوں کے لیے آج تھکا دینے والا دن تھا ایسی لیے وہ حویلی آتے ہی سو چکے

....تھے ڈنر راستے میں ہی کر لیا تھا انھوں نے

دوسرا دن سب کے لیے خوشیوں بھرا دن تھا آج مایوں کی رسم ادا کرنی تھی
جس کی تیاریاں شروع ہو چکی تھی چونکے شادی ایک ہی گھر کی تھی تو جہاں
وہاں جانے سے اچھا ان لوگوں نے مایوں کی رسم شاہ منشن میں رکھی تھی

شام ہو چکی تھی عیشاہ اور حسالہ کو ایک ساتھ مایوں بیٹھا دیا گیا تھا دونوں نے
پیلے رنگ کے سوٹ پہن رکھے تھے جس پر پیلا ہی نیٹ کا ڈوپتہ اوڑھے
دونوں نے بالوں کو گوندھ کر چٹیا کی شکل دے رکھی تھی دونوں دلہنیں ایک
سے بڑھ کر آیک پیاری لگ رہی تھیں باطشہ شام میں ہی شاہ ہاں سشن
آگ ئی ی تھی جب کے شاہ فیملی ابھی ابھی پہنچی تھی سب شاہ منشن کے بنے
گارڈن جو اس وقعت رنگ برنگی لائی ٹیوں سے جگمگا رہا تھا ہلدی کی رسم

شروع ہو چکی تھی مہمان بھی آئے ہوئے تھے اس طرح ماحول کافی پر اثر ہو رہا تھا

عیشاہ اور حسالہ کو ایک ساتھ بیٹھایا گیا تھا اور لڑکیوں کی انٹری بند تھی عیشاہ کے ددایال فیملی بھی آئی ی ہوئی ی تھی سب کزنز ایک ساتھ کافی ہلہ گلہ کر رہیں تھیں جب کے لڑکوں نے بھی اپنی الگ ہی محفل جمار کھی تھی امتثال شاہ کو اس کے دوست ہلدی لگاتے وقعت خوب ہلدی سے نہلا چکے تھے جو اب غصے سے بھرا بیٹھا تھا

پر وہ دوست ہی کیا جو اپنے دوست کی اس کی شادی پر درگت نہ بنائے یہاں امتثال شاہ کے ساتھ بھی ویسے ہوا تھا

دوسری طرف لڑکیوں نے ہلدی کی رسم کے بعد ڈھولکی رکھ لی تھی اب

سب گانے گانے میں مقابلہ بزی کر رہی تھیں اور سب بڑی گھر کی عورتیں ایک ساتھ بیٹھی اپنی باتیں کرنے میں مشغول تھی یوں ایک خشگوار رات اپنے اختتام کو پہنچی

کل مہندی اور نکاح کی رسم ساتھ تھی اس لیے کل کام بھی ڈبل تھا عیشاہ اور حسالہ تو بیٹھ بیٹھ کر تھک چکی تھی

باطشہ بیٹا جی پھوپھو

ان دونوں کو اپر روم میں لے جائیں تا کے یہ کچھ دیر آرام کر لیں کل کا دن بھی تھکا دینے والا ہو گا

باطشہ دونوں کو لے کر اندر چل

😂😂وہ دونوں بھی شکر کا کلمہ پڑھتی ساتھ چل پڑی

<

زوایار کے گھر بھی مہندی کا فنگشن چلو ہو چکا تھا مسز فارقی نے اپنے تمام رشتوں داروں کو انوئی ٹ کر رکھا تھا

ممبر اجو زوایار کی بہن تھی وہ اس وقعت تتلی بنی ادھر اُدھر اڑتی پھر رہی تھی کیوں کے عیشاہ ایسے بھی بہت اچھی لگی تھی اور پھر زوایار ایک ہی تو بھائی ی تھا ممبر اکا اس کی خوشی تو بنتی تھی مہندی کا فنگشن شروع ہو چکا تھا رشتداروں کے علاوہ کوئی ی نہی انوئی ٹ نہی تھا کیوں کے نکاح بھی آج ہی ہوا تھا شام کو نکاح کی رسم ادا ہو چکی تھی

جس میں صرف گھر والے ہی شریک تھے اب صرف مہندی کی رسم تھی زوایار سفید رنگ کے کرتے میں بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا مسز فاروقی تو بیٹے کی

بلائیں لیتی نہی تھک رہی تھی

شاہ منشن میں بھی مہندی کا فنگشن جاری تھا مہمان آنا شروع ہو چکے تھے
ابان شاہ اور تابش حسین بھی آفس سے سیدھا شاہ منشن ہی آگ ئی ے تھے

باطشہ نے عیشاہ اور حسالہ کو خود ہی ہلکا پھلکا تیار کر دیا تھا دونوں اس وقعت پیلے شرارے کرتی جس پر شیشوں کا خوبصورت کام کیا گیا تھا سر پر ملٹی کلر کا ڈوپٹہ اوڑھے پاوں میں پیلے ہی کھوسے پہنے ناک میں نوز پن پہن رکھی تھی

دونوں بہت پیاری لگ رہی تھیں باطشہ نے سچ میں بہت دل سے تیار کیا تھا ان کو ابھی وہ دونوں ہاتھوں میں گیندے کے پھول پہن رہی تھی جب انوشے

کمرے میں آئی ی

وہ اپنی بیٹی کو اتنا پیار ادیکھ ماشاءاللہ بولیں بنا نہ رہیں سکی
اور اگے بڑھ کر عیشاہ کو گلے لگا گی بشک اپنی جگر کے ٹکروں کو یوں غیروں کو
سونپ دینا بڑے جگر کی بات ہے اور یہ جگر صرف ماں باپ ہی رکھتے

امتثال شاہ نہا کر ٹاول سے بال سوکھا کر آئی ینے کے سامنے آکر کے روک
جاتا اور پھر اپنی تیاری شروع کر دیتا امتثال شاہ نے سفید شلوار قمیض پہن
رکھی تھی پیروں میں کھوسہ پہنا کر وہ اپنی تفیصلی نظر آئی ینے کی طرف کرتا
تو آئی ینے وہ شہزادہ جو ہمشہ پینٹ شرٹ پہنے رکھتا تھا آج ان کپڑوں میں
غضب ڈھا رہا تھا حسالہ کی فرمائی ش جو تھی کے مہندی پر سفید ہی سوٹ پہننا
ہے اور ایسے کیسے ہو سکتا حسالہ کچھ فرمائی ش کریں اور امتثال شاہ مانے نہ
سفید سوٹ پر پیلے رنگ کی واسکٹ پہنے بالوں کو اچھے سے جیل سے سیٹ کر

رکھا تھا

جو اس کی خوبصورتی کو مزید نکھار رہے وہ فون اٹھاتا کمرے سے نکل جاتا کیوں
کے وہاب شاہ کی کزنز آچکی تھی مہمان سب آئے ہوئے تھے پر جس
.... کی مہندی تھی وہ سرے سے ہی غائب تھا

عیشاہ اور حسالہ کو ایک ساتھ لا کر گارڈن میں بنائے گے سٹیج پر بیٹھا دیا گیا تھا وہ
حیا بیگم اور امینہ بیگم اگے بڑھ کر حسالہ کے سر پر پیار دیتیں ہیں
جسے دیکھ حسالہ کے آنسو جو پہلے ہی باہر آنے کو بیتاب تھے ان کا اتنا اپنا پن دیکھ
وہ رونے کا شغل فرما چکی تھی

کیا ہوا بیٹا ایسے نہی روتے دیکھوں آج تمھارا کتنا خاص دن ہے سب سوچوں کو

چھوڑ کر اپنا دن خاص بناؤ میں جانتی ہوں تم اس وقعت اپنی ماں کی کمی
محسوس کر رہی ہو میں تمھارا درد سمجھ سکتی ہوں بیٹا پر تم مجھے بھی اپنی ماں ہی
سمجھو جیسے مجھے ابان اور باطشہ عزیز ہیں ویسے تم بھی ہو اور تمھارے بابا کو
ایسے تمھیں روتا دیکھ کیا اچھا لگے گا حیا بیگم ایسے اپنے ساتھ لگائے پیار سے
سمجھتی جو حسالہ کی سمجھ میں آ بھی جاتا چلو عیشاہ کے پاس جا کر بیٹھوں وہ دیکھوں
کیسے خوش ہیں اور تم روتی روح بنی ہوئی ی ہو

حسالہ عیشاہ کی جانب جاتی جو مختلف پوز بنائے سلفیاں لینے میں بزی تھی
حسالہ کو دیکھ عیشاہ مسکراتی ایسے اپنے ساتھ بیٹھائے دوبارہ سے سلیفی لینا
شروع ہو چکی تھی پر اب اس نے حسالہ کو بھی ساتھ ملا لیا تھا دور کھڑے ابرار
شاہ کی نظر اپنی بیٹی پر پڑی تو وہ دل ہی دل میں اللہ سے اپنی بیٹی کے اچھے
نصیب کے لیے دعا گو ہوئے.....

تھوڑی ہی دیر بعد مہندی کی رسم شروع ہو چکی تھی سب سے پہلے ابرار شاہ نے حسالہ کو مہندی لگائی ی اس کے بعد گھر کی سبھی عورتوں نے اور اب باری تھی ینگ جرنشن کی عیشاہ کی سبھی کزنز آئی ی ہوئی ی تھی سب نے ایک سے بڑھ کر ایک تیاری کر رکھی تھی کم تو عیشاہ اور حسالہ بھی نہی لگ رہی تھی دونوں نے پیلے کلر کے شرارے کرتیاں اور سر پر ملٹی کلر کرڈوپٹہ اوڑھے گیندے کے پھولوں سے بنی متھا پٹی گلے میں گلوبند اور ہاتھوں میں پیلے پھولوں کے ہی گجرے پہن رکھے تھے پیروں میں دونوں نے سیم ہی کھوسے پہنیں ہوئے تھے وہ ویسے تو سادھ سی تیار ہوئی یں تھی پر دونوں پر روپ ٹوٹ کر آیا تھا انوشے بیگم تو نم آنکھوں سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھی جو کل پرائی ی ہونے والی تھی بشک یہ لمحہ ماں باپ کے لیے بہت کھٹن ہوتا

اپنی نازوں سے پلی بیٹی کسی غیر کو سونپ دینا اللہ سب بہن بیٹیوں کے نصیب اچھے کریں

امتثال شاہ اور ابان شاہ تابش اور باقی سب دوست بھی اپنی محفل بنا کر کے بیٹھے تھے مہندی کی رسم کے لیے امتثال شاہ منع کر چکا تھا وہ کل ہلدی کی بارش کی وجہ سے ابھی بھی اپنے کزنز سے غصہ تھا

اس کا کہنا تھا ہلدی کے داغ تو اتر گے پر مہندی کا رسک وہ نہی لے سکتا پھر کسی نے کچھ نہی کہا

رات گ ئے تک مہندی کی خوبصورت محفل جاری رہی صبح سب نے فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد جس کو جہاں جگہ ملی وہ وہی سو چکا تھا

رات میں بارات کا فنگشن تھا ایسے لیے سب آج پورا دن نیند کرنا چاہ رہے تھے ابان باطشہ کو لے کر کے جا چکا تھا اس کا کہنا تھا رات ہال میں دونوں ساتھ آئیں گے باطشہ نے کافی شور کیا پر ابان شاہ کے اگے کبھی اس کی چلی جو ابھی چلتی ....

آخر آج وہ دن آ ہی گیا تھا جس کا امتثال شاہ کو بے صبری سے انتظار تھا آج جیسے اس نے چاہ تھا وہ اس کے مقدر میں لکھی جانی تھی اللہ نے اس کے حصے میں بھی محبت کا ملنا لکھ دیا تھا

عیشاہ اور حسالہ کو دوپہر میں ہی انوشے بیگم نے پالر بھیج دیا تھا باطشہ کو بھی ابان شاہ عیشاہ لوگوں کے ساتھ پالر میں چھوڑ آیا تھا مرد حضرات تو اپنی تیاری مکمل کر چکے تھے پر عورتیں ابھی کسی کو کیا چیز مکمل کر کے دیں رہیں تھیں تو کبھی

کچھ

لوگ کہتے مرد تو پانچ منٹ میں تیار ہو جاتا عورت گھنٹوں لگا دیتی پر وہ اس)
کے ساتھ جوڑے کاموں کی طرف نظر نہی مارتے عورتوں کو تیار ہونے کے
ساتھ ہزاروں کام اور ہوتے گھر کے سبھی مردوں کی ضرورت کی ہر چیز مہیا
کرنے کے بعد بچوں ڈیپر تک خود بدلنے ہوتے کبھی ایک بچہ کو کچھ چاھے تو
کبھی دوسرے کو وہ ان کاموں میں ہی سارا ٹائم گزار دیتی مرد کو ہر چیز
سامنے رکھی ملتی جوتے تک صاف ستھرے ملتے ان کو نہ کسی بچے کے رونے
(کی فکر تو نہ کسی اور چیز کو دیکھنے کی ضرورت ہوتی

بارات جانے کو تیار کھڑی تھی وہاب شاہ اور اسرار شاہ باقی سب بھی تیار ہو کر
لاونج میں اکھٹے ہو چکے تھے
جس کی شادی تھی بس وہ ہی دیر کر رہا تھا
ایسا کرتے ہم لوگ نکل پڑتے مہمان بھی آنا شروع ہو چکے ہو گے پھر اگر

میز بان نہ ہوئے توسب کو باتیں بنانے کا موقع مل جائے گا اسرار شاہ بولتے تو وہاب شاہ بھی ان کی بات کو سمجھتے ان کے ساتھ ہال کے لیے نکل پڑتے

دوسری جانب ابان شاہ اور تابش (ابان شاہ کا دوست) وہ دونوں امتثال شاہ کے کمرے میں کھڑا ایسے مزاح کرنے میں مصروف تھے اور وہ بھی اگے سے حساب پورا کرنا اچھے سے جانتا تھا

یہ لوگ ایسے تنگ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تیاری بھی کروا رہے تھے

تابش میرون رنگ کی شروانی لیے اس کی جانب آتا

امتثال جو ابھی نہا کر اوف وائی ٹ سوٹ پہنے آئی ینے کے سامنے کھڑا بالوں میں برش کر رہا تھا اوف وائی ٹ اس کے سرخ سفید کلر پر بہت جچ رہا تھا

تابش ایسے شروانی پہناتا اور بولتا آج سے تم بھی ہماری ٹیم میں شامل ہو جاؤ گے بس آج تک جتنی آزادی سے گھومنا تھا گھوم لیا کل سے آزادی ختم اب تو ہر بات بیگم سے پوچھ کر ہی کرنا ہو گا

امتثال شاہ تو اس کی ایسی گوہر افشائی سن کر حیرت زدہ تھا

لگتا امتثال شاہ خود کو میری کی گئی باتوں میں امیجن کر رہا امتثال شاہ کو جواب نہ دیتا دیکھ تابش پھر اس پر چوٹ کرتا امتثال شاہ لب دبا جاتا

ابان شاہ جوان کی باتوں پر بس مسکرا رہا تھا وہ اگے بڑھ اپنا لایا ہوا کولا (دولہے کو پہنانے والی ٹوپی) لاتا اور امتثال شاہ کے سر پر سجا دیتا

میرون شروانی کے ساتھ میرون ہی ٹوپی پہنے وہ نظر لگ جانے کی حد تک

پیار الگ رہا تھا

اب وہ ہاتھوں میں گھڑی پہن رہا تھا جب تابش کی زبان میں پھر کجھلی ہوئی ی

ابان جگر تم لوگوں نے اپنے داماد کو سلامی میں گھڑی گفٹ نہی کرنی جو یہ گھر سے پہن کر جا رہا

تو کیا ہوا میں دونوں ہاتھوں میں ایک ایک گھڑی باندلوں گا اور پھر وہ گھڑی جو داماد کو ملے وہ میں سیل کر دوں گا

مجھے کون سا گھڑی بیچنے پر عمران خان کی طرح گھڑی چور کا لقب ملے گا ویسے بھی جب مجھ تک پہنچ گی پھر میں کچھ بھی کروں کیسی کو اعتراض نہی ہونا چاھے

ہمیں تو کوئی ی اعتراض نہی پر ہماری حسالہ گڑیا نے تھمارا سر پھاڑ دینا ابان شاہ کی بات سن تابش کا چھت پھاڑ قہقہ بلند ہوتا اور یو نہی باتوں باتوں میں وہ ہال کے لیے نکل گ ئے۔۔۔۔۔

امتثال شاہ کی بارات ہال میں پہنچ چکی تھی وہ لوگ ہال سے باہر ہی ابھی کھڑے تھے کیوں کے زوایار لوگ بھی پہنچنے والے تھے تو سب مل کر یہ سوچا کے کیونہ دونوں باراتیوں کی ایک ساتھ انٹری کی جائے

کچھ ہی دیر بعد زوایار کی بارات بھی آگی تھی ابان شاہ اور تابش پہلے امتثال شاہ کی طرف سے شامل تھے اور اب وہ دونوں زوایار کی طرف چل دے تھے دونوں باراتوں نے ایک ساتھ ہال میں انٹری ماری تو اگے سے ان کا ویلکم بھی بڑے ہی شاندار سے کیا گیا تھا

انوشے شاہ تو اپنے بیٹے کے واری صدقے جا رہی تھی اس دن کا انتظار تو ماں بیٹا پیدا ہوتا ہی کرنا شروع کر دیتی ہے کے ایک دن وہ اپنے شہزادے کے سر پر سہرا سجا دیکھے گی

الللہ ماں باپ کو اپنی اولاد کی خوشیاں دیکھنا نصیب کریں

باطشہ عیشاہ اور حسالہ کو ابان شاہ پالر سے لے جا چکا تھا نکاح کل رات ہی ہو گیا تھا ایسی لیے اب صرف رخصتی کی رسم کرنے تھی

شادی میں بہت بڑے بڑے بزنس مین سے لے کر سیاست دان تک شامل تھے اخر کو وہاب شاہ اور فاروقی صاحب (فاروق خانزادہ زوایار کا باپ) کے بیٹوں کی شادی تھی یہ خبر تو ہر نیوز چینل کی زینت بنی تھی

اور پھر زوایار خانزادہ کو کون نہی جانتا تھا

دولہنوں کی انٹری کا ٹائی م ہو گیا تھا جب ہال میں دونوں دولہنوں کی انٹری ایک ساتھ ہوئی ی تو دلہے دونوں نے ایک بار تو دل میں اللہ کے کن پر شکر ادا کیا ہی ہو گا

حسالہ اور عیشاہ نے سیم برائی ڈل لہنگے پہن رکھے تھے عیشا کے لہنگے کا کلر سرخ کلر کا تھا اور حسالہ کے لہنگے کا کلر اناری سرخ کلر تھا دیکھنے میں تو دونوں سیم لگتے تھے پر عیشاہ کا لہنگا گولڈن کے خوبصورت نگوں کے کام سے بنا ہوا تھا جبکے حسالہ کے لہنگے پر نگوں کے کام کے ساتھ ساتھ گولڈن رنگ کے تلے کے دھاگے سے بھی خوبصورت کام کیا ہوا تھا

ایک کے ڈوپٹے پر شاہ کی دلہن اور دوسرے پے زوایار کی دلہن لکھا ہوا تھا جو ان دونوں کے سروں پر گھونگھٹ کی طرح سیٹ کیا ہوا تھا

دونوں آہستہ آہستہ چلتی سٹیج کی جانب بڑھ رہی تھی حسالہ نے ابان شاہ کے بازو پکڑ رکھا تھا اور عیشاہ باطشہ کے ساتھ چلتی ہوئی ی آ رہی تھی سامنے امتثال شاہ اور زوایار بھی اپنی دلہن کے ویلکم کے لیے کھڑے ہو چکے تھے

سیٹج کے قریب پہنچ کر ابان شاہ نے حسالہ کا ہاتھ امتثال شاہ کے ہاتھ میں دیا اور بولا کے میری گڑیا آج سے آپ کو سونپ رہے ہم اگر کبھی اس کی آنکھوں میں آنسو کی وجہ تم بنے تو تمھارے دانت توڑ دینے میں دیر نہی لگائی ی میں نے امتثال شاہ سر کو خم دیں کر اوکے بولتا

حسالہ ابان شاہ کی باتیں سن نم آنکھوں سے گھونگھٹ میں سے ہی مسکرا جاتی وہ جو سوچتی تھی کاش میرا بھی بھائی ی ہوتا مجھے گرم سرد ہوائی وں سے بچاتا آج اس کا یہ شکوہ بھی ختم ہو گیا تھا ابان کی صورت میں.....

باطشہ نے عیشاہ کا ہاتھ زوایار کی جانب بڑھا اور بولی میری بہن کا خیال رکھنا ہمشہ زوایار مسکرا کر عیشاہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا اور بولتا آپ کی بہن کا

خیال اب میرے زمے آپ فکر نہی کریں زوایار خانزدہ اپنوں کی حفاظت کرنا جانتا ہے اور عیشاہ کو لیے سٹیج پر رکھے صوفے پر بیٹھ جاتا جہاں امتثال شاہ اور حسالہ بیٹھے تھے....

باطشہ سٹیج پر جا کر حسالہ کے پاس بیٹھ کر سلیفی لینا شروع ہو جاتی ابان شاہ جو فون پر بات کرتا ہوا آ رہا تھا اس کی نظر باطشہ پر پڑتی تو ہٹنا ہی بھول جاتی (جب وہ پالر سے ان کو لینے جاتب تب باطشہ نے حجاب کیا ہوتا تبھی ابان شاہ دیکھ نہی پاتا اپنی جانم کو) پر اب وہ سٹیج پر ایسے دیکھ آس پاس کی دنیا ہی بھلا چکا تھا اپنی جانم کو لال ساڑھی میں میں دیکھ کر ہی دیوانہ ہو رہا تھا باطشہ نے سرخ رنگ کی سلک کی ساڑھی پہن رکھی تھی جس کے بلاوز پر کام کیا ہوا تھا اور ساڑھی کے پہلو پر بھی باقی فل ساڑھی سمپل تھی اور گلے میں گولڈ کی جیولری پہنے لمبے بال جو اس وقعت سیدھی مانگ نکال کر کھولے چھوڑ رکھے تھے پاؤں

میں باریک سی ہیل والی سینڈل پہن رکھی اور میک بھی آج بڑی ہی نفاست کے ساتھ کیا ہوا تھا ابان شاہ بے خود میں آگے بڑھتا اس کی طرف آتا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر لبوں کو لگاتا باطشہ سب کے سامنے ابان شاہ کی ایسی حرکت پر شرم سے دوہری ہو جاتی ...

بان کیا کر رہے ہو سب ہمیں دیکھ رہے تو دیکھنے دیں اپنی بیگم سے رومانس کر رہے کسی اور سے نہی،،،،،،

شادی ہماری ہو رہی اور رومانس ایسے سوج رہا زوایار خانزادہ ابان شاہ کی طرف دیکھ کر بولتا باطشہ ہڑ بڑا کر یہاں وہاں دیکھنے لگ جاتی جبکے ابان شاہ ہلکا سے مسکرا کر باطشہ کی جانب دیکھتا جس کی نظریں اب زمین پر کچھ کھوج رہی تھیں .....

سب لوگ فوٹو شوٹ کروانے میں بزی ہو چکے تھے جب کے مہمانوں کو

کھانے کھلانے کا ٹائی م ہو رہا تھا سب مہمان کھانا کھا رہے تھے
کھانے سے فارغ ہو کر رخصتی کا شور اٹھا اور کچھ ہی دیر بعد
پہلے عیشاہ اور زوایار کی رخصتی ہوئی ی اور اب انتشال شاہ اور حسالہ کی رخصتی
ہو رہی تھی

حیا بیگم ایسے اپنے گلے سے لگاتی اور بولتی بیٹا کچھ بھی مسلہ ہو کبھی بھی بلا جھجک
بات کرنا اور حویلی آتی جاتی رہنا تمھارا میکہ ہے وہ جب تمھارا دل کریں تم
آسکتی وہ حسالہ ہاں میں سر ہلاتی اور اگے بڑھ کر ابرار شاہ کے سینے سے لگ
جاتی
ایک باپ کے لیے کتنا مشکل کام ہوتا اپنی نازوں سے پلی بیٹی یوں کسی کو تھما
دینا

ابرار شاہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اور دعائیں دیتے ایسے گاڑی میں لا کر

بیٹھاتے امتثال شاہ پہلے ہی گاڑی میں بیٹھ چکا تھا حسالہ کے آتے ہی گاڑی شاہ منشن کے لیے روانہ ہو جاتی

.... پیچھے حویلی والے بھی حویلی کے لیے نکل جاتے

شاہ منشن میں حسالہ کا ولیکم بڑے ہی شاندار سے ہوا تھا شاہ منشن کے گیٹ سے جب گاڑی اندر داخل ہوئی ی تو ملازم سب ہاتھوں میں پھولوں کی ٹوکریاں لیے قطار بنا کر کھڑے تھے اور زمین پر بھی پھولوں سے ریڈ کارپیٹر بچھایا گیا تھا امتثال شاہ پہلے خود نکلتا پھر دوسری جانب آکر گاڑی کا دروازہ کھول کر حسالہ کے اگے اپنا ہاتھ کرتا حسالہ اپنا ہاتھ امتثال شاہ کے ہاتھ میں رکھتی اور گاڑی سے نکلتی وہ جیسے ہی گاڑی سے قدم زمین پر رکھتی تو یوں گمان

ہوتا جیسے پھولوں کے بستر پر پاؤں رکھ ہوا

وہ لوگ جیسے جیسے اگے بڑھ رہے ہوتے ملازم ان پر پھولوں کی برسات کرتے جاتے یوں لگ رہا تھا جیسے بارش کی جگہ پھول ہی برس رہے حسالہ اس قدر پیار پر دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کرتی

جب وہ اندر جاتے تو انوشے شاہ اگے بڑہ حسالہ کو اپنے گلے لگاتی اس کے متھے پر اپنے لب رکھتی اور بولتی میری ایک بیٹی رخصت ہو کر اپنے گھر گ ئی ی ہے اور ایک بیٹی رخصت ہو کر میرے گھر آئی ی ہے مجھے ہمشہ اپنی ساس نہی پھو پھو بھی نہی صرف اور صرف ماں سمجھنا حسالہ روتے ہوئے ہاں میں سر ہلاتی

دلہن کی رسمیں شروع ہو چکی تھی حسالہ کب سے بیٹھی بیٹھی اب تھک چکی

تھی

انوشے اس کی تھکن کا احساس کرتی باقی رسمیں جلدی پوری کرواتی اور ایسے .....خود اپنے ساتھ لیے امتثال کے روم میں چھوڑنے چل پڑتی

عیشاہ اور زوایار کی گاڑی خان منشن کے سامنے آکر رکتی تو زوایار گاڑی سے نکلتا اس کے ساتھ گاڑی سے زوایار کی اکلوتی بہن ممبرا بھی نکلتی ساتھ ہی ایک اور کزن بھی ہوتی سارا

ممبرا عیشاہ کو گاڑی سے اترنے میں مدد کرتی اور پھر زوایار کے ساتھ لا کر عیشاہ کو کھڑی کرتی

ممبرا کی سب کزنز دروازے کے پاس کھڑی ہاتھوں میں پھولوں کے ہار اور

پھولوں کی پتیاں لیے ان کی جانب بڑھتی اور سب عیشاہ اور زویار کو پھولوں کے ہار پہناتی اور پھول اوپر پھی پھنکتی زوایار عیشاہ کا ہاتھ پکڑے آہستہ آہستہ اگے بڑھ رہا ہوتا جبکے ممبر اان کی وڈیو بنا رہی ہوتی

اندر آکر زوایار اپنے ہار اتارتا اور عیشاہ کے بھی تب جا کر عیشاہ کو کچھ سکون محسوس ہوتا

ان کو لاونج میں رکھے صوفوں پر ایک صوفے پر بیٹھا دیا

زوایار کی سب کزنز عیشاہ کے آس پاس برجمان ہو چکی تھی

واہ ماشاءاللہ زوایار کی دلہن تو بہت پیاری ہے چھوٹی چچی گھونگھٹ اٹھا کر دیکھتی

اور مصوم سی بھی دوسری چچی لقمہ دیتی

ہاں سچی زوی بھائی ی بھابھی بہت پیاری ہے سارا جوزوی کے ماموں کی بیٹی تھی بولتی عیشاہ تو شرم سے سر نیچے جھکائے بیٹھی رہتی

کافی دیر بعد مسز فاروقی آکر بولتی چلو لڑکیوں سب اٹھوں لڑکی کی جان کھا رہی تھک گی ہو گی بہو

ممبر اجی ماما بھابھی کو زوایار کے روم میں چھوڑ کر آؤ او کے ماما

.....اور پھر وہ عیشاہ کو لیا اوپر زوایار کے کمرے کی جانب بڑھ جاتی

امتثال شاہ بامشکل دوستوں سے جان چھڑاتا اپنے کمرے کی طرف آیا تو سامنے باطشہ کھڑی نظر آئی ی وہ اس کو دیکھ کر مسکائی ی اور بولی جیجا جی کہاں

چل دیا پہلے نیگ دو مجھے پھر جہاں مرضی جانا

امتثال شاہ آئی بر واچکا کر اس کی جانب دیکھتا اور بولتا کے اگر نہ دوں تو تو جیجا جی اپنا سونے کا انتظام ک ئی ی اور کر لو کیوں کے نیگ دیے بنا تو کمرے میں جانے سے رہے اور باطشہ جانتی تھی امتثال شاہ کم سے کم آج تو کمرے سے باہر رہنے کا رسک نہی لے سکتا اس لیے وہ بھی ڈھڑلے سے سامنے کھڑی تھی

اچھا کیا چاھے بتادوں میری ماں صرف پچاس لاکھ وہ ٹھوڑی پر شہادت کی انگلی رکھتی سوچنے کی ایکٹنگ کرتی بولتی امتثال شاہ تو منہ کھولے اس کی ڈیمانڈ سن ایسے دیکھ رہا تھا پچاس لاکھ افففف مجھ غریب کے بعد نہی ہو گے اتنی اونچی فرمائ شیں اپنے سردار سے کیا کرو

اچھا پھر میں جا رہی حسالہ کے پاس سونے تم گیسٹ روم میں جا کر دیکھ لو

کوئی ی کمرہ خالی ہو تو ویسے مجھے لگتا مہمانوں سے سب کمرے بک ہے وہ اس
کی سانس خشک کرتی بولتی جا رہی تھی...

اچھا اچھا بس کرو یہ لو بھوکی پانچ لاکھ اور میری جان چھوڑو وہ والٹ سے چیک
نکال کر باطشہ کی جانب کرتا جیسے وہ احسان کرتی نظروں سے پکڑ کر جھک کر
سر کو خم دیتی دروازے سے ہٹ جاتی اور امتثال شاہ بنا دیری کیا کمرے میں
داخل ہو جاتا اس کی تیزی دیکھ بیڈ پر بیٹھی حسالہ بھی مسکرا دیتی اور ڈھڑکتے
دل کے ساتھ سیدھی ہو کر بیٹھ جاتی...

وہ آگے بڑھ اس کے سامنے جا کر رک جاتا اور حسالہ کے سامنے بیڈ پر بیٹھ جاتا
دونوں ہی کنفوس ہوتے کے بات کہاں سے شروع کریں آخر پہل امتثال
شاہ ہی کرتا اور بولتا کیسی ہو جاناں

میں ٹھیک حسالہ ہاتھ کی ہتھیلی مسلتی بولتی امتثال شاہ جو اس کے ہاتھوں پر لگی مہندی دیکھ رہا تھا جو اس کے سفید ہاتھ پر سرخ مہندی بہت پیاری لگ رہی تھی وہ ایسے جو ہاتھ مسلتے دیکھ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ میں لیتا تو کرنٹ کی لہر حسالہ کے اندر تک سنسناہت بڑھا جاتی اور ہاتھ یخ ٹھنڈے ہونا شروع ہو جاتے

امتثال شاہ اس کے ہاتھ کو لبوں سے چھو کر اس کی طرف دیکھتا اور اگے بڑھ اس کا گھونگھٹ اٹھا دیتا

... جیسے گھونگھٹ اٹھاتا اس کے منہ سے بے اختیار ماشاءاللہ نکلتا اور بولتا

میرے ہمسفر، میرے ہم نشین ❤

میں نے رب سے مانگا تو کچھ نہیں

پر جب بھی مانگی کوئی دُعا

نہیں مانگا کچھ بھی تیرے سوا

یہ طلب کیا کہ میرے خدا
نئے عہد کی سبھی راحتیں، سبھی چاہتیں
وہ عطا کرے تجھے منزلیں
یہ طلب کیا کہ میرے خدا

تجھے بخت دے، تجھے تاج دے
تجھے تخت دے
میرے ہمسفر، میرے چارہ گر
یہ محبتوں کا کٹھن سفر

میرے ساتھ چل ذرا سوچ کر

میرے پاس زر، نہ کوئی ہنُر
پھر بھی دیکھ تو میرا حوصلہ
میرے پاس جو کچھ سبھی تیرا

نہیں اور کچھ بھی تیرے سوا
میری دوستی، میری زندگی
میری خاموشی، میری بے بسی
میری صبح بھی، میری شام بھی
میرا علم بھی، میرا نام بھی

کہ جو مل سکیں میرے دام بھی
وہ سبھی کچھ تجھ کو عطا کرے
میرے چارہ گر تو یقیں تو کر

مجھے مانگنا تو نہ آسکا

میں نے پھر بھی مانگی یہ ہی دعا

کہ گواہی دے گا میرا خدا

میں نے جب بھی اُس سے طلب کیا

نہیں مانگا کچھ بھی تیرے سوا

میرے ہمسفر، میرے ہم نشین

میں نے رب سے مانگا تو کچھ نہیں

پر جب بھی مانگی کوئی دُعا

نہیں مانگا کچھ بھی تیرے سوا

اور پھر ساتھ ساتھ اس کی ساری جیولری اتار رہا ہوتا حسالہ تو دم سادھے اس کی زبانی اس کے دل کا حال سن رہی ہوتی وہ واقعی دینا کی خوش قسمت لڑکی تھی جو اس کا محبوب شوہر اس سے پہلا نہی بلکے آخری عشق کرتا ہے اور پھر آخر کے بعد تو کچھ بچتا ہی نہی پہلے کے بعد دوسرے کا تو چانس ہو سکتا پر آخری کے بعد تو سب ختم ہی ہوتا پھر حسالہ امتثال شاہ کا آخری عشق تھا جو تا حیات رہنے والا تھا...

حسالہ کی ساری جیولری وہ اٹھا کر آئی ینے کے سامنے رکھتا اور حسالہ جو اپنے جوڑے سے پن نکال رہی تھی بیوٹیشن نے لگتا پوری دوکان کی پنز میری بالوں میں ہی سیٹ کر دی ہے وہ تھکتی ہوئی ی کوفت سے بڑبڑاتی امتثال جو کب سے ایسے بالوں سے جھنگ کرتے دیکھ رہا تھا وہ اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوتا حسالہ کے ہاتھ ایسے دیکھ تھم جاتے وہ اس کے ہاتھ نچے کرتا اور

پھر بڑے پیار سے اس کے بالوں سے ایسے ساری پن نکال دیتا حسالہ سکون سا محسوس کرتی اور پھر چینج کرنے کے لیے الماری سے سادہ سے سوٹ لیے واشرم میں چلی جاتی

کچھ دیر بعد وہ باہر نکلتی تو اپنے لہنگے کو طے لگا کر الماری میں رکھتی اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتی بیڈ کی جانب آتی امتثال شاہ بظاہر تو موبائل میں وڈیوز سکرول کر رہا تھا پر نظریں حسالہ پر ہی تھی وہ اپنا موبائل رکھتا پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوتا وہ جو بیڈ پر لیٹی کمفرٹ اوڑھ چکی تھی

امتثال شاہ ایسے راہ فرار ہوتا دیکھ اس کے ساتھ لیٹ جاتا اور ایک ہی جست میں ایسے اپنے جانب کھینچ لیتا اور وہ شرم سے آنکھیں بند کر لیتی آنے والے لمحات سوچتی وہ ابھی سے پسینے سے شربوار ہو رہی تھی

کیاہواجاناں میری اتنی سے قربت سے پسینے چھوٹ رہے آپکے تواگے کیسے
برداشت کریں گی آپ وہ اس کی جانب جانثار نظریں لوٹاتا بولتا تو حسالہ سے
.... کوئی ی جواب نہی بن پاتا وہ بس اپنے لب کچلتی رہے جاتی

کیوں ظلم کر رہی ہو ان بچاروں پر وہ اپنے انگوٹھے سے اس کے گلابی نرم ملاہم
ہونٹ سہلا کر بولتا اور حسالہ کا جواب سنے بناہی اس کے ہونٹوں پر اپنے
.... ہونٹ رکھ کر ان کا جام پینا شروع ہو جاتا

حسالہ کی تو حالت غیر ہو رہی تھی زندگی میں پہلی بار کسی مرد نہ ایسے چھوا تھا تو
دل کی عجیب سے حالت ہو رہی تھی
دل ایک ن ئی ے حساس میں جکڑا جا رہا تھا امتثال شاہ اپنی پیاس بجھا کر ہی
پیچھے ہٹتا پر پیاس تھی کی ختم ہونے کی بجائے بڑھتی ہی جا رہی تھی

بہت سکون اور لذت مل رہی تھی اپنی محرم سے بشک اللہ نے محرم میں ہی سکوں رکھا ہے...

اور پھر وہ اس کی پیشانی پر ہونٹ رکھتا آہستہ آہستہ نیچے کی اور بڑھتا جاتا ایسی نیچ حسالہ نے بھی ہتیھار ڈال دیے تھے کیوں کے وہ امتثال شاہ کی بے تابی دیکھ چکی تھی اس لیے وہ اپنی زندگی اپنے محبوب شوہر کی مرضی سے گزارنا چاھتی تھی

امتثال شاہ نے جیسے ہی حسالہ کی رضامندی دیکھی تو اگے بڑھ کر لمپ کی اوف کر کے اس جھک جاتا اور پوری رات وقفے وقفے سے ایسے احساس کرواتا رہا وہ اس کے لیے کتنی خاص ہے

امتثال شاہ اس ایسے چھو رہا تھا جیسے وہ پھول ہو اگر سخت ہاتھ لگائے گا تو وہ مسلا

جائے گا،،،،،

وہ اس کے کانوں کے قریب جھکتا اور سرگوشی کرتا

جب بھی سمٹو گے ہماری بانہوں میں آکر ☺

محبت کی داستان ہم نہیں ہماری دھڑکن بتائے گی

حسالہ نے بھی امتثال شاہ کے ایک ایک رد عمل میں اپنے لیے اتنا پیار دیکھ سکون سے آنکھیں موند گ ئی ی تھی بیشک آگے کی زندگی اب سکون سے گزرنی تھی .....

ممبر انے عیشاہ کو لا کر زوایار کے روم میں بیٹھا دیا تھا

بھابھی آپ آرام سے بیٹھے بھائی ی آتے ہی ہو گے عیشاہ ہاں میں سر ہلاتی اور گھونگھٹ صیح کرتی بیڈ پر بیٹھ جاتی

جب دروازے کے پاس ممبرا پھر پیچھے کو موڑتی اور بولتی بھابھی کچھ چاھے تو نہی بتادیں

نہی کچھ نہی چاھے عیشاہ ہلکی سی آواز میں بولتی اور ممبرا مسکرا کر باہر نکل جاتی تو عیشاہ کمرے کی چاروں طرف نظر دوڑاتی اور مسکراتی نظروں سے کمرے کے مالک کی پسند کی داد دیتی ہر چیز ایک سے بڑھ کر ایک تھی دیواروں پر اوف وائی ٹ کلر کیا گیا تھا ایسی کلر کے پردیں لگا رکھے تھے

کمرے کو اس وقعت بہت خوبصورتی سے سرخ پھولوں سے سجایا گیا تھا دیوار پر بڑے بڑے دل شیپ بنا رکھی تھی جس میں ولیکم میری جان لکھا ہوا تھا اس

سے پہلے کے وہ مزید دورہ کرتی کمرے کا باہر سے قدم کی چاپ سنائی دی
تھی وہ جلدی سے چہرے پر گھونگھٹ ڈال کر سیدھی ہوتی بیٹھ جاتی ہے
زوایار جب کمرے میں آتا تو سامنے پورے حق سے اس کے بیڈ پر وہ سرخ
جوڑے میں بیٹھی اس کے انتظار میں تھی

وہ آتے ہی بولتا

اَلسَلامُ عَلَیکُم

عیشاہ سلام کا جواب دیتی اور زاویار اس کے پاس بیٹھ کر اس کا گھونگھٹ اٹھاتا
اور اگر جھک کر اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھتا اور سیدھا ہو کر بیٹھ جاتا

اور جیب سے ایک چھوٹی س مخملی سی ڈبیا نکلتا اور کھول کر اس میں سے ڈیمنڈ

کی رنگ نکال کر اس کا ہاتھ پکڑتا اور انگلی میں پہنا کر وہ جگہ کو چومتا جہاں

رنگ ڈالتا اور بولتا یہ آپ کی منہ دیکھائی ی کا تحفہ ہے

Thanku so much بہت پیاری ہے

عیشاہ دل سے تعریف کرتی

پر آپ سے زیادہ پیاری نہی زاویار بولتا تو عیشاہ کا چہرہ اتنی سی بات پر سرخ ہو

جاتا اور نظریں خو بخود جھک جاتی

اور یہ منظر سامنے بیٹھے زوایار نے بڑی دلچسپی سے دیکھا تھا

آپ چینج کر لیں پھر آپ میری امامت میں شکرانے کے نفل پڑھیے گا ہمیں

اپنے اللہ کا شکر بھی تو ادا کرنا اللہ نے ہمیں ایک دوسرے کے نصیب میں لکھا

ہے

عیشاہ ہاں میں سر ہلاتی چینجنگ روم میں بڑھ جاتی اور زاویار وضو بنانے کی نیت سے واشروم میں چلا جاتا

کچھ دیر بعد عیشاہ بھی سیدھے سے سوٹ پہنے وضو کر کے زاویار کے پیچھے کھڑی نفل پڑھنے کی تیاری پکڑتی

دونوں نے نفل پڑھ کر اپنی زندگی میں خوشیوں کی دعا کرتے مصلے سے اٹھ جاتیں

عیشاہ بیڈ پر آ کر بیٹھ جاتی اور ڈوپٹہ کھول کر دوبارہ سر پر سیٹ کر لیتی وہ جو زاویار سے شرما رہی تھی پہلی رات تھی شادی کی وقعتی جھجک تو پھر ہر مشرقی لڑکی کو

.....ہوتی ایسے بھی ہو رہی تھی عیشاہ کو بھی ہو رہی تھی

کچھ دیر بعد

زوایار ایسے اپنے ساتھ لیٹا کر اس کو اپنے سینے سے لگا کر لیٹ جاتا اور عیشاہ کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگ جاتا عیشاہ بھی سکون سے آنکھیں بند کر کے لیٹی رہتی نیند دونوں کو نہی آ رہی تھی جب زوایار کی آواز آتی عیشاہ شاہ میری مصوم جان وہ جھک کر عیشاہ کے بالوں پر اپنے لب رکھتا عیشاہ شرم سے اس کے سینے سے چپک جاتی اور زوایار بھی اس کے آس پاس گھیرا تنگ کر لیتا ہے

.....

زوایار پر عیشاہ کی قربت کا نشہ سوار ہو رہا تھا وہ دل کی آواز پر لبیک کہتا عیشاہ کو سیدھا لیٹاتا اور اس پر جھک کر اس کی کان کی لو کو اپنے دانت سے کاٹتا اور

...شر گوشی کرتا ہے

پتہ اس دن کا میں کتنے سالوں سے انتظار کر رہا تھا بہت تڑپایا تمھاری آرزو نے
مجھے اب مجھے سیر اب بہی تمھاری قربت ہی کریں گی عیشاہ ڈھڑکتے دل کے
ساتھ اس کی کے نچے لیٹی تھی وہ چھوٹی سی لڑکی اس کسرتی بدن والے مظبوط
...مرد کے سامنے کچھ بھی نہی تھی

جانے کون سی حدوں تک ہے میری چاہتوں کا سلسلہ ✍️
🌹🌹 بس اتنا جان لو تم میں وابستہ تم ہی سے ہوں

عیشاہ میں آج پورے ہوش و حواس میں یہ بات مانتا ہوں کے مجھے اپنی مصوم
سی جان سے جنوں کی حد تک عشق ہو چکا ہے مجھے نہی پتہ تم کب میری دل
میں اتری پر اپنا جانتا ہوں اب میری رگ رگ میں خون کی ماند دوڑ رہی ہو

آج میں تم میں ممکل سمانا چاھتا ہوں کیا اجازت دو گی مجھے میں اپنے عمل سے
بتا سکوں عیشاہ وہاب شاہ زوایار خانزادہ کا جنوں و عشق بن چکی ہے
عیشاہ تو اتنے خوبصورت اظہار میں ہی کھو چکی تھی

پر زوایار کے آخری الفاظ پر وہ شرم سے پلکیں جھکا جاتی اس کی ہاں سن کر
زوایار کالی گھٹا کی مانند اس پر جھک جاتا عیشاہ بھی اس کے ساتھ اپنی زندگی کے
ن ئے سفر پر نکل پڑتی ہے دو محبت کرنے والے آج مل چکے تھے دو جسم
ایک روح بن گے تھے چاند بھی شرماتا بادلوں میں چھپ گیا تھا یوں ان کی
.... خوبصورت رات کا اختتام ایک دوسرے کی بانہوں میں ہوا

آج دونوں طرف ولیمے کی تیاریاں کی جارہی تھی شادی کی طرح ولیمے کا
انتظام بھی ایک ہی حال میں کیا گیا تھا

حسالہ کو لے کر باطشہ پالر جاچکی تھی انوشے شاہ اور باقی گھر کی عورتیں بھی
اپنی تیاریوں میں بزی تھی دور سے آئے مہمانوں شاہ منشن میں ہی رات
روک گے تھے اور جو پاس کے تھے وہ اپنے اپنے گھروں کو چلے گے تھے ان کو
ناشتہ کروانے کے بعد اب وہ اپنی رات کی تیاری کر رہیں تھی

امثال شاہ جو کے حسالہ اور باطشہ کو پالر چھوڑ کر ابھی شاہ منشن پہنچا تھا

انوشے شاہ ایسے دیکھتی اس کی جانب آتی اور بولتی امثال میں نے تمھارے
کپڑے نکال کر رکھ دیے ہیں تمھارے کمرے میں جا کر تیاری کر لو اور اپنے
بابا سائیں کو فون کرو کدھر رہے گ ئے ہیں ابھی تک گھر نہی آئے۔۔

کیوں بابا سائیں کدھر گئے ہیں آج امتثال اپنے ماں سے پوچھتا

ان کو آفس سے کال آئی تھی کچھ ضروری فائل پر سائن کروانے تھے

تو وہ چلیں گئے

اچھا میں کال کرتا بابا کو یہ کہے کر وہ اپنی پینٹ کی جیب سے موبائل نکال کر

...وہاب شاہ کو کال ملانے لگ جاتا ہے

ابان شاہ کمرے میں آیا تو باطشہ کے بنا کمرے کو دیکھ ہر چیز سونی سونی سی

محسوس ہو رہی تھی کچھ ہی ٹائم میں وہ ایسے جان سے بڑھ کر عزیز ہو چکی

تھی

باطشہ کو کل حسالہ کو لے کر پالر جانا تھا اس لیے انوشے پھوپھو نے ایسے وہی

روک لیا تھا ابان شاہ کی گھوریوں کو نظر انداز کرتی وہ شاہ منشن روک

گ ئی ی تھی اور پھر مجبورن ابان شاہ کو اکیلے ہی حویلی واپس آنا پڑا ساری رات کروٹیں بدلتے ہی گزری اس کی کیوں کے باطشہ کو ساتھ لیے سونے کی اتنی پوری طرح سے عادت جو بن چکی تھی...

آج اس کا اردہ ولیمے سے سیدھا ایسے گھر ہی لانے کا تھا وہ اپنے تیاری پر ایک نظر مارتا فون لیتا کمرے سے نکل جاتا ہے...

زوایار کی صبح آنکھ کھولی تو اپنے برابر سوئی ی عیشاہ کو دیکھتا جو ایسی کی شرٹ پہنے بے ترتیب بال لیے گہری نیند میں سو رہی تھی نیند میں بھی چہرے پر لالی پھیلی ہوئی ی تھی

اور گردن پر بنے نشان رات بیتی داستان کی خبر دیں رہے تھے وہ مسکراتا ہوا

اس کی جانب جھکتا اور اس کے لبوں پر اپنے لب رکھتا

عیشاہ نیند میں ہی تھی جب ایسے خود پر بوجھ محسوس ہوا اس نے ایک آنکھ کھول کر دیکھا تو زاویار اس کے اوپر جھکا اس کے گلابی ہونٹوں کا رس پی رہا تھا وہ کسمس کر ایسے دونوں ہاتھوں سے پیچھے دھکا دیتی اور اٹھ کر جلدی سے واشرم میں بھاگ جاتی ہے

زاویار اس کی ہڑبڑی دیکھ مسکرا کر بیڈ سے اٹھتا اور اپنے کپڑے لینے الماری کی جانب بڑھتا وہ کپڑے لے کر بیڈ بیٹھ جاتا اور عیشاہ کا انتظار کرنے لگ جاتا من ہی من مسکرا رہا ہوتا کیوں کے جلد بازی میں عیشاہ اپنے کپڑے لے کر جانا بھول گ ئ ی تھی ...

عیشاہ شاور لے کر سب کپڑے پہنے لگتی تو ایسے یاد آتا وہ کپڑا لانا تو بھول چکی

تھی اب کیا کریں وہ کب سے ایسی کشمش میں تھی جب باہر سے زاویار کی آواز سنائی دیتی عیشو یار کب تک نکلنے کا اردہ ہے سب ہمارا انتظار کر رہے ہیں

زوی وہ میں کپڑے لانا بھول گی آپ مجھے میری کپڑے لادیں زوایار کو پتہ تھا یہ ہی بولے گی

جانم مجھ سے اب کیسی شرم باہر آجاو خود نکال لو اپنے کپڑے وہ لب دباتا ایسے بولتا اور وہ وشرام میں کھڑی لال سرخ ہو جاتی باہر کھڑا زوایار اس کی پتلی ہوتی حالت کے مزے لے رہا ہوتا...

زوی پلیز پکڑا دیں کپڑے

نامسز ٹاول لپٹ کر باہر نکل آئی یں کیا ابھی بھی ہم میں پردہ ہے وہ اس انداز بولتا کے عیشاہ کچھ دیر بعد ٹاول لپٹے بالوں کو جوڑے کی شکل دے رکھی تھی

نظریں نچے کیے باہر نکلتی ہے

زوایار تو ایسے دیکھ کر دیکھتا ہی رہے جاتا سفید جسم پر بارش کی موندوں جیسے قطرے جو بالوں سے ٹپک کر گردن پر پھیل رہے تھے بہت پیارا منظر پیش کر رہے تھے زوایار آہستہ آہستہ چلتا اس کے پاس آتا ہے اور بے خودی میں جھکتا اس کو پیچھے سے اپنی بانہوں میں بھر کر اس کی شفاف گردن پر اپنے لب رکھتا ہے عیشاہ کے پورے جسم میں کرنٹ دوڑ جاتا ہے

اور دل تو ڈھول کی طرح بج رہا تھا زوایار جا بجا بوسوں کی بارش کر رہا تھا ماحول کافی رومنٹک بن چکا تھا عیشاہ بھی بنا مزامت کیے آنکھیں بند کر کے لطف کی دنیا کی سیر کر رہی ہوتی ہے کافی لمحے وہ ایک دوسرے میں گم رہتے ہیں اور پھر زوایار ایسے بانہوں میں اٹھا کر بیڈ پر لا کر لیٹا دیتا ہے اور خود شرٹ کی بٹن کھول کر اس پر جھک جاتا ہے.....

ہال میں مہمان آنا شروع ہو گے تھے امتثال شاہ اور ابان شاہ تابش حسین یہ
سب سٹیج پر بیٹھے باتوں کے مزے لے رہے تھے

جب دور ہے ان کو زوایار اور اس کی فیملی آتی دیکھائی دیتی ہے وہ تینوں اٹھ
کر زوایار کی جانب بڑھتے اور جا کر سب سے پہلے تابش اس کے گلے لگتا اور
پھر باقی دونوں بھی

زوایار کی مام انوشے شاہ کی جانب بڑھتی ہے جو کیسی عورت سے باتوں میں
مگن تھی وہ مسز فاروقی کو اپنی طرف آتے دیکھ سامنے کھڑی عورت سے
...اسکیوز کرتی اور مسز فاروقی کو گلے لگا کر ویلکم کرتی ہے

کچھ دیر بعد دونوں دلہنیں آجاتی ہے عیشاہ اور ممبرا کو زوایار اسی پالر چھوڑ کے آتا جہاں باطشہ لوگ ہوتے ہیں تا کے واپس پر سب ایک ساتھ آسکے

باطشہ عیشاہ اور حسالہ نے آج سیم میچنگ کی ہوتی ہے کپڑوں سے لے کر جیولری یہاں تک کے پاوں میں کھوسے بھی سیم ہوتے ہیں تینوں نے گرین کلر کی پیروں کو چھوتی فراک پہن رکھی تھیں جس پر گولڈن کلر کی پتیوں کا کام کیا ہوا تھا

ڈوپٹوں پر بھی گرین کلر کی پٹی بنی ہوئی تھی پٹی پر بھی گولڈن ہی کام تھا تینوں ایک سے بڑھ کر ایک پیاری لگ رہی تھیں....

ممبرا اور باطشہ نے حسالہ کو امتثال شاہ کے پاس اور عیشاہ کو زوایار کے پہلو میں بیٹھا دیا تھا دونوں جوڑیاں پرفکٹ کپل لگ رہی تھی ابان تو اپنی نظروں کی پیاس بجھا رہا تھا آخر کو دیدار یار جو ہو گیا تھا

باطشہ کی نظر بھی اپنے ہینڈسم شوہر پر پڑی تو پلٹنا بھول گی وہ جو آج پینٹ کوٹ میں تھا کالی پینٹ پر سیفد شرٹ پہنے بالوں کو جل سے سیٹ کرر کھا تھا نظر لگ جانے کی حد تک پیار الگا باطشہ کو وہ دل ہی دل میں صدقے واری جارہی تھی اس کے جب ابان شاہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا

اور اس کے کان کے فریب جھک کر سرگوشی کرتا مسز مجھے پتہ ہے میں بہت پیار الگ رہات گیا نظر لگانی مجھے باطشہ جو یک ٹک ایسے دیکھ رہی ہوتی ہے وہ اپنے قریب سے ابان کی آواز سن کرا چھل پڑتی اور بولتی

ہونہہہہ پیارے لگ رہے وہ ناک سکڑتی ایسے بول اگے بڑھ جاتی ہے اور ابان شاہ مسکرا کرا ک ادا سے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اور تابش کے پاس جا کر بیٹھ جاتا ہے....

ولیمے کی تقریب خیر وعافیت سے سرانجام پائی ی جاچکی تھی مہمان سب جا رہے تھے آہستہ آہستہ عیشاہ نے آج شاہ منشن جانا تھااس لیے وہ انوشے شاہ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ جاتی ہے اور حسالہ بھی باطشہ اور ابان شاہ کے ساتھ حویلی جانے کو نکل جاتی ہے.....

دوسرے دن امتثال شاہ دوپہر میں ھی حسالہ کو لینے حویلی پہنچ جاتا حویلی والے اس کی بے تابی دیکھ اس سے ہنسی مزاق کرنے لگتے ہیں جب دادا سائیں لاونج میں آتے اور بولتے کے میں نے سب کی ٹکٹس کنفرم کروادی ہیں کل تم لوگوں کی فلائ ٹ ہے پیرس کی چار دن دنیا کے کاموں سے چھوٹی کرو اور بچیوں کو کوئ ی گوما پھیرا کے لاو یہ تو دن ہوتے ان کے گومنے پھیرنے کے باطشہ اور حسالہ تو پیرس کا سن کر ہی خوش ہوتی ہے زندگی میں پہلی بار وہ دونوں پاکستان کے علاوہ کوئ ی ملک دیکھیں گی ابان

..شاہ بھی آج گھر ہی تھا اس لیے داداسائیں نے ان کو یہ خوشخبری دی تھی

ابان شاہ بھی من ہی من دادا سائیں کا شکر گزار تھا چلو باطشہ کے ساتھ ایسے بھی سکون کے پل ملے گے یہ سوچ ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ لا چکی تھی ...

وہ کمرے میں آیا تو باطشہ پوری الماری سے کپڑے نکال کر بیڈ پر ڈھیر لگائے بیٹھی تھی

تاشی یار یہ کیا کر رہی ہو سب کپڑے کیوں نکال لیے وہ مسکراتی اس کے قریب آتی اور اس کے گلے میں اپنی بانہیں ڈال کر بڑے لاڈ سے بولتی بان ہم ہنی مون کے لیے کل پیرس جا رہے ہیں نہ تو کپڑے تو ساتھ چاہے نہ وہ ہی دیکھ رہی پر کوئی ی کپڑا ڈھنگ کا نہی ہے وہ منہ بسوارتی بولتی تو ابان شاہ ایسے کی پیشانی پر اپنے لب رکھتا اور بولتا اپنے بان کے ہوتے پریشان کیوں

ہوتی ہو ہم وہی سے ساری شاپنگ کر لیں گے

سچی بان وہ خوشی سے اس کی گال پر اپنے لب رکھتی ہے پر جیسے ھی احساس ہوتا وہ شرما کر دنوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لیتی ابان شاہ مسکرا کر اس کے ہاتھ پیچھے ہٹاتا اور بولتا میری چھوٹی سی بیوی کو شرم آ رہی ہے افف تمھاری یہ پلکیں جھکانا کسی دن میری جان لے لے گی باطشہ تو تڑپ ہی جاتی جان والی بات سن کر اور غصے سے روخ موڑ کر بیڈ پر بیٹھ جاتی ہے ابان شاہ سمجھ جاتی اس کی ناراضگی اور چل کر اس کے قریب آتا ہے اور اس کے پاس بیٹھ کر دونوں کان پکڑ کر بولتا سوری جانم دوبارہ نہی بولوں گا ایسا سوری ..

باطشہ اس کی جانب نم آنکھوں سے دیکھتی اور بولتی دوبارہ اگر ایسی بات کی تو میں پکی والی ناراض ہو جانا ہے بھلا میرا آپ کے بنا کیا وجود ہے اللہ میرے ساتھ ہمشہ آپ کو رکھیں باطشہ کی دھڑکن ہے ابان شاہ وہ اس کے گلے لگ جاتی تو ابان شاہ بھی ایسے خود میں سمیٹ لیتا ہے بشک یہ لڑکی دن بہ

.....دن اس کی جون بنتی جارہی ہے

دوسرے دن ان کی فلائی ٹ تھی حسالہ اور امتثال شاہ باطشہ اور ابان شاہ تھے
اور دوسری جانب زوایار کے منع کرنے کے باوجود بہرام شاہ نے ان کی
ٹکٹس بھی کنفرم کروادی تھی پھر ابان شاہ کے کہنے پر وہ بھی ان کے ساتھ
جانے کو مان جاتا ہے یوں یہ تینوں کپل ایک ساتھ اپنا ہنی مون منانے
کے لیے سب کے دعاؤں میں پیرس روانہ ہو جاتیں ہیں
پیرس ائی رپوٹ پر اتر کر جب وہ باہر آتے تو سامنے وہ لوگ ابان شاہ اور
امتثال شاہ کے نام کے سائی ن بورڈ لے کر کھڑے ہوتے ہیں

ابان شاہ ان کو ہاتھ کے اشارے ہے اپنی طرق بلاتا وہ لوگ ان کی جانب
آتے ہیں تو ابان شاہ کو دیکھ وہ پہچان لیتے ہیں دونوں اگے بڑھ کر ان سے ملتے

اوران سب کو ساتھ لیے ہوٹل روانہ ہو جاتے ہیں

جہاں ان کے رہنے کا انتظام ہوا تھا تینوں لڑکیاں ہر چیز کو بڑی غور سے دیکھ رہیں تھی ان کو پیرس کافی اچھا لگنے والا تھا یہ تو ان کے تاثرات سے اندزہ ہو رہا تھا..

ہوٹل میں پہنچ کر ہوٹل منجر نے ان تینوں کپل کو ان کے روم کی چابی دی اور بیسٹ وشیز کا تھمب دیتا وہ لوگ کافی تھک چکے تھے اس لیے آج کا دن ریسٹ کرنے کا سوچ تینوں اپنے کمروں میں سونے کی نیت سے بڑھ جاتے ہیں..

حسالہ جیسے ہی کمرے میں قدم رکھتی تو اس پر پھولوں کی بارش ہونے لگتی ہے وہ اوپر دیکھتی تو پنکھے پر رکھے پھول پنکھا چلنے سے نچے گر رہے ہوتے پورا کمرے بالکل شادی کی پہلی رات کی طرح سجایا گیا تھا کینڈل لائی ٹس سے پورے کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی کمرہ پورا خواب ناک کا منظر

پیش کر رہا تھا حسالہ کے تو ابھی سے پیشانی پر قطرے ٹپکنا شروع ہو چکا تھا اس کے بر عکس امتثال شاہ کو کمرے کی سجاوٹ بہت پسند آئی ی تھی

شاہ یہ سب کیوں کمرے میں حسالہ امتثال شاہ سے پوچھتی تو وہ اس کو اپنے حصار میں لے کر اس کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھتا اور بولتا جانم یہ ہوٹل ہنی مون کے لیے اسپشل بکنگ ہے تو یہ سب تو دیکھنے کو ملے گا ہے

اور تھمیں تو خوش ہونا چاھے دو دو بار ہمارے ملن کی رات ہو گی وہ بھی سہاگ والی سجی سیج پر حسالہ امتثال شاہ کی اتنی بولڈ باتوں پر شرم سے پانی پانی ہو جاتی ہے

امتثال شاہ اس کو شرماتا دیکھ ایسے اچانک سے گود میں اٹھاتا اور بیڈ پر لیٹا کر خود اس کے اوپر آتا ہے اور بولتا جانم میری تھکن تو اب آپ ہی اتاریں گی پلیز شاہ میں بہت تھگ گی ابھی نہی ابھی مجھے فریش ہو کر تھوڑی دیر سونا ہے

وہ التجائی نظروں سے اس کی جانب بولتی پر امتثال شاہ کمرے کے ماحول کی وجہ سے خود بر کنڑول کھو رہا تھا و حسالہ کے ہونٹوں پر انگلی رکھتا ہے یہ اشارہ تھا کے چپ رہنے گا

اور اس پر جھک جاتا ہے اور اپنی من مانیاں شروع کر دیتا حسالہ بھی اب مزامت کرنا چھوڑ دیتی ہے کیوں کے وہ امتثال شاہ کو ناراض نہی کر سکتی تھی

.....

پیرس میں آئے ان کو آج ایک ہفتہ ہو چکا تھا ان لوگوں نے ان سات دنوں میں ہر فکر سے آذاد زندگی گزاری تھی سب کپل ایک دوسرے کے ساتھ اپنی موج مستی میں بزی تھے آج ان کا پیرس میں آخری دن تھا کل کی ان کی

پاکستان واپسی تھی

حسالہ اور امتثال شاہ اس وقعت مال میں کھڑے تھے ان کو گھر والوں کے لیے تحفے خریدنے تھے تبھی وہ آج مال آئے تھے حسالہ نے سفید شرٹ کے ساتھ جینز پہن رکھی تھی اوپر لمبا کوٹ اور سر پر پڑے سے پھول والی ٹوپی پہنے وہ چھوٹی سی ڈول ہی لگ رہی تھی سردی کی وجہ سے ناک سرخ ہو چکی تھی

وہ اپنے بابا کے پہنے کے لیے گھڑی پسند کر رہی تھی کے اس کے ساتھ ایک پیاری سی لڑکی آکر کھڑی ہوتی ہے شاہد وہ کسی کے لیے گھڑی ہی خریدنے آئی ی تھی حسالہ ایسے ایک نظر دیکھ کر دوبارہ گھڑی کی جانب متوجہ ہوتی ہے تو ایسے ایک سلور کلر کی نفیس سے گھڑی پسند آجاتی ہے وہ سلیز مین سے ایسے پیک کرنے کا بولتی ہے اور خود یہاں وہاں نظریں ڈورتی امتثال شاہ کو

ڈھنڈنے لگتی ہے جو دور کھڑا کسی سے فون پر بات کر رہا ہوتا ہے

تھوڑی دیر بعد وہ فون بند کرتا حسالہ کی جانب آتا ہے اور پوچھنے لگتا ہے

جاناں کچھ پسند بھی آیا یہ بس اسے گھومنے ہی آئی ہو وہ شرارت سے ایسے

بولتا حسالہ جو ایسے گھڑی کا بتانے لگی تھی اس کی بات کا مطلب سمجھتی امتثال

شاہ کو گھوری سے نوازتی ہے وہ دونوں ایک دوسرے سے باتوں میں مگن

ہوتے ہیں جب وہی لڑکی ان کے پاس آتی ہے اور امتثال شاہ کو حیرت اور

خوشی کے ملے جلے تاثرات سے دیکھتی اس کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے حسالہ جو ایسے نا

سمجھی سے دیکھ رہی تھی اسکا یو امتثال شاہ کا ہاتھ پکڑنا اندر تک سلگا گیا تھا

وہ غصے سے اگے بڑھتی رانیہ کا ہاتھ پکڑتی جھٹک جاتی ہے اس کی یہ حرکت

دیکھ جہاں امتثال شاہ کے لبوں پر ہلکی سے مسکراہٹ آتی وہی رانیہ کو بڑی زہر

لگتی ہے حسالہ کا یوں ہاتھ جھٹکنا تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرے شاہ کا ہاتھ

پکڑنے کی

حسالہ شیرنی بنی رانیہ پر غراتی ہے اور رانیہ جہاں اتنے ٹائم بعد امتثال شاہ کو

اپنے سامنے دیکھ بس یک ٹک ایسے دیکھ رہی تھی وہ لفظ میرے شاہ پر ٹک چکی تھی ..

میرے شاہ سے کیا مراد ہے آپ کا کیا رشتہ ہے تمھارا امتثال شاہ سے رانیہ اگے بڑھتی حسالہ کا بازو غصے سے دبوچ کر پوچھتی اس کی یہ حرکت امتثال شاہ کو تو اگ ہی لگا جاتی ہے .

دور ہٹو میری بیوی سے میں نے کہا دور ہٹو وہ غصہ سے دھاڑتا ہے رانیہ اچھل کر دو دم دور ہو کر کھڑی ہوتی ہے

تم نے کب شادی کر لی تمھارے لیے تو لڑکیاں ٹشو پیپر کی طرح ہوتی تھیں پھر ایک ہی لڑکی پر کیسے ٹک گے تم مسٹر امتثال وہاب شاہ وہ طنزیہ ہنسی ہنستے اس کے قریب آتی ہے امتثال شاہ کا آخر ماضی حسالہ کے سامنے آ ہی گیا تھا

حسالہ کا سفید ہوتا چہرہ دیکھ امتثال شاہ کو جہاں اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا وہی

----رانیہ کے چہرے پر فتح یابی کی مسکراہٹ ابھری تھی

حسالہ اگے بڑھتی ہے اور ایک زوردار چانٹا رانیہ کے منہ پر مارتی ہے اور بولتی

اگر وہ لڑکیوں کو ٹشو پیپر سمجھتا تھا تم لڑکیاں ٹشو پیپر بنتی ہی کیوں ہو کیا وہ

زبردستی کرتا تھا تمھارے ساتھ نہی نہ خود چل کر آتی ہو گی اور اب میرے

شاہ پر کیوں الزام لگا رہی ہو

شاہ ماضی میں کیسا تھا کیسا نہی مجھے اس بات سے کوئی ی واسطہ نہی کیوں کے

ماضی تو سب کا ہوتا ہے اور وہ لوگ کبھی اگے نہی پڑھ پاتے جو ماضی میں ہی

جمے رہتے ہیں

شاہ میرا حال اور مستقبل ہے اور سب سے بڑھ کر میرا عشق میرا پیار

تمھارے جیسی سو بھی آجائیں نہ تو شاہ پر یقین ایسا ہی رہے گا چلو اب نکلو

یہاں سے ہمیں اور بھی شاپنگ کرنی ہے فضول لوگوں کی بکواس سننے کا

کوئی شوق نہی ہیمیں رانیہ جو گال پر ہاتھ رکھیں اس کی باتیں سن رہی تھی

وہ خونخوار نظروں سے حسالہ کو گھورتی وہاں سے چلی جاتی ہے

امثال شاہ تو حسالہ کا خود پر اتنا یقین دیکھ شاکڈ رہے جاتا ہے وہ حسالہ کی طرف

ہی دیکھ رہا ہوتا جب وہ اس کی طرف دیکھتی اور اس کی بانہوں میں بانہیں

ڈالے اس کے کندھے پر سر ٹکا جاتی ہے اور بولتی ہے آپ کو کیا لگا میری

محبت اتنی کمزور ہے کے کیسی بھی تیسرے کے آنے سے ڈگمگا جائے۔۔۔۔

امثال شاہ مسکراتا ہوا اس کی طرف دیکھتا اور بولتا یوں تو نہی میں دیوانہ ہوا

آپ کا اور اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھ جاتا ہے....

وہ سب لوگ پیرس کے ائی رپوٹ پر بیٹھے اپنی اناونس منٹ کا انتظار کر رہے تھے تھوڑی دیر بعد ان کا جہاز لینڈ کرنے والا تھا گھر میں کسی نے بھی واپسی کا نہی بتایا تھا سب ان کو سرپرائی ز کرنا چاھتے تھے

کچھ ہی دیر بعد ان کا جہاز لینڈ کر چکا تھا وہ سب اپنا سامان اٹھائے اندر کی اور بڑھ جاتے ہیں

پیرس کی خوبصورت یادیں لے کر جیسے ہی جہاز پاکستان کی زمین پر روکتا سب کے اندر ایک الگ ہی حساس اور سکون سے اترتا محسوس ہوتا ہے اپنے ملک کی تو مٹی سے بھی بڑا پیار ہوتا ہے انساں کو

تینوں جوڑیاں اپنے اپنے گھروں کو ٹکیسی کروا کر روانہ ہو جاتی ہیں ابان شاہ اور باطشہ جیسے ہی حویلی میں قدم رکھتے ہیں تو ملازم بھاگ کر ان کا سامان پکڑ کے اندر لے جاتیں ہیں اور حیا بیگم کو اطلاع دیتے کے شاہ صاحب اور چھوٹی بیبی واپس حویلی پہنچ چکے ہیں

حیا بیگم اگے بڑھ اپنے بیٹے کو سینے سے لگاتی ہے اور پھر باطشہ کو بھی

بیٹا ہمیں بتا تو دیتے ہم کیسی کو لینے بھیج دیتے اسرار شاہ بولتے ہیں تو ابان بولتا

بابا سائی یں ہم سرپرائی زدینا چاھتے تھے اچھا تم دونوں فریش ہو جاؤ میں کچھ

کھانے پینے کا انتظام کرواتی ہوں حیا بیگم بولتی ہے تو دونوں ہاں میں سر ہلاتے

اور اوپر کمرے کی طرف بڑھ جاتے ہیں

کچھ دیر بعد ابان شاہ اور باطشہ فریش ہو کر نیچے آتے ہیں تو ناشتہ ان کا تیار ہو

چکا ہوتا ہے ابان گلاس میں جوس ڈال کر باطشہ کی طرف کرتا جس وہ منہ کے

ساتھ لگاتی ہے ابھی جوس کا ایک ہی گھونٹ اندر جاتا ہے کے باطشہ کو زور کی

ابکائی ی آتی اور وہ منہ پر ہاتھ رکھے بیسن کی

طرف بھاگتی ہے حیا بیگم بھی اس کے پیچھے ہی جاتی جہاں وہ بیسن پر جھکی

الٹیاں کر رہی تھی ساتھ آنکھوں سے بھی پانی جھلک رہا تھا سب لوگ جہاں

پہلے خوش تھے اب سپ فکر مندہ رہے تھے

ابان شاہ ڈاکٹر کو فون کرتا ہے اور کچھ دیر بعد ہے لیڈی ڈاکٹر بی پہنچ جاتی ہے

آپ سب لوگ باہر جائی یں مجھے انکا تفیصلی چیک اپ کرنا ہے

سب لوگ باہر نکل جاتے ہیں اور ڈاکٹر چیک اپ کرنے لگتی ہے

کچھ دیر بعد ڈاکٹر باہر نکلتی تو ابان شاہ پریشان سا یہاں وہاں گھوم رہا تھا ڈاکٹر کے باہر نکلتے ہی اس کی طرف آتا تو ڈاکٹر اس کی بے قراری دیکھ مسکراتی ہوئی ی بولتی ہے

Congratulations

Mashar Shah your wife is a two -month Perguante

سچ ڈاکٹر وہ خوشی سے بولتا ہے تو ڈاکٹر ہاں میں سر ہلاتی ہے وہ بھاگ کر اندر جاتا ہے تو باطشہ بھی ایے دیکھ شرم سے نظریں جھکا جاتی ہیں وہ اگے بڑھ کر

بولتا مبارک ہو جاناں

اور بولتا ہے

Thinks to give me such a great pleasur

.... باطشہ بھی اس کے سینے میں منہ چھپا جاتی ہے

ابان شاہ کے جاتے ہی امینہ بیگم اور حیا بیگم باطشہ کے پاس آتیں ہیں اور دونوں ایسے مبارک بعد دینے کے بعد ڈھیروں احتیاط کی تاکید کرنے لگ جاتیں ہے اپنی زندگی میں خوشیاں دیکھ باطشہ کا دل اللہ کے ہاں سجدے میں جھک جاتا ہے بشک وہ جیسے چاھے اولاد جیسی نعمت سے نوازتا ہے

عیشاہ اور حسالہ کو بھی باطشہ مسیج کے ذریعے یہ خوشخبری دیں چکی تھی

عیشاہ اپنے بالوں میں کنگھا پھیر رہی تھی جبکے زوایار بیڈ پر بیٹھا کچھ ضروری فائی لز دیکھ رہا تھا جب عیشاہ کے فون پر باطشہ کے مسیج آتا ہے وہ جیسے ہی مسیج دیکھتی ہے مسیج لکھا ہوتا ہے

I'm coming very soon aani jan

عیشاہ تو مسیج دیکھ کر خوشی سے پاگل ہو جاتی وہ کنگا وہی پھنک زوایار کی طرف آتی ہے اور ایسے دونوں بازوں سے پکڑ کر کھڑا کرتی اور گول گول گومنے لگ جاتی اس کو لیا ساتھ بولتی ہے

زوی میں خالہ بننے والی ہوں ابھی مجھے تاشی کا مسیج آیا وہ پرگینٹ ہے وہ اس کے گلے لگتی چہک کر بولتی ہے اور پھر اچانک اس کے سامنے آتے بولتی مجھے

حویلی لے کر چلیں میں ابان بھائی ی اور تاشی کو مبارک بعد روبرو ہو کر دینا چاھتی ہوں

اور بھلا زوی کب انکار کر سکتا اور پھر کچھ ہی لمحموں بعد وہ پھولوں کی دوکان کے سامنے کھڑے ایک پیارے سے گلدستہ سیٹ کروا رہے ہوتے ہیں

جب عیشاہ اور زوایار حویلی پہنچتے اسی وقعت حسالہ اور امتثال شاہ بھی گاڑی سے نکلتے ہیں وہ بھی آنے والے مہمان کی خوشخبری سن حویلی ہی آئے تھے

چاروں ایک ساتھ حویلی کے اندر بڑھ جاتے ہیں

مرد حضرات تو مردان خانے میں چلے جاتے ہیں کیوں کے سب مرد وہی ہوتے ہیں گھر کے عیشاہ اور حسالہ تاشی کے پاس بیٹھی اب ایسے چھیڑ رہیں تھیں وہ مسکراتی ہوئی ی نظریں جھکا جاتی ہے ...

کچھ ماہ بعد

باطشہ کا نواں ماہ چل رہا تھا ان نو ماہ میں ابان شاہ نے باطشہ کا ہر طرح سے خیال رکھا تھا کھانے پینے سے لے کر واک کروانے تک وہ اپنی نگرانی میں کرواتا تھا سب کیونکے وہ کافی ویک تھی اور تو ڈاکٹر نے ممکل ریسٹ بتا رکھی تھی

ابان شاہ نے بے بی ہونے تک باطشہ کے کاموں کے لیے الگ سے ملازمہ رکھی ہوئی ی تھی جو صرف باطشہ کے ہی کام کرتی تھی باطشہ پر ممتا کے روپ ٹوٹ کر آیا ہوا تھا اس کا بھرا بھرا جسم اور پھولے ہوئے سرخ گال ابان شاہ کو بھت پیارے لگتے تھے

جبکے باطشہ روز خود کو پھولتا دیکھ آئی ینے کے سامنے منہ بسوڑ بسوڑ کر خود کا جائزہ لیتی رہتی تھی پر ماں بننے کی خوشی میں وہ بھرا بھرا جسم بھی فراموش

کر بیٹھی تھی

.

دوسری طرف حسالہ کو بھی اللہ نے خوشخبری سے نوازہ تھا وہ بھی پانچ ماہ کی پرگینٹ تھی

جب سے امتثال شاہ کو پتہ چلا تھا وہ باپ بننے والا ہے وہ تو اللہ کے در پر سجدہ ریز ہو گیا تھا

جس نے اس کو اس قابل سمجا تھا کے باپ کے رتبے پر فائز کر دیا تھا

امتثال شاہ اب باقدگی سے پانچ وقعت کا نمازی بن گیا تھا اور آوارہ قسم کے دوستوں سے بھی میل جول ختم کر دیا تھا اس کے لیے اب اس کی فیملی ہی سب کچھ تھی

عیشاہ کو اللہ نے ابھی اس اولاد کی نعمت سے محروم رکھا ہوا تھا پر وہ اللہ کی ذات سے ناامید نہی تھی اس کا یقین تھا کے اللہ اس کی گود بھی ضرور بھرے گا ان شاءاللہ...

باطشہ ظہر کی نماز پڑھ کر اٹھنے لگتی ہے کے اس کے پیٹ میں درد کی لہر سی اٹھتی ہے درد کی لہر اتنی شدت کی ہوتی ہے کے وہ مصلے پر ہی دوری ہو جاتی ہے ابان شاہ جو تاشی کے ان خاص دنوں میں آفس سے جلدی واپس آیا کرتا تھا تا کے ان دنوں میں وہ اس کے ہر پل ساتھ رہے سکے وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوتا باطشہ کو مصلے پر سجدے کی حالت میں پڑے دیکھ جلدی سے اس کی جانب آتا ہے

تاشی اٹھوں ایسے کیوں لیٹی ہو

پر تاشی کی طرف سے کوئی ی جواب نہی آتا وہ ہاتھ سے پکڑ کر ایسے سیدھا کرتا ہے وہ ٹس سے مس نہی ہوتی ہے

ابان شاہ ایسے بانہوں میں بھر کر نچے لیے جاتا ہے اور

مام چچی

مام کہاں ہیں سب وہ زور زور سے چلانے لگتا جب امینہ بیگم جو نماز پڑھ کر باہر نکلی تھی باطشہ کو ایسی دیکھ دل پر ہاتھ رکھتی ان کی جانب آتی ہے

چچی جان مجھے لگتا تاشی کو ہوسپٹل لے کر جانا ہو گا چلیں جلدی میری ساتھ امنیہ بیگم اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ ہوسپٹل کے لیے نکل پڑتے ہیں

ہوسپٹل آئے ان کو چار گھنٹے ہو چکے تھے باطشہ کو فوری آپریشن تھیٹر لے جایا گیا تھا پر ابھی تک کوئی ی اطلاع نہی ملی تھی ابان شاہ تو دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا تب سے کے اتنے میں نرس کمبل میں لپٹے دو گول مٹول سے نیلی آنکھوں والے شہزادے لیے ان کے پاس آتی ہیں اور بولتی ہیں کے مبارک

ہو جڑواں بیٹے ہوئے ہیں

ابان شاہ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو نکل آتے ہیں وہ اپنے ننھنے شہزادں کو اپنی گود میں لیتا ہے باری باری اور پوچھتا میری وائف کیسی ہے

آپکی وائف بالکل ٹھیک ہے ہم کچھ دیر تک ان کو روم میں شفٹ کر دیں گے آپ تب ان سے مل سکتے ہیں

امینہ بیگم اگے بڑھ کر اپنے نواسوں کو باری باری دیکھتی ہے اور ماشاءاللہ بولتی ہے

ابان شاہ حویلی فون کر کے سب کو خوشخبری سناتا ہے سب لوگ ابان شاہ کو مبارک باد دیتے ہے

بہرام شاہ تو اپنے پر پوتوں کی خوشی میں پورے گاوں کی رات کھانے کی
دعوت دیتا اور صدقے کے بکرے منگوا کر صدقہ دیتا ہے

😍سات سال بعد

یار کب تک تیار ہونا ہے آپ نے میں کب سے تیار ہو کر انتظار کر رہا ہوں
زوایار اندر آتا عیشاہ کو دیکھ بولتا ہے جو عبایا پہن کر نقاب لگا رہی ہوتی ہے

یہ تمھاری دونوں آفتیں کچھ کرنے دیں تو میں تیار ہوں نہ
وہ اپنے تین سالہ بیٹی امل اور ایک سال کے بیٹے زوہان کو دیکھ دانت پیستے

ہوئے بولتی

خبر ار جاناں میرے بچوں کو ڈانٹا تو آؤ پر نسس ہم باہر چلتے ماما سے کوٹی وہ امل
کو لیتا باہر کی جانب بڑھ جاتا ہے

یہ سب آج ابان شاہ کے بیٹوں کی سالگرہ میں جا رہے تھے اللہ نے عیشاہ کے
صبر میں رحمت اور نعمت دونوں سے نوازہ تھا اس کے لیے وہ اللہ کا جتنا بھی
شکر ادا کرتی کم تھا

عیشاہ بھی اپنا بیگ اٹھاتی اور زوہان کو پکڑے کمرے سے نکل جاتی ہیں کیونکے
ان کو سچ میں کافی دیر ہو چکی تھی

حسالہ اور امتثال شاہ بھی اپنے دونوں پرنسس کے ساتھ لال حویلی آگے
تھے

اللہ نے امتثال شاہ کو دو پیاری پیاری بیٹیوں سے نوازہ تھا جن کا نام ان لوگوں
نے امارہ اور سمارہ رکھا تھا چھ سالہ سے پرنسسس اس وقعت گلابی ٹشو کی فراک
پہنیں بالوں میں دہ پونیاں کیے بالکل باربی ڈول جیسی لگ رہی تھیں شاہ
ب شن کی تو جان تھی یہ دونوں ڈول.

سب مہمان آچکے تھے عیشاہ اور زوایار بھی پہنچ گے تھے پر جن کی سالگرہ تھی
وہ فمیلی سرے سے ہی غائب تھی....

ابان شاہ تھری پیس سوٹ پہنے بالوں کو جل سے سیٹ کیے آئی ینے کے
سامنے کھڑا خود پر پرفیوم چھڑک رہا تھا
جب باطشہ کالے کلر کی نٹ کی ساڑھی پہنیں بالوں کا جوڑہ بنائے ہلک میک

اپ کے ساتھ سمو کنگ آئی زبنائے اس کے پاس آتی اور بولتی ہے
بان چلیں نچے سارے مہمان آگے ہیں بس ہماری فیملی ہی نہی وہاں اور
کدھر ہیں یہ دونوں ساحل اور مہران

ماما ہم یہاں ہیں باطشہ ان کی طرف دیکھتی تو وہ دونوں ہو بہو اپنے باپ جیسی
ڈرسینگ کیے مسکراتے ہوئے ان کی طرف ہی دیکھ رہے تھے

ماشاءاللہ میرے شہزادے کتنے پیارے لگ رہیں ہیں وہ مسکراتی ان کی جانب
آتی ہیں اور وہ دونوں بھی اپنی ماں کے گلے لگتے اور بولتے ہیں

Mum you are also looking very cute😍

شکریہ میری جان وہ دنوں کے گال کھینچ کر بولتی ہے اور پھر سب باہر لان

میں جاتے ہیں جہاں کیک کٹ کرنا تھا

لان کو خوبصوتی سے سجایا گیا تھا مہمان سب آچکے تھے
ساحل تو سمارہ کو دیکھتا ہے اس کے طرف بھاگ گیا تھا

وہ سمارہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لاتا ہے اور پھر ساحل اور مہران مل کر کیک کٹ کرتے ہیں ساحل پہلے سمارہ کو کیک کھلاتا ھے اور پھر اپنی مام اور ڈیڈ کو جبکے مہران سب سے پہلے اپنی مام کو کیک کھلاتا اور پھر ڈیڈ کو پھر سب ان کو گفٹ دیتے ہیں یوں آج سب اپنے اپنے حصے کی خوشیاں گزار رہیں ہوتے ہیں

ان ساتھ سالوں میں بہرام شاہ دنیا چھوڑ چکے ہوتے ہیں ابرار شاہ اسرار شاہ اور افروز شاہ نے اپنی الگ سے کمپنی کھول لی تھی جو آج بہت بڑی کمپنیوں میں شماری ہوتی تھی

حیا بیگم اور امینہ بیگم اپنے

.....یوں خوش ہوتا دیکھ مسکرا رہی ہوتی ہیں

ختم شدہ